وکان حقا علینا نصر المومنین

درین زمان برکت توامان بحسن توفیق خالق سبحان کتاب

مستطاب در اثبات تعزیہ داری مسمی بہ

نصر المومنین

در جواب

ہدایۃ المومنین

یکے از مصنفات جناب مولوی سید ریاض الحسن صاحب

دامت برکاتہ بفرمایش عالیجناب فیضمآب سید محمد اصغر صاحب

رئیس عظم ادنا و دامت حشمتہ بمقام لکھنؤ وزیر گنج سہ ۱۵ شوال سنہ ۱۳۱۶ھ

مطبع اثنا عشری باہتمام [illegible] طبع شد

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

الحمد للہ کہ درین ایام میمنت فرجام کتاب لاجواب من تصنیفات جناب مستطاب مولوی سید فضل حسین صاحب دام ظلہ

مسمّی بہ

نصر المومنین

در جواب

ہدایت المومنین

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج در ماہ دسمبر ۱۸۹۵ عیسوی

در مطبع فیض منبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی شائع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من الباکین علی مصاب من بکت علیہ السماء والارض والملٰئکۃ المقربون وشہدت بعظمتہا الناطقون والصامتون والصلوۃ علی صاحب ذلک العزاء محمد سید الانبیاء وعلی اوصیائہ الشہداء ہم الائمۃ المعصومون **اما بعد** واضح ہو کہ دربنولا ایک رسالہ ہندیہ مسمّی **بہدایۃ المومنین** مشعر عدم جواز تعزیہ داری و منع گریہ وزاری مصائب امام حسین علیہ السلام پر نظر قاصر سے گذرا جسکے دیکھنے اور غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولف رسالہ مذکورہ نے ازراہ فریب و فساد کہ خمیر طینت ارباب تعصب و عناد ہے عجب طرح کی سقیفہ سازی اور شعبدہ بازی ابتدائے رسالہ میں کی ہے یعنے عنوان رسالہ میں بدعات و عادات جملہ مخلوقات پر عموماً اعتراض شروع کیا بالتخصیص کسی مذہب معین کا نام نہین لیا تا کہ ناظرین رسالہ یہہ سمجھین کہ بیچارہ مولف بلا تعصب و اکراہ حسبتہ للہ محض ازراہ دردِ دین و نصیحت غافلین محدثات جمیع فرق اسلامیہ پر عموماً طعنہ زن ہے کسی خاص فرقہ سے روے خطاب اور تعصب و عتاب نہین رکھتا لیکن چونکہ خبث باطن فلتہ لسان سے

ظاہر ہو جاتا ہے بعد چند سطور ہندی یہہ ترکی تمام ہے اور خاص شیعون ہی پر عنایت
اور توجہ بنایت اور تہجین و توہین شعائر ایمان و اسلام ہے مین بکمال مبالغہ والتمام
ہے کہ قبائح عقلیہ و نقلیہ و شرعیہ و عرفیہ سب خاص مصائب مظلوم کربلا پر رونے
رولانے نقل تربت و ضریح مقدس بنانے مین بیان کی گئی اور تعزیہ داری ہی
العیاذ باللہ جملہ گناہونکی علت قرار دیگئی حضرات متقلدین اہلسنت مین تو اسقدر
تعصب سخت تعجب ہے مگر چونکہ حضرت شاید فرقہ مستحدثہ وہابیہ سے ہین اور یہی
وجہ ہے کہ میلاد شریف کا ذکر ردا یا تسلیماً کہین نہین کیا ورنہ قلعی کہلجاتی المختصر
ہم اسی فکر و تردد مین تھے کہ دیکھتے دیکھتے نام نامی حضرت مولف بسلسلہ شرف
سیادت و اضافت نسبت سکونت اولاد حسن قنوجی نظر آیا عجیب سجدہ
شکر بجا لایا کہ میرا تصور متقرون بتصدیق اور امر وہابیت مولف تحقیق ہوا
یہہ حضرت وہابی بگڑے ہوئے وہابی ہین سو خوب جانے ہوئے ہین مجھے عمامئے الکی
انکی تسبیحین کمند و نکونہ بدنام کرین انکی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ یہہ سادات
بخاریہ قنوج مین شامل اور مجیب کے طریقہ مذہبی سے خارج سلسلہ نسبی مین داخل
ہین یعنے جو قرابت ابو جہل کو حضرت پیغمبر صلعم سے تہی وہی حضرت مولف کو مجیب احقر
سے ہے انکے والدین ماجدین بلکہ اوائل مین یہہ خود شیعہ مذہب تھے پہر بغرض
تحصیل علم دہلی جاکر جو بگڑے تو بگڑتے ہی چلے گئے اسقدر درپے ستا بی ہوئے
یعنے شیعہ سے سُنی سُنی سے وہابی ہوئے پہر احمد پیرزادہ بریلوی اور انکی صاحبین
عبدالحی و اسماعیل دہلوی کی صحبت و ارادت مین جو صلے اور زیادہ ہوئے اونکی
معیت مین سکہون کے ساتہہ آمادہ جہاد ہوئے مگر جب کڑی پڑی اور پیرزادے صاحب
مع دیگر جہلا کام آئے ہمارے حضرت پہرتی پہراتی ٹہوکرین کہاتی بکمال خفت و ندامت
صحیح و سلامت گہر تشریف لائے بعد خرابی بصرہ یہہ سوجہی کہ مقابلہ تیغ و سنان مین

جان کا خطرہ ہے وبانی جمع خرچ بلا ضرر ہے لہذا اپنی وہابیت اور قابلیت جتانیکو
اس قسم کے رسائل مہملہ لکھنی شروع کیئے اور یہہ رسالہ خاص ممانعت تعزیہ داری
مین تحریر کیا ہے اور بناء بجذا اوسکو بدعت وضلالت قرار دیا ہے ہر چند جواب
اسکا بعض افاضل نے بزبان فارسی لکھا ہے مگر چونکہ حضرت مولف غیر مالوف عشیرہ
راقم الحروف سے ہین لہذا بمفاد کریمہ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ بہ نسبت دیگر
یہہ کمترین اونکی ہدایت اور خدمت کیواسطے لائق تر ہے پس اگر سخت زبانی
لاثانی کا جواب بمقتضای حمیت وحمایت دین کی بشر کی ہو تو نزد اہل انصاف
یہہ عذر مجیب مقبول ہوگا لیکن ہمارا مجیب اول لعنت
سے بقدر مقدور درگذر نہین کی انشاء اللہ بمجمع کریمہ قولا لہ قولا
لینا ہرگز لعنت قول سے نہ عدول ہوگا لیکن انہین حضرات کے بعض کلمات طیبات
کی تصریح وتوضیح مین اگر کچھہ دال مین کالا ہو تو وہ انہین کی بے تہذیبی ہے مجیب
ہے اور اوسکے بیانمین بے قصور ہے اور چونکہ اس رسالہ مین ابتدا سے انتہا تک
ہماری حضرت نیم ملا خطرہ ایمان نے اپنی بدعت کو اسقدر زور دیا کہ آنکہہ بند کر کے
بے سمجھے بوجھے عموماً ہر امر کو بدعت لکھدیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے
فقط نام بدعت سنکر ایک سریل کیسی لکڑی پکڑ رکھی ہے اور ہنوز معنے بدعت
اور اوسکی اقسام ممدوحہ اور مذمومہ سے بالکل اجنبی ہین لہذا قبل از شروع جواب
ہم ایک مقدمہ خاص معنی بدعت اور اوسکی اقسام اور نیز اس بیانمین کہ اقسام مذکورہ
مین سے کس کس پر اطلاق بدعت مصطلحہ مولف کا عند الفریقین ہوتا ہے اور
کس کس قسم پر نہین ہوتا لکھتے ہین تاکہ اوسکے ملاحظہ سے ہر صاحب انصاف پر سُنّی ہو
یا شیعہ امر حق واضح ہو جاے اور یہہ کوئی حضرت مولف بگلا بھگت کی بظاہر
حقانی وبباطن پوچ ولا یعنے تقریر وتحریر سے دہوکا نہ کہائے بحولہ تعالی وقوتہ

مقدمہ تحقیق معنی بدعت اور تفریق اقسام بدعت مین پس **معنی بدعت**
کے صاحب قاموس نے یہہ لکھے ہین البدعة الحدث فی الدین بعد الاکمال
او ما استحدث بعد النبی صلعم من الاھواء والاعمال یعنے بدعت حادث
ہونا کسی چیز کا ہے دین مین بعد کامل ہونے دین کے یا جو چیز کہ بعد پیغمبر صلعم حادث
ہوئی ہو خواہشون اور اعمال سے پس فقرہ اولی قاموس سے جو بعینہ صحاح
جوہری مین بھی وارد ہے ظاہر اوہی حدث مراد ہے جس سے دین و شریعت
حضرت خاتم المرسلین صلعم مین خلل و تغیر واقع ہو اور اوس امر جدید کو اصل
شرع سے کوئی لگاؤ نہو پس ایسی بدعت بالمعنی الاخص بلاشبہہ منہی عنہا
اور حرام ہے اور حدیث کل بدعة ضلالة مین بھی بدعت خاص مراد ہے مطلق
محدثات خواہ کسی وجہ کا ہو کہ وہ باعتراف جمہور فرق مسلمین عموما داخل
بدعت محرمہ نہین ہین والا ایسا امور مباحہ جو زمانہ حضرت شارع مین نہ تھے
اور بعد اون حضرت وقتا فوقتا بتقاضای ضرورت حادث ہوتی گئے اور اصل
شرع سے اونکا رجحان یا اباحت وغیرہ ظاہر ہے اور اہل اسلام مین عموما خلفا
عن سلف اونکا جواز و استحسان پایا جاتا ہے اور کسی نے اونکا انکار نہین کیا ہے
وہ سب امور داخل بدعت منہی عنہا ہو جائینگی اور اسمین ہمارا ضرر تو کم ہے
لیکن خلافت مابعد النبی پر آفت آنے سے حضرت مولف کا بہت بڑا نقصان
ہوگا بشرطیکہ وہ سنی نہین وہابی ہی ہی اور اگر وہابیت مین بھی ثابت نہین ہین
تو کچھہ بھی نقصان نہین جب اسلام کے کسی فرقہ مین نہ ٹھہری تو جسکو جو جی چاہی
کہین ہمتو عند التحقیق شیعہ سنی سب مین اقسام بدعت کی تفریق پاتی ہین
چنانچہ **تفریق اقسام بدعت مین** منجملہ ہمارے علماکے شیخ شہید
علیہ الرحمہ قواعد مین فرماتے ہین محدثات الامور بعد عہد رسول اللہ صلعم

انقسام لایطلق اسم البدعة عندنا الا ما هو محرمة الاول الواجب کتدوین القران والسنة اذا خیف علیهما والثانی المحرم وهو کل بدعة تناولتها قواعد التحریم والثالث المستحب کبناء المدارس والربط مما تناولته ادلة الندب والرابع المکروه مما اشتملته ادلة الکراهة والخامس المباح وهو داخل تحت ادلة الاباحة انتهی یعنے جو امور کہ بعد عہد حضرت رسول خدا صلعم حادث ہوے وہ چند اقسام ہین اور اسم بدعت کا اطلاق ہمارے نزدیک بجز بدعت محرمہ کے اور اقسام پر نہین کیا جاتا اول وہ امر محدث واجب مثل تدوین قرآن واحادیث جب خوف اونکے ضائع ہونے کا ہو دوم حرام اور وہ ہر بدعت ہے جسکو قواعد تحریم شامل ہون سوم مستحب مثل بناے مدارس وکاروانسرا وغیرہ وہ چیزین جسکو ادلہ ندب شامل ہون چہارم مکروہ جنکو ادلہ کراہت شامل ہون پنجم مباح جو تحت ادلہ اباحت داخل ہون اور علماے حضرات اہل سنت مین سے صاحب بحر المذاہب نے آخر کتاب قواعد مین اسکی تصریح اسطرح فرمائی ہے البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروهة ومباحة والطریق فی ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فهی واجبة او فی قواعد التحریم فمحرمة او فی الندب فمندوبة او فی الکراهة فمکروهة او فی الاباحة فمباحة یعنے بدعت منقسم ہوتی ہے واجب اور محرم اور مندوب اور مکروہ اور مباح کیطرف اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ عرض کیجاے بدعت قواعد شرع پر پس اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو وہ واجب ہے یا قواعد تحریم مین داخل ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے یا قواعد ندب مین داخل ہو تو وہ مندوب

ہے یا قواعد کراہت میں داخل ہو تو وہ مکروہ ہے یا قواعد اباحت میں داخل ہو تو وہ مباح ہے انتہی۔ اس عبارت کو مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے اپنے رسالہ بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ میں بھی جو فرقہ ضالہ وہابیہ کی رد میں ہے نقل کیا ہے اور میں تتمہ اس عبارت کا جسمیں تفصیل ان اقسام خمسہ کی ہے وہ بھی مذکور ہے پھر بتفاوت یسیر حضرت امام شافعیؒ کا یہہ قول بھی بیان کیا ہے وقال الشافعی رح وما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ انتہی۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جو احداث مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو تو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو احداث خیر سے ہو اور امور مذکورہ میں سے کسی امر کے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ ہے انتہی۔ علی ہذا اور اکابر اہل سنت کے مصنفات میں بھی تفصیل و تفریق مذکور ہے اور کیونکر نہو کہ تحقیق معانی صحیحہ کا لغت پر دار مدار ہے لہذا حضرت مولف ایک آخری حجت اور سن لیں پھر اونکو اختیار ہے صاحب مجمع البحرین نے معنی بدعت کے اسطرح توضیح کی ہے البدعۃ بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن لہ اصل فی کتاب وسنۃ فما دل علیہ الشرع ولو بالعموم خارج منہ فمن شرع فاحل حراما او حرم حلالا او کرہ ما لم یکرہ کان مبدعا خارجا عن الشریعۃ انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بدعت کے معنی حدث فی الدین ہیں لیکن نہ علی الاطلاق بلکہ وہ حدث خاص جسکے واسطے کتاب وسنت میں کوئی اصل نہو پس جس حدث پر شرع دلالت کرے اگرچہ یہہ دلالت بالعموم ہو وہ بدعت منہی عنہا سے خارج ہے بدعت محرمہ وہی ہے جو باعتبار معنی

اخیر بطور تشبیہ کے ہو کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام اور غیر مکروہ کو مکروہ کرتے
باقی دیگر محدثات جنکو اصل شرع سے کسی قسم کا لگاؤ ہے وہ بدعت محرمہ نہیں انپر
کیسی اطلاق بدعت ہی سے خارج ہیں لیئے اسکا یہی مآل کار وہی ہے جو اکابر دین
سے ہم نقل کر چکے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ باجماع اہل اسلام یہہ
قاعدہ مسلم الثبوت اور معمول بہا ہے کہ محدثات امور بعد آنحضرت صلعم جو موافق
شرع سے مطابق کر کے حکم بوجوب یا حرمت یا ندب یا کراہت یا اباحت دیا جاتا
ہے پس بنا بر اسی قاعدہ مسلمہ کے ہر مسلمان دیندار کو جسپر خدا و رسول کی محبت
و اطاعت فرض ہے اور خدا نے بموجب آیہ کریمہ عظیمہ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ محبت اہل بیت نبوت اور خاندان رسالت کو اوپر
لازم کر دیا ہے بلکہ اس متاع گرانمایہ کو اجر رسالت قرار دیا ہے لازم ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ایام ولادت اور اوقات خوشحالی اور مسرت میں علی ہذا حضرات اہلبیت
کے ان ایام متبرکہ میں اظہار سوز و سرور اور ان بزرگوار ونکی زمان وفات اور
مصیبت و شہادت میں اعلان رنج و غم موفور کرے کہ یہہ محدثات بسبب انکے
شرعی خالی از اجر و ثواب نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانان ہندار روز ولادت
باسعادت حضرت رسول مختار جلسہ میلاد شریف بکمال زینت و تکلف کرتے ہیں
اور اوسکو امور مباحہ و مستحسنہ سے جانتے ہیں چنانچہ بوارق محمدیہ میں بحوالہ امام
ابو شامہ سے منقول ہے ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی
الیوم الموافق لیوم مولدہ صلعم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ
والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبتہ
صلعم و تعظیمہ و جلالتہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو بہتر احداث
ہوا ہے کہ ہر سال بروز مطابق روز مولد آنحضرت صلعم صدقات خیرات اور

اظہار زینت و سرور کرتے ہین نیہ سب حق اور درست ہے اسلئے کہ یہہ امر خیر با وجود اسکے کہ اسمین فقرا و مساکین مسلمین کے نسبت احسان ہے مشعر بہ محبت و تعظیم و جلالت آن حضرت صلعم ہے اسیطرح روز شہادت و یوم مصیبت آن حضرت و اہلبیت آن حضرت اظہار غم و الم کرنا مشعر کمال اخلاص و محبت آن حضرت و اولاد آن حضرت ہے خصوصاً مصیبت و شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام جنکی شہادت بشہادت سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و تحریر الشہادتین شاہ سلامت اللہ صاحب قائم مقام شہادت آنحضرت صلعم اور جنکے غم مین بموجب روایت حضرت ام سلمہ رض مرویہ شاہ صاحب سر انور و ریش مبارک آن سرور خاک آلودہ ہوئے ہیں ایسے مظلوم کے غم مین جو فدیہ رسول خدا ہوا اور آن حضرت کا عالم مثال مین اوسکے غم مین خود یہہ حال ہوا ہو انصاف سے کہو کہ اوسکی مصیبت مین رونا رولانا اور بغرض اعلان سانحہ عظیمہ لوازم عزا درست کرنا اور بنانا کسقدر موجب شفاعت حضرت رسول مقبول و رضای آن حضرت کہ عین رضای حضرت احدیت ہے ہوگا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ مثل دیگر محدثات لوازم عزای جگر گوشہ سید کائنات کو بہی اونہین قواعد پر منطبق کرے اور تدبیر قابل صحیح کو عمل مین لائے مثل حضرت مولف شدت بغض و عناد سے یزید و ابن زیاد کا ہہات نہ بجا وے تا حقیقت حقیت عزاداری امام مظلوم بخوبی اوسپر منکشف ہو جاے کہ وہ بہی مانند اقسام محدثات مذکورہ منقسم بچند اقسام ہے اول ذکر فضائل و مصائب عظام حضرت امام و دیگر اہل بیت کرام از تواریخ و احادیث معتبرہ و مراثی معتبرہ سے اور رونا رولانا مصیبت عظیمہ اور واقعہ جانسوز پنجتن آل عبا و دیگر شہدای کربلا اور نہب و غارت خیام مطہرہ و اسیری حرم محترم سید دوسرا یہہ سب امور شرعا جائز و مسنون بلکہ موجب اجر جزیل

اور باعث رضای الہی اور حضرت ختمی پناہی ہین اسلیئے کہ خود آن حضرت صلعم نے
بنفس نفیس قبل از وقوع واقعہ شہادت دنیای پر اختلال مین اور بعد از وقوع
عالم مثال مین اپنے فرزند قرۃ العین حضرت امام حسین کی مصیبت پر مع دیگر اہلبیت
غم والم اور حزن و ماتم کیا ہے اور قرآن مجید مین مابکت علیہم السماء آیا ہے
ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرمایا ہے پس تعجب ہے کہ حضرات انبیاء
اور اولیاء و ملائکہ و جن اس رونے رلانے مین آن حضرت کے پیروی کرین اور
اس مصیبت مین آپکا ساتھہ دین اور ہم جو خاص آپکی امت اور مخاطب بخطاب
پیروی حسنہ آن حضرت ہین ایسی سخت مصیبت مین آپکی پیروی سے ہاتھہ اوٹھا ویں
اور آپکا ساتھہ چھوڑکر الگ ہوجائین سو یہہ ستم سے ہوا ہے نہ کبھی ہوئیگا جو
مسلمان ہے وہ حضرت کیطرح روئیگا۔ اللہ اکبر جس مصیبت مین خود حضرت شارع
علیہ السلام صاحب عزا ہو روویں رلاویں اپنے اہلبیت مین رسم تعزیت برپا فرماویں
اوس عزاداری کی شرعی ہونیمین کیا کلام ہے بلکہ جملہ امور مین آن حضرت کی پیروی
کرنیکا نام اسلام ہے پس جو شخص اسکو بدعت صحیحہ سمجھے اور اسپر استہزا کرے
اوسنے بلاشبہہ حضرت پیغمبر اور دین پیغمبر پر استہزا کیا واللہ یستہزی بہم
و یمدہم فی طغیانہم یعمہون دوم وہ امور جو اصل شرع سے مباح
ہین جیسے مجلس عزا منعقد کرنا مومنین کو شریک عزا کرنا غربا و مساکین سے
باخلاق تمام احسان و اطعام پیش آنا زیادتی مصیبت و لوازم عزا اور اسباب
گریہ و بکا کے واسطے ضریح و تعزیہ و تابوت و علم بنانا علی ہذا اور امور جو اصل امر
شرعی بکا و ابکا کے معین ہوں جنکی اباحت اصل شرع سے بموجب ارشاد حضرت
شارع کل شیء مطلق انہ مباح حتی یرد فیہ النہی پای جاتی ہے یعنے
ہر چیز مباح ہے تا اینکہ نہی اسمین وارد ہو اور ظاہر ہے کہ نہی شارع علیہ السلام

مخصوص تصاویر غیر ذوی الارواح سے تصویر غیر ذی روح عند الفریقین نہی سے
مستثنے ہے چنانچہ اہل سنت سے فاضل ابن حجر نے ناقلاً عن شرح مسلم بیان کیا
ہے واما تصویر صور الشجر ونحوھا مما لیس حیوان فلیس بحرام یعنے صورتین
شجر وغیرہ کی بنانا جو غیر ذی روح ہون حرام نہین ہین اسیطرح بخاری نے ابن
عباس سے زہیر و توبیخ ایک شخص کی جو تصویر جاندار بنا تا تہا نقل کی ہے خلاصہ
اوسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے اوس سے کہا کہ اگر تیری معیشت تصویر
سازی ہی پر منحصر ہے تو تصویر درخت وغیرہ غیر ذی روح کی بنایا کر اور تصویر
ذی روح کی بنانا چہوڑ دے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے کہ جو شخص تصویر
جاندار بناے خدا اوسکو عذاب کریگا کہ اسمین روح پہونکے اور وہ کبہی پہونک نہ
سکیگا انتہی۔ اور امامیہ سے کلینی رح نے بواسطہ ابن عباس صادق آل
محمد صلعم تفسیر کریمہ یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل روایت کی
ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ماھی تماثیل الرجال والنساء ولکنھا
تماثیل الشجر وشبھہ یعنے بخدا یہہ تصویرین مردون اور عورتون کی نہین
بلکہ درخت وغیرہ غیر ذی روح کی تہین اسیطرح محمد بن مسلم سے روایت کی
ہے کہ مین نے حضرت صادق علیہ السلام سے تصاویر شمس و قمر کو پوچہا آپنے
فرمایا جبتک تصویر حیوان کی نہو کچہہ خوف نہین ہے انتہی پس ہرگاہ بنانا
تصاویر غیر ذوی الارواح کا بموجب شرع عند الفریقین جائز ہوا تو تعزیہ
اور ضریح اور تابوت و علم وغیرہ بنانا سب بلا نکیر جائز و مباح ہین بلکہ اگر
صورت کے معانی ذوات الارواح وغیرہ سے عام ہی لیے جائین جیساکہ
منتہی الارب مین ہے کہ الصورۃ عامۃ فی کل ما یصور مشبھا بخلق اللہ تعالی
من ذوات الارواح وغیرھا جب بہی ضریح و تعزیہ و تابوت و علم وغیرہ

مستثنی ہوگئے اسلیئے کہ تشبیہ مخلوقات خدای تعالی نہین ہین بلکہ نقل روضہ منورہ اور ضریح مقدس خامس آل عبا نقل نشان کرامت نشان حضرت پیغمبر خدا ہین اور انمین کسیطرح ممانعت نہین بلکہ صریح اباحت ہے اور باوجود اباحت چونکہ یہ قسم اول ہین تو بنانا انکا نور علی نور اور بنانیوالا اور تعظیم کنندہ انکا لاریب ثواب واجب ہے قال اللہ تعالی و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پس بمفاد آیۂ کریمہ جسطرح تعظیم نقل کعبہ معظمہ و روضہ منورہ آنحضرت صلعم و دیگر مشاہد مشرفہ وکوہ صفا و مروہ بلکہ نقل نعلین مبارک حضرت سید کونین جمہور اہل اسلام اور تمامی امت خیر الانام پر واجب و لازم ہے اسیطرح تعظیم ضرایح و اعلام وغیرہ منجملہ شعائر اسلام ہے اور تعظیم انکی خاص و عام پر لازم بلکہ منجملہ حقوق امام علیہ السلام ہے اور اہانت و استخفاف اسکا اہانت حضرات کرام اور بفحوای من اہان اولادی فقد اہاننی اہانت سید انام ہے قسم سوم وہ امور جو عزاداری مین بطور رسم کیئے جاتے ہین وہ مباح محض ہین یعنے نہ اونکے واسطے شریعت مین بالخصوص ممانعت ہے اور نہ کوئی رجحان شرعی اونمین پایا جاتا ہے جیسے ضریح و تعزیہ کے آگے قرآن مجید وغیرہ رکہنا ترک زینت و لذات وغیرہ کرنا لباس ماتمی پہننا مگر سیاہ مکروہ اور سبز وغیرہ محمود ہے علی ہذا اور امور بشرطیکہ تشبیہ کا اونمین لگاؤ نہو و الا قسم اخیر محرم مین داخل ہو جائینگے چہارم وہ امور جو خلاف شرع اور منجملہ منہیات ہین اور اکثر اونمین سے بطور خلطوا عملا صالحا واخر سیئا عوام سے سرزد ہوتے ہین جیسے تصاویر ذوات الارواح مثل شبیہ براق و ذو الجناح و ملک و جن و پری وغیرہ بنانا تماشا ڈہول دہوق ٹہنا وغیرہ بجانا ذوات مقدسہ حضرات کو حاجت روای مستقل جانکر خاص اونہین سے

حاجت طلب کے ناہاں اگر بواسطہ آن حضرات کے حاجت اپنی خدای عز وجل
کرے تو اسکا مضائقہ نہین اور سب سے بدتر سجود لغیر المعبود ہے پس تعزیہ
خاص سجدہ کرنا موجب شرک ہے اور چونکہ خواص شیعہ اس قسم اخیر سے مح
رہتے ہیں اور اسکو بدعت وشرک جانتے ہین لہذا افعال جہلاء عوام پر انسے موا
نہین ہوسکتا کہ ہر فرقہ کے عوام کچھہ نکچھہ ایجاد بندہ خالی نہین ہوتے بعد
تفصیل کے ظاہر ہوگیا کہ اقسام عزاداری سے فقط قسم اخیر منہی عنہ اور حرا
اور اطلاق بدعت کا خاص اسی قسم اخیر پر کیا جائیگا نہ اور اقسام پر کما لا یخفی
علے المتاملین فلا تکن من الغافلین ہر چند جو کچھہ اس مقدمہ مین بیان ہوا منصف
غیر متعسف کیواسطے اسیقدر کافی و وافی ہے اور جواب جملہ ایرادات ناصواب
مولف اسی مختصر سے حاصل ہوسکتا ہے لیکن بمقتضای مثل مشہور جہوٹے کو گہر تک
ضرور ہے لہذا حضرت مولف کی ہر قول کا رد بہی بقدر ضرورت لکھہ دیتا ہون تاکہ
عاقل ومنصف بعد ملاحظہ ہدایت المومنین اس رسالہ مسمی بہ نصر المومنین
بہی دیکہے اور بشرط پسند انصاف اور درصورت لغزش وخطا معاف کرے فانتقمنا
الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین۔

قال المولف الرسالہ قبل شروع کتاب کے جاننا مقدمہ کا ضرور ہے تا حقیقت حال تحریر
اقول لرفع الضلالہ وای برفردی کہ سر دفتر بود یہ مقدمہ کیا ہے ہر ایک
وعظ اور سرے ہی سے دین برحق پیغمبر پر اعتراض ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے
ساری قلعی کہلی جاتی ہے۔

قال اسکو سننا چاہیئے کہ ہمارے پیغمبر کے پہلے خلقت شرک وگمراہی مین گرفتہ
اور جاہل لوگ اپنے باپ دادا کی بری راہ پر اڑے تہے حضرت نے تقریر زبانی
تلوار کے زور سے انکو مسلمان کیا اور دین حقکو سمجہایا اور رسومات جاہلیت کا

اقول ماشاء اللہ کیا حسن تقریر اور طرز تحریر ہے منکران دین اسلام و نبوت حضرت خیر الانام کا بعینہٖ یہی کلام ہے کہ معاذ اللہ آپکا دین حق نتھا فقط تقریر زبانی اور محاربہ سیفی و سنانی سے آپنے لوگونکو مسلمان کیا اور زبردستی بزور شمشیر اپنے دین کو رواج دیا چنانچہ ایک روز لکھنؤ مین ایک پادری نے بیان کیا کہ اگر محمد صاحب کا دین سچا ہوتا تو فقط تقریر زبانی پر اکتفا فرماتے مثل انبیاء سابقین کوئی معجزہ بین ایسا دکھاتے جس سے لوگ گرویدہ ہوکر خود ہی ایمان لاتے برخلاف اسکے حکم جہاد دیا تب بمجبوری لوگون نے آپکا دین جان کے خوف سے اختیار کیا حالانکہ یہہ شبہہ انکا محض تعصب ہے ورنہ سورخین علیسا خوب جانتے ہین کہ جس پیغمبر کے وقت کے لوگ جس فن مین کمال رکھتے تھے حقتعالے اوس پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ عطا فرماتا تھا اور اہل فن عاجز ہوکر سمجھ لیتے تھے کہ یہہ امر فوق طوق بشر ہے چنانچہ حضرت موسے کے زمانہ مین سحر کا بڑا چرچا تھا آپکو معجزہ عصا ملا حضرت عیسیٰ کے وقت مین فن طبابت اور امر علاج امراض صعبہ مین کمال تھا آپکو احیاء اموات کا معجزہ دیا گیا ہمارے حضرت کے عہد دولت مین فن فصاحت و بلاغت مین علو تھا آپکو ایسا معجزہ بین یعنے قرآن مبین عطا کیا گیا کہ جس سے بڑے بڑے فصحا و بلغا اور عرب عرباء کے مقابلہ مین فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوی بالاعلان کیا گیا جسکے جواب مین بڑے بڑے مدعیان فصاحت اور گردن کشان جاہلیت نے لیس ھذا من الکلام البشر کہکر از راہ عجز اپنی گردنین جھکالین چنانچہ کتاب تنزیہ الفرقان مین مذکور ہے کہ کسی سے کچھ جواب نآیا بلکہ اکثر اونمین لطف فصاحت سے بیخود ہوکر ایمان لے آئے اور بعضون نے اگرچہ باغراض نفسانیہ ضبط کیا مگر نکرسکے اور غال خال جو دام شیطان مین پھنس گئے وہ ایسے عاجز ہوئے کہ اونہون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا جان و مال کا تلف گوارا کیا مگر قرآن کے مقابلہ اور معارضہ مین اوس سے ایک فقرہ بھی نہ لکھا گیا

اور نہ اوسکے فصاحت سے انکار کیا گیا انتہی پس جب باوجود عاجز ہونے کے بھی ایمان
نہ لائے اور حجت الہی تمام ہو گئی اوسوقت حکم جہاد صادر ہوا نہ پہلے ہی سے جیسا کہ منکرین
نبوت آن حضرت باتین بناتے ہین اور ہمارے پادری صاحب اوسکی بابت بیان طولانی ہین
قال بعد انتقال حضرت کے خلیفون نے بھی خوب دین کو قائم فرمایا۔
اقول یہہ فقرہ تو شاید آپنے حضرات اہل سنت کے خوف سے لکھا ہے ورنہ جب
محدثات مابعد النبی کو آپ عموماً بدعت منہی عنہا کہتے ہین تو خلافت خلفا جو مابعد
آن حضرت منعقد ہوئی وہ بھی آپکے زعم ناقص مین ایسی ہی ہوگی اب ہمکو آپ سے
بحث کرنی اور آپکو عاجز کرنے کا پورا موقع ملا بس اب میدان مین آئیے اور سوچ سمجھکر
فرمائیے کہ حسب تصریح حضرات اہل سنت نہ خلافت کے بارہ مین کوئی نص آنحضرت
تھی نہ استخلاف بلکہ اوسکا دار و مدار بعد آن حضرت صلعم اجماع اہل حل و عقد پر
ہوا پس اگر بعد آن حضرت مطلق احداث علی ای وجہ کان بدعت محرمہ اور قبیح
ہے تو پھر حضرت سلامت خلافت خلفای اربعہ کیونکر صحیح ہے پس خلافت خلفا از
رخنہ نکلا اگر آپ شیعہ سنی دونون دین سے گئے نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے اور اگر
خلافت خلفای راشدین اور اون حضرات کے اقامت دین کے آپ دل سے معتقد ہین
تو پھر یہ کی لکڑی یعنے ہر محدث کو بدعت ضالہ کہنے سے ہاتھ اوٹھائے اور ارشاد
حضرت خلیفہ ثانی دربارہ تراویح بنص صریح نعمت البدعۃ ھی کو ملاحظہ
فرمائیے علمائے اسلام تو بدعت حسنہ کہتے ہین پس اگر آپ بھی تراویح پڑھتے
ہین تو یقیناً اسکو حسنہ ہی جانتے ہونگے بدعت سیئہ جانتے تو کاہیکو پڑھتے
اپنے مونہہ سے آپ ہی قائل ہوئے اور اگر اسکو بھی بدعت محرمہ سمجھکر نہین
پڑہتے اور خلیفہ کا ارشاد نہین مانتے تو آپ مسلمانون کے کسی فرقہ مین نہ رہے
بلکہ غیر ملت اسلام کی طرف مائل ہوئے چلئے بسم اللہ چھوٹے اس سے بہتر کوئی بات کی

سنگو خلاصی کی سبیل نہین آپ مسلمانون کو کہیہ آپسے قال و قیل نہین ہے اگر دریافتی
بر دانشت بوس ہ و گر نشناختی افسوس افسوس۔

قال جب زمانہ خلافت کا آخر ہوا اور حکومت بنی امیہ کے ہاتھہ آئی تو عجب طرح کا
فساد اسلام مین بر پا ہوا کہ اہل بیت پیغمبر کے قتل تک کہ مانع بدعت تہے نوبت پہونچی

اقول گستاخی معاف آپ ایسے نا سمجھ ہین کہ جو موہنہ مین آیا بلا قید
کہہ بیٹھے ہین یہہ عموماً بنی امیہ کی حکومت پر کیون آپنے طعن کیا کچھہ امیر معاویہ
سے بہی خفا ہین صاحب سمجھہ بوجھہ کے بات کیا کیجیے کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ
بعد صلح حضرت امام حسن اونکی خلافت بہی مان لی گئی ہے اہل سنت پر تو
مارے ڈر کے آپ کوئی بات بصراحت موہنہ سے نہین نکالتے فقط اشارے
وکنائے پر ٹالتے ہین پہلے خلافت مین جہگڑا ڈالا اب امیر معاویہ کو زمرۂ خلفا
سے نکالا یک نہ شد دو شد مگر شیعون پر آپ بہت کہل کہیلے ہین کہ اونکی تعزیہ داری
کرنے تعزیہ و علم بنانے روتے رولانے پر کوئی دقیقہ تجہیل و توہین کا آپنے
اوٹہا نہین رکہا خیر یہہ بہی غنیمت ہے رتبہ دیکہیے کینہ کا کہ اونکے
دل مین ہے۔ اور اہل بیت پیغمبر کیا واجب القتل ہی تہے جو شہید کا لفظ اونکی
نسبت آپکے موہنہ سے نہ نکلا جب آپ یہہ بہی کہتے ہین کہ وہ مانع بدعت تہے
پہر آپکو شہید کہنے مین کیا عذر تہا خیر بہول چوک معاف ہے اب فرمائیے کہ حضرات
اہلبیت کونسی بدعت کے مانع تہے آیا خاص اوسی بدعت محرمہ کے یا مطلق محدثات
کے بر تقدیر اول آپ کیون اون حضرات کی پیروی نہین کرتے کہ ہر محدث کو
بدعت محرمہ مین شمار کیئے جاتے ہین کیا وہ احد الثقلین نہین ہین یا اونکی پیروی
بہی آپکے نزدیک معاذ اللہ بدعت محرمہ ہے اور بر تقدیر ثانی یہہ آپکا اہلبیت پر
افترا ہے وہ حضرات کبہی محدثات حسنہ کو بدعت نہین جانتے تہے کیا وہ اپنے

جد امجد حضرت پیغمبر خدا کے روضہ منورہ کی زیارت نہیں کیا کرتے تھے جبر روضہ مقدسہ کی اہانت پر آپ لوگ مرتے ہین پناہ بخدا اوسکو تعبیر چشم اکبر کرتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم

قال اوسوقت مین بادشاہ اور لوگ قدیم رسومات جاہلیت اور کفر کی محبت رکہتے تہے فرصت غنیمت جانکر کہل کہیلے اور اسلام مین رسومات جاہلیت اور بدعتین نکالنی شروع کین

اقول یہہ صفت تو بعض سلاطین بنی امیہ مین خصوصاً آپکے پیر و مرشد یزید کی تہی وہ ان سب منہیات مین البتہ کہل کہیلا تہا یا اب اوسکے بعض چیلے اپنی بدعت مین کہل کہیلے ہین مگر حضرت امام حسینؑ نے اپنی جان عزیز کا دینا قبول کیا اور اوسکی بیعت کرنا نہ قبول کیا تاکہ بدعتین اوسکی اسلام مین مستند نہو جائین اور دیندار لوگ سمجہہ لین کہ ایسے بدعتی فاسق ظالم کی بیعت جائز نہین ہے اور نہ اوسکی اطاعت جائز ہے

قال چند مدت مین وہ بدعتین اور رسمین ایک عالم مین پہیل گئین اور پچہلون نے اگلون کی سنت سمجہکر اور مرغوب نفس پاکر اونکا کرنا اپنے اوپر فرض و واجب جانا

اقول جو لوگ دیندار تہے وہ خود یزید ہی کو اوسکی بدعتون پر سرزنش کرتے تہے اوسکی سنت کیا قبول کرتے چنانچہ جب یزید پلید نے چوب خیزران حضرت امام حسین کے لب و دندان مبارک پر رکہی تو بعض صحابی حضرت رسول جو اوسوقت یہہ سانحہ دیکہہ رہے تہے بیتاب ہوکر کہنے لگے کہ اے یزید اوٹہالے چہڑی لب و دندان حسین سے کہ مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ حضرت رسولخدا ان پر ہونٹ اپنے رکہکر بوسے لیتے تہے اور چوستے تہے ہان جو نامسلمان بطمع زخارف دنیا اوس فاسق کی اطاعت کرتے تہے وہ البتہ اوسکی سنت پر چلتے تہے اور اب بہی مثل آپکے جنکو یزید پلید سے محبت اور حسینؑ سے عداوت ہے وہ اگر یزید کے وقت مین ہوتے تو ضرور اوسکا ساتہہ دیتے خون حسین مین شریک ہوکر جائزہ و انعام لیتے مگر چونکہ اوسوقت مین امام حسین

ہاتھین ہین مجبوری یزید کی روح خوش کرنیکو حضرت کی مصیبت پر رونے رولانے اور آپکی
عزاداری مٹانے پر جان دیئے دیتے ہین تاکہ واقعہ شہادت اور آپکے مصائب اور یزید
کے معائب کا اعلان نہو کہ اسمین اونکی مرشد کی سخت رسوائی ہے پس یہہ آپکا
کہنا آپ ہی پر صادق آتا ہے کہ پچھلون نے اگلونکی سنت سمجھکر اور مرغوب
نفس پاکر اونکا کرنا اپنے اوپر فرض واجب جانا۔

قال جو علماے دیندار ہوتے گئے جہانتک مقدور اور میسر ہوا دفع رسوم اور عقائد
باطلہ کا کرتے رہے۔

اقول واقعی جو علماے دیندار ہین اونکا ہر زمانہ مین یہی شعار رہا ہے کہ بقدر امکان
دفع رسوم فاسدہ اور عقائد باطلہ کا کرتے رہے ہین چنانچہ ہمنے اس رسالہ کے
مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ علماے دیندار فریقین نے معنی بدعت مین کسقدر توضیح
تفصیل کی ہے اور بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ وہ احداث جو بطور تشریع ہو یا اوسکو
اصل شرعی سے کچھ لگاؤ نہو وہ البتہ بدعت ضالہ و محرمہ ہے نہ مطلق محدثات
جنمین بموجب انطباق قواعد شرع کوئی واجب کوئی سنت کوئی مباح کوئی مکروہ
ہے اونکو بدعت ہی نہ کہنا چاہیئے مگر جب میان محمد فاضل ایسے کٹھ ملا سے بدنام
کنندہ نکونامی چند۔ نہ مانین اور اپنی ہی کج فہمی کی پیروی واجب جانین تو اسمین کیا
اختیار ہے خدا کا کلام برحق ہے وہ فرماتا ہے انا ھدیناہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا

قال تسپر بھی ہزارون رسمین اور عقیدے کفر و جہالت کی جہان مین قائم ہوئی

اقول کیونکر نہ قائم ہوتی کہ کٹھ ملاؤن نے عالمون کی ضد اور اپنی گرم بازاری کی غرض
سے جاہلون کو ہموار کرنیکو جو چاہا سو ایجاد کر دیا اور اونہون نے ملا شدہ سمجھکر اونکا
کہنا مان لیا مناسب مقام ایک نقل ہمکو یاد آئی کسی قریہ مین ایک ناخواندہ ملا
صاحب وارد ہوکر سوچے کہ یہہ لوگ جاہل ہین خوب گذریگی اتفاقاً اونکو تھوڑے سے ہی

و تو نہیں خوب ہے رام کیا جناب مولانا صاحب کہلانے اخذ وجبر کا قرار واقعی موقع جمایا خوب
چہکے پیچھے اور ہائے اتفاقاً ایک عالم بہی اوس قریہ مین وارد ہوئے اونہون نے جو
اون بیچارے جاہلونکا حال دیکہا تو بمقتضائے درد دین والشفقۃ علی المسلمین
چاہا کہ اونکو عقائد اسلام اور شریعت کے احکام بقدر ضرورت تعلیم کرین یہہ
دیکہکر پہلے کشہہ ملا صاحب گہبرائے پہر سوچکر اپنی تقریر سراپا تزویر اہل
قریہ کو فریب مین لائے کہ یہہ عالم نہین بلکہ جاہل ہین لفظ مار تک نہین لکہہ جانتے
اگر تمکو یقین نہو تو اونکا اور میرا دونون کا امتحان لو یہہ سُنکر وہ عالم کے خدمت مین
حاضر ہوئے اور مار کے لکہنے کا اصرار کیا مرد عالم نے پہلے تو یہہ سوال مہمل سمجہکر
تامل کیا بالآخر اونکی خاطر سے مار لکہدیا پہر پہلے ملا کی نوبت آئی اونسے سانپ
کی شکل بنائی اور اون جاہلونکو دکہا کر کہا کہ صاحبو انصاف کرو مار کی یہہ صورت
ہے جو مین نے لکہی ہے یا وہ ہے جو ان صاحب نے لکہی ہے یہہ دیکہکر سب اپنے
ملا کی قابلیت کا ایمان لائے اور بیچارے مرد عالم چلتے پہرتے نظر آئے۔

قال اور بسبب ضعف اسلام اور موقوف ہونے جہاد کے اور مصاحبت کفار کی ہر ملک
مین ہر فرقہ نے اپنی خواہش کے موافق جو چاہا سو تراش لیا۔

اقول سچ ہے اگر ضعف اسلام نہوتا اور علماء اسلام کو احکام اسلام کی اشاعت
مین اقتدار تام ہوتا تو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے والے امور مباحہ کو جنسے رونق
اسلام زیادہ ہوتی ہے بدعت محرمہ جاننے والے کب کی سزا پاگئے اور راہ راست پر
آگئے ہوتے پہر ملک مین ہر فرقہ نے فرقہاء اسلام سے تو کچہہ بہی نہین تراشا
مگر قنوج کے بعضے بیہمنون نے اپنی خواہش کے موافق معاذ اللہ ایک جنم اکبر تراشا
ہے جو دینداروں کے نزدیک لائق عبرت و تماشا اور نافہمیدوں کے نزدیک
کہیل اور تماشا ہے اور موقوفی جہاد کا فقرہ شاید ترغیب مسلمانون کے لیے اونکا

تراشا ہوا ہے جب سکہون کے ساتہہ قصد جہاد تہا پہر کاش تمہارے غازی نہین ہوئے تہے تو شہید ہی ہو جاتے جان بچا کر گہر تو نہ بہاگ آتے جہاد سے بہاگنا علاوہ ارتکاب کبیرہ سبب قوی ضعف اسلام ہے اب بہت نا نہ کہیئے کہ آپکی تسکی تمام ہے۔

قال اور اسلام و کفر کہچڑی ہو گیا۔

اقول بیچ اسلام و کفر مین تو نسبت تضاد ہے وہ تو کفر کے ساتہہ کہچڑی ہو نہین سکتا ہان اسلام برائے نام اگر کفر سے ملکر کہچڑی ہو جائے تو کچہہ عجب نہین جیسے پہلے آپ شیعہ تہے پہر سنی ہوئے پہر وہابی ہو گئے اب وہابیت مین بہی بٹہ لگایا کہ ہر بابی ہو گئے پس آپ ہی کا اسلام اجزاے مختلفہ سے ملکر کہچڑی نہین بلکہ کہچڑا ہو گیا چلئے مبارک ہو۔

قال خصوصاً ہندوستان مین یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکو کلمہ ہی کہتے ہین اور ہرت بہی پوجتے ہین اور جو اونمین ذرا قابل ہوئے اونہون نے بعینہ جب رسوم ہنود کے کرنا مناسب نہ دیکہا اور مطلق چہوڑنا بہی خواہش نفس کے خلاف پایا سو اسواسطے ویسی رسمین اپنے گہر صورت و نام بدلکر مقرر کر لین

اقول ہندوستان مین اون لوگونکی البتہ یہانتک نوبت پہونچی جو محض دہقانی گنوار جہالت کے پتلے ہین اور اونکی معاشرت ہمیشہ کفار سے رہی اور آنکہہ کہولکر اونہین کے رسوم اور عادات کو دیکہا اور ابتدا ہی سے اوسی کے خوگر ہوئے پس اون گنوارونمین یہہ قابلیت کہان کہ وہ رسوم ہنود سے تفرقہ اور تمیز کر کے ہمین یہہ تراش و خراش کرین آپ ایسے قابل البتہ ایجاد و بندہ کر سکتے ہین چنانچہ اپنی قابلیت سے جس مطلب کیواسطے آپنے یہہ تمہید اوٹہائی ہے وہ آپکی تانت بولتی ہی ہم یہہ راگ بوجہ گئے اور اسکا دفع دخل ہم اوسی

قاعدہ کلیہ مذکورۂ بالا سے یہان ہی کہئے دیتے ہین کہ جن امور مین اجازت شارع علیہ السلام کی ہو یا اونمین ولو بالعموم کچھہ شرع کا لگاؤ ہو وہ بلا دغدغہ جائز ہین گو بنظر ظاہری وہ مشابہ بعض رسوم مذموم کفار معلوم ہون اور جن امور مین اجازت شارع یا شرع کا لگاؤ نہو وہ بلا شبہہ ناجائز ہین خواہ اونمین مشابہت کفار کی ہو یا نہو اس قاعدہ کو یاد رکھیے کام آپکی ہر اعتقادیون مین بہت کام آئیگا۔

قال مثلاً ہنود جو بیاہ مین مور باندہتے ہین یہہ لوگ سہرا اور مقنعہ باندہتے ہین

اقول ان جزئیات کا تعرض سنت مین ہماری نظر سے نہین گذرا لیکن اگر شارع کیطرف سے اسمین بہی نہی وارد ہوئی ہے تو مباح و جائز والا ناجائز ہین

قال اور جو وہ اپنے مردون کے دن کرتے ہین یہہ بہی تیجا اور دسوان اور چالیسوان اور برسی مثل فرض و واجب کے کرنے لگے

اقول چونکہ ماحصل حدیث شریف کا یہہ ہے کہ اپنے موتے کے امور خیر اور صدقات سے اعانت کرو چونکہ ایام مذکورہ مین تلاوت قرآن مبین اور صدقہ و خیرات و اطعام غربا و مساکین کیا جاتا ہے اور ثواب اسکا روح میت کو بخشدیا جاتا ہی اور اصل شرع سے اوسکو لگاؤ ہے بدین وجہ خالی از رجحان شرعی نہین ہے بلکہ آپکے عقیدہ وغیرہ سدیدہ مین اموات کو اعمال غیر سے کچھہ نفع نہین پہونچتا اسی بنا پر آپنے اسکا تعرض کیا حالانکہ یہہ آپکا خیال خام اور منجملہ وساوس واوہام ہے جسکی رد مین علمای فریقین کی کتب و رسائل مع ثبت و دلائل موجود ہین افسوس کہ آپکے واسطے یہہ ثواب مفقود ہے بنا بر مثل مشہور نہ فاتحہ نہ درود ہے

قال اور جو وے بتونکے اوپر شہہ بناکر پوری کچوری پانی وغیرہ چڑہاتے ہین یہہ بہی اپنی قبر پر گنبد بناکر میدہ پوری اور گلگلہ اور چادر وغیرہ چڑہانے لگے اور جو اونکے مشہور مندر ہین اور گوشائین اوسپر رہتے ہین انکے بیان بہی گنبدونمین خادم اور مجاور اور پیرزادے مقرر ہوئے۔

اقول جملہ اہل اسلام تو اپنی قبرون پر گنبد نہین بناتے ہیہ آپکا محض دعوی ہی زبان جو لوگ اہل سلوک اور ریاضت اور صاحبان کشف وسعرفت امت آنحضرت سے ہین اور نفوس قدسیہ اونکی علائق دنیویہ سے پاک اور استغراق جلال سرمدی مین فانی اور خاک ہو رہے ہین ہیہ خاک بچشم صاحب ادراک بمنزلہ اکسیر ہے اور سنے طلا بنتا ہے اسمین بمضمون کریمہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ولا کی تاثیر ہے ایسے اکابر کے قبور متبرکہ پر البتہ گنبد بناتے ہین خادم اور مجاور بٹہاتے ہین اونکی فیضان روحانی کے واسطے سے دعائین اہل غرض کی جناب احدیت مین مستجاب ہوتی ہین خدا سے مرادین پاتے ہین غرض نکلنے کے بعد نذر و نیاز چڑہاتے ہین ہیہ بہی بعد انتقال اون بزرگون کا تصرف اور فیض ہے کہ سبب سے بعض بندگان خدا مانند خدام و مجاورین وغیرہ مستفید ہوتے ہین علاوہ اسکے گنبد بنانے اور خدام وغیرہ رکہنے سامان ظاہری سے ایک شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے کفار کے دلونمین رعب چہاتا ہے جنکی امت کے لوگ ایسے ہین وہ برگزیدہ پیغمبر کس عظمت و جلالت اور کسقدر خدا کے محبوب اور مقرب بندہ ہون گے اسمین تو سراپا اونکی تذلیل اور اونکی مذہب فاسد کے بطلان کی دلیل ہے آپ اپنی خوش فہمی سے اسکو اونکی بدعات کی مشابہت سمجھتے ہین سہ برین عقل و دانش بباید گریست۔

قال اور جو وے گنگاجی کی جے اور ہم مہادیو بولتے ہین تو ہیہ بہی نعرہ یاحسین اور دم مدار کہنے لگے۔

اقول اب آپکا وسوسہ شیطانیہ منجر بجنون ہونے لگا یزیدیون کی تیغ و سنان اور آپکے جراحات زبان سے اہل بیت کا خون ہونے لگا پس جسطرح حسین مظلوم نے یزیدیون کے مظالم پر صبر کیا اوسیطرح ہم بہی اس زمانہ کے یزید

کی بد زبانی پر صبر کرتے ہین یہہ کہان توفیق ہوئی ہوگی کہ کبھی بھولے سے
مقاتل حسین جو مصنفات فریقین سے ہین ہاتھہ مین لیکر ایک نظر دیکھتے
تو آنکھین کہلجاتین کہ مخدرات عصمت و طہارت بعد شہادت امام مظلوم
اپنی بیکسی اور بے بسی اور کربت و غربت پر روتین اور رولاتین اور ہیہم وا محمداہ
وا علیاہ واحسناہ واحسیناہ فرماتی تہین پس جنکے گہر سے اسلام
جاری ہوا شرع نے رواج پایا اونکی کلام پاک کو ہذیانات کفرہ سے تشبیہہ دینا
شیطان کا کام ہے یا مسلمان کا تم آجتک ہوئے نہ اس سے آگاہ ۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔

قال اور جیسے وہ ہر ہر کہتے ہین یہہ بہی علی علی پچارنے لگے ۔

اقول اب پورے سڑی ہوگئے اگر بیہودہ بکنے کی یہی صورت ہے تو جو بندی
کہولنے کی ضرورت ہے اگر جنون سے افاقہ ہو اور اہلبیت نبوت خصوصاً
نفس نفیس حضرت رسالت سے کچہہ علاقہ ہو تو حدیث شریف مین دیکھو کہ ذکر
علی عبادت ہے اور سچے مسلمانونکو ہر عبادت کی عادت ہے پس علی علی کہنا ثواب
سے خالی نہین مگر اوسکو نزدیک جو مثل آپکے لاابالی نہین ۔ دوسری حدیث
مین آیا ہے آنحضرت صلعم نے وانا وعلی من نور واحد فرمایا ہے پس بلحاظ
ان خصوصیات کے علی کہنا ویسا ہے جیسے رسول اللہ یا محمد صلعم کہنا اگر آپ
اس نام مقدس کے ذکر کو بہی ایسا ہی سمجہتے ہونگے گو مسلمانونکی خوف یا اپنی
منافقت چہپانیکو اسکا اظہار نہ کرین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی یا رسول اللہ
آپکے سامنے کہے اور آپ حجت و تکرار نہ کرین ارے بندۂ خدا مسلمان کہلا کر
کیون طریق جہالت و ضلالت پر اڑے ہو اور کیون حضرت رسول اور خاندان
رسول کے پیچہے پڑے ہو ارے میان اب تو یزید بہی نہین جو تمہاری ان باتون

خوش ہو کر تمکو جائزہ و انعام دیگا کہ بلا سے دین بگڑا تہا تو دنیا ہی کچہہ بنتی اتہو تمکو
خسران دنیا و آخرت اور کچہہ حاصل نہین آیندہ سمجہا تم جانو اور تہارا کام واللہ عزیز
ذو انتقام ـ

قال اور اگر اونکے یہان گیا اور متہرا اور کاشی جاتی ہین یہان بہی لکہن پور وہراجگ
واجمیر کو تیار ہوگئے اور جو وے وہان سے پرشاد لاتے ہین تو یہہ بہی ریگ اور صندل
لانے لگے اور جو وہ جگنا تہہ کا بہات دور دور لیجاتے ہین یہہ بہی لکہن پور کے
چانول منزلون بہو سنچانے لگے اور جو وہ مہا دیو اور ہر دیو کی جہنڈیان بناتے
ہین یہان بہی مدار سلار کے نام کی جہنڈیان اور نیزے چڑہانے لگے اور جو اونکے
یہان ہر دیو وغیرہ کے چبوترے ہین یہان بہی امام کے نام کے سینکڑون چبوترے
بن گئے اور جو اونکے یہان سال بہر پیچہے دت کاند وہوم دہام سے نکالنا
ضرور ہے تو یہان بہی بہ سوین دن تعزیہ بنانا واجب اور فرض ہوگیا اور جو
وہ لنکا بناتے ہین تو یہہ بہی اپنے یہان کربلا بنانے لگے اور جو اونکا ٹہاکر دوارہ ہے
تو انکا امام باڑہ ہے ـ

اقول آپ سودے کا اسقدر زور ہوا کہ سواد و بیاض روز روشن و شب
دیجور ظلمت و نور مین کچہہ فرق نرہا خوب گہال میل کیا آیہ کریمہ خلطوا عملا صالحا
واخر سیئا کا مفہوم اچہی طرح ظاہر کردیا میان بگڑے بخاری آپکے خرافات کا
جواب پیر بخارا والے خوب دیتے وہ بخار نکالتے کہ آپکی دماغ کے ابخرہ سوداوی
سب دور ہو جاتے بالکل ہوش مین آجاتے اور علماء کی یہہ شان نہین ہے
کہ آپکو طرف مقابل بنائین اور آپکے مہملات کا جواب لکہین لیکن بنجیال حفظ
عقائد مسلمین کچہہ دفع دخل کرنا ضروری تہا بدینوجہ بقدر ضرورت کچہہ لکہنا
پڑا پہلے تو یہہ فرمایئے کہ اگر کوئی قابل اہل ہنود کے آپ پر یہہ طعن کرے کہ آپکا اسلام

برای نام ہے جیسی ہماری مذہب کی رسمین ہین ویسی رسمین آپنے بہی اپنی یہان
صورت و نام بدل کر مقرر کرلی ہین ہم شاستر پر چلتے ہین تمنے شرع نکالی ہم
ہیونسری کرتے ہین تم نکاح ہم سنکھ بجاتے ہین تم اذان کہتے ہو ہم پوجا پاٹ
کرتے ہین تم نماز پڑہتے ہو ہم مالا جپتے ہین تم تسبیح پہیرتی ہو ہم ہر سال
تیرتہ کرتے ہین تم ہر سال حج کو جاتے ہو ہم تیرتہ مین سر منڈاتے ہین
تم حج مین حلق و تقصیر کرتے ہو ہم تیرتہ سے پرشاد لاتے ہین تم مکہ سے
آب زمزم کی کپیان خانہ کعبہ کا کپڑا مکہ کی کہجورین عقیق البحر کی تسبیحین لاتے
ہو ہم پکرما کرتے ہین تم صفا و مروہ مین سعی کرتے ہو ہم مندر دنکو گرد
پہرتے ہین تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو ہم بتون کی ڈنڈوت کرتے ہین
تم حجر اسود کو چومتے ہو ہم بتون پر بکرا چڑہاتے ہین تم منیٰ مین قربانی
کرتے ہو ہمارے ملنگ مٹہون مین ایک ٹانگ سے کودتے چلتے ہین
تم ہرولہ کرتے ہو ہم ہر ہر پکارتے ہین تم لبیک اللہم لبیک کا غل مچاتے
ہو ہمارے تہجانے ہین آپکی مسجدین اب انصاف سے کہیے اس فلتہ
لسانی قائل اور اوسکی تقریر لاطائل کا آپکے پاس کیا جواب ہے
ہمتو جانتے ہین کہ آپ سے کچہہ جواب دیتے نہ بنے گا وہ آپ ہی کی اولٹی تقریر ہے
آپکے مونہہ مین پتہر ہوگا پس کافرونکی ملامت سے تو مسلمانونکی راہ سلامت
بہتر ہے آپ بہی راہ راست پر آجائیے اور ضد و جہالت کو چہوڑکر علمای محققین
کی تحقیق و تنقیح کا یقین لائیے کہ جو احکام تعبدیہ منجانب خدا شارع علیہ السلام پر نازل
ہوئے ہین یا جن امور مین رجحان شرعی یا کچہہ لگاو اصل شرع سے پایا جاتا ہے وہ سب ایسے
ہین کہ جنکا کرنا واجب یا سنت یا جائز و مباح ہے اور جو اصل شرع سے قطعاً خارج یا
بخواہش نفسانی و اغوای شیطانی محض بطور مثل مشہور ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہین وہ

قطعاً ناجائز و حرام ہین پس ہنود کے رسوم و عادات محض قسم ثانی اور آپکی شبہات
بہی ویسے ہی پوچ ولا یعنی ہین بیجئے ہمنے ایک مختصر بات سے آپکا اور آپکے ہم خیالون
ہنود کا دونون کا جواب دیدیا اب دونون قسمون مین غلط ملط کیجیے زیادہ شبائین
نہ نکالیئے بلکہ قسم اول کے متعلقا تکو قسم ثانی کے خرافات سے جدا کر لیجیئے اور چہانٹ
ڈالیئے پہر دیکہیئے کہ اس تفریق و تفصیل مین کتنی بڑی آسانی ہے دودہ کا دودہ اور
پانی کا پانی ہے۔

قال علی ہذا القیاس اور ہزارون رسمین کفار کی مقابلہ مین ان لوگون نے بہی مقرر کر لین اور
خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین ہین۔

اقول یہہ قیاس آپکا بطور اول من قاس قیاس مع الفارق ہے ہم تفریق کی صورت
بتاچکے اوسی قاعدہ سے ہر قسم کو الگ کر لیجیے کفار سے مقابلہ کیجیئے کہ وہ ایکمرتبہ آپکو بہکا چکے
اور خوش ہوئے کہ ہم انسے کم نہین بلکہ بڑہے ہوئے اور رتن پر چڑہے ہوئے ہین جو سچے
دل سے حمایت اسلام کرتے ہین خدا اونکی تائید کرتا ہے اور جو طلب دنیا کیواسطے
یہہ حیلہ اور وسیلہ کرتے ہین وہ ایسی ہی زک اوٹہاتے اور موہنہ کی کہاتے ہین۔

قال اور انپر بس رسمین ہماینن ہنین نکلین مگر جو آتا گیا وہ نئی ایک اپچ نکالتا
گیا اور دُونی کی لیتا رہا۔

اقول یہہ آپنے بہت صحیح کہا کہ جو آتا گیا وہ نئی ایک اُپچ نکالتا گیا اور دُونی لیتا رہا
چنانچہ پہلے آپکے بڑے پیرو مرشد خانہ خراب شیخ عبدالوہاب نے عقائد مسلمین مین خلل
انداز ہی کی بنا ڈالی نجد سے یہہ اُپچ نکالی وہ نجد جسکی نسبت آنحضرت صلعم
نے ھناک الزلازل والفتن فرمایا ہے اسکے بعد وبہا یطلع قرن الشیطان
بہی آیا ہے پہر اس شیخ نجدی کی بعد اوسکے پوتے مردود خارجی نامسعود
نے اور دُونی کی لی کہ معظمہ اور طائف اور کربلای معلے مین قتل عام علماء و

صدہا معززین اہل اسلام کے بعد خوب لوٹ مار کے بالآخر مجاہدین اسلام کے ہاتھ سے اپنے مقر اصلی کو پہونچا بقیۃ السیوف ایسے گم ہوئی کہ مثل سعود مردود وہ بھی نیست و نابود معلوم ہوتے تھے لیکن ایک مدت دراز کے بعد اب یہہ خبر ہوئی کہ اوسی سعود نامسعود کی روح کثیف آپکی قالب شریف مین جلوہ گر ہوئی اب ثالث بالخیر آپکا ظہور ہے مسلمانونکو بدعتی ٹھہرائیے کافر بنائیے عقائد اہل اسلام پہ استہزا کیجیے جو چاہیے اپچ نکالیے دون کی لیجیے کہ آپکی زبان اوسی سعود بدبخت کا طنبورا ہے۔

قال اور سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانوں میں جتنے کام خواہ دین کے ہون خواہ دنیا کے کفار کے طریقہ اور مشابہت سے نہایت بعید ہین۔

اقول پھر آپنے کیون مسلمانی کی رعایت نکی اور کفر و اسلام مین فقط مشابہت ہی نہین بلکہ کھچڑی کر دیا سبب اسکا یہہ ہے کہ مسلمانونکے جتنے کام ہین وہ ایسے اصول و قواعد پر مشتمل ہین کہ جنسے شرع کا لگاؤ نہین چھوٹتا اور اون اصول و قواعد سے آپ بالکل ناواقف ہین بدیںوجہ آپ دہوکے مین اگر کبھی مشابہت پکارتے ہین کبھی کھچڑی بگھارتے ہین حضرت سلامت پھر ہم کہتے ہین کہ اس اپنی کھچڑی سے چانول الگ کر لیجیے تب پلاؤ بنے گی اور آپکی دال گھنی ہے ہرگز نہ گلے گی سبحان اللہ یزید پلید کی حمایت اور امام شہید کی سعایت مین آپ ایسے ازخود رفتہ ہین کہ یہہ بھی نہین سوچتا کہ وہ کیسا مسلمان تہا جسنے فرزند رسول کو شہید کیا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کر دیا جسکے اسلام پر غیر ملت اسلام کے منصف لوگ بھی ہنستے ہین چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎ مین اک نصاری سے یون ازراہ نادانی یہ پوچھا کہ مسلمان ہے یون بولا وہ نصرانی ہاے جنکے نواسے کو گر عید کی قربانی ہا کرتے تو ہمین پھیتا و عوائے مسلمانی نہین

یزید کی مسلمانی تو ایسی نہیں کہ کفار کے طریقہ کی مشابہت سے نہ بیدہ مولیس آپ
اوسی کی مسلمانی پر اس طعن و تشنیع سے ہاتھ صاف کرتے اور مسلمانونکو معاف کرتے
قال اور عبادت خدا مین کفار کیطرح صورت اور شکل اور شرکت و وہم اور لذات
دنیا کا نام و نشان نہین اور خدا نماز روزہ مین نظر نہین آتا ہے۔
اقول یہہ کیا مجذوب کی بڑ آپنے ہانکی خدا کی عبادت مین صورت شکل لذت
و وہم و شرک کو کیا دخل ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا نماز و روزہ مین نظر آتا
ہے یہہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہین وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اوسکی عبادت
مین کوئی شریک نہین پہر مسلمانون کے مقابلہ مین اسکا ذکر ہی فضول ہے مگر
خیر یہہ بھی ایک دخل در معقول ہے۔
قال بخلاف کفار کے کہ ہر وقت اپنے معبود کی صورت کے سامنے منّت
اور پوجا کرتے ہین۔
اقول جب کافر و مشرک ہین تو اونسے کیا بحث ہے صورت مورت جسکے سامنے
جو چاہین کرین اہل اسلام تو ایسا نہین کرتے ہمارا معبود تو واجب الوجود ہے
جسکے واسطے نہ صورت نہ شکل ہے وہ اپنے مخلوقات کا صورتگر ہے جسکی صفت
ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ہے اسی سے اسلام و کفر کے طریقہ مین مباینت
ظاہر ہو گئی مگر پہر آپ گہال میل کرین گے حالانکہ بموجب اصل قاعدہ کچہہ اسکے
فائدہ نہین لیکن اپنی عادت سے مجبور ہین۔
قال مسلمان جاہلون نے بہی اس بات کو دیکہہ اور پسند کر نفس اور
شیطان کی مشورت سے ویسی باتین اپنے یہان بہی بے دغدغہ خلاف
شرع مقرر کر لین۔
اقول افسوس سہ گوسالہ پیر شد و گاؤ نہ شد۔ ہمنے بہت سمجہایا مگر یہ

قواعد شریعت تعلیم کیے مگر مثل اخفش کیطرح بجز سر ہلا دینے کے آپکو کچھ بھی نہ آیا جن باتوں کو خلاف شرع آپ کہتے ہیں اونمیں بہت سی باتیں بموجب قواعد مقررہ علمائے دین و قانون شریعت حضرت ختم المرسلین علیہم خلاف شرع نہیں ہیں فقط آپکی سمجھ کا پھیر ہے پھر دوسرے کی سنتے بھی نہیں اپنی ہی ضد پر اڑنے ہو گیا اندھیر ہے۔

قال سچ ہے قدیم سے یہہ قاعدہ شیطان کا ہے کہ جب کسی قوم کو دیکھتا ہے کہ بعینہ رسوم کفر اور خیانت کو اللہ و رسول کی منع کرینگے خوف اور دہشت سے نہ کرینگے تو صورت بدل کر اوسی کام کو اور لباس مین اوسے کرواتا ہے تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو۔

اقول واقعی شیاطین آپکی طرح بڑا ضدی ہے جسنے خدا تعالی سے فبعزتک لاغوینهم اجمعین کہا اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ ہا حضرت آدم سے بغض اور زیادہ ہوا بنی آدم کے اغوی پر بدل آمادہ ہوا مگر جب آپکو دیکھا کہ یہہ پڑھے جن فن و فریب مین میرے بھی اوستاد ہین اونے حیلون سے کام نہ چلیگا انکو انہین کے مذاق مین پھندا لگانا اور دقیق پچھنیان گرا ری دیکر اپنے راہ پر لانا چاہیے چنانچہ حالت تشیع مین پہلے آپکے دل مین وسوسہ ڈالا کہ اس مذہب مین تعزیہ داری ایک نئی ایجاد ہے پس بوجہ بدعت یہہ مذہب پر از فساد ہے پس مذہب اہل بدعت سے مذہب اہل سنت خوب ہے سنی ہونا چاہیے کہ یہی پسندیدہ و مرغوب ہے پس آپ مذہب اہل سنت مین آئے تو شیطان نے اس او کھاڑ پچھاڑ سے اپنا مطلب حاصل پاکر خوشی خوشی اور خیالات جمائے کہ اصل مین احکام کتاب خدا و سنت رسول واجب التعمیل اور قابل قبول ہین یہہ ائمہ اربع مذہب اہل سنت کے بھی کیا خدا

کے بہیجے ہوئے رسول ہین جو ہم انکے فتاوی کی تعمیل بمقابلہ کتاب و سنت
انکی تقلید واجب جانین اور خدا اور رسول کا کہنا نہ مانین اس سے بڑہکر اس مذہب
پیری مریدی اور پیر کی تعظیم و توقیر مین زیادتی و افراط اور ورد و ورش خلاف
احتیاط ہے کہ حد شرع سے گذر کر مرتکب انواع بدعات ہوتے ہین اوسپر
طرہ یہہ ہے کہ فرقہ شیعہ کیطرح اون بدعتون مین اقسام واجب و سنت
مباح مکروہ حرام نکالتے ہین بدعتی ہو کر اہل سنت کہلاتے ہین یہہ مذہب
بہی کچھہ ٹہیک نہین بیشک مذہب اسلام وہ ہے جسمین بجز کتاب و سنت
دوسرے حکم کو نہ مانین تقلید کو حرام جانین محدثات ما بعد انبیاء جسقدر ہوں
بدعت محرمہ سمجہین حنفی شافعی مالکی حنبلی شیعی کچھہ نہ کہلائے غیر مقلد ہو کر
اپنے تئین خدا سے ملا دینے وہابی ہو جائے اور آمین بالجہر کے نعرون سے
خانہ خدا ہلا دے یہہ بہی تو شیطان نے ایسی پڑہائی کہ آپ جہٹ پٹ
ہو کر جہٹ پٹ وہابی ہو گئے کچھہ بن نہ آئی واہ رے شیطان جب اوسنے
دیکہا کہ اللہ و رسول کے خوف سے آپ مدت اسلام مین یہہ اولٹ پہیر
نہ کرین گے تو فریب کی راہ چلکر اور کئی صورتین بدلکر اوسی کام کو اور لباس
مین آپ سے کروایا اور بنا بر اخفا و التباس رنگ برنگ کا لباس آپکو
پنہایا تا اصل مطلب اوسکا فوت نہو ہرچند کئی لباس رنگین آپنے بدلے
آخر لو تو اہی کہلائے اب خواہ وہابی ہو خواہ ہربابی ہم خوب میان ہربا کو
پہچانتے ہوئی ہین ناست بہر رنگی کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را می شناسم
قال الغرض جب مسلمانونکو اس بلا مین گرفتار دیکہا تو بندہ خیرخواہ اولاد حسن وحسین
نے کہ اللہ اوسکو حسن و حسین کے طریقہ اور محبت مین رکہے چاہا کہ اپنے ملنے والونکو
اور جسکو خدا توفیق دے برائی ان رسمونکی سمجہا دیوے۔

اقول مسلمان خدا انکو اس بلا مین گرفتار ہون آپکو شیطان کے فریبون نے اس بلا مین پہنسایا آپ سب مسلمانون کے لیئے مرتے ہین اپنا شیشہ دیکہتے ہی نہین اور ون کی پہٹکی پر نظر کرتے ہین اور سپرپہ نرالی اوپچ نکالی کہ حسنین علیہما السلام کے طریقہ ومحبت کا جہوٹا دعوی کر دیا کیون جناب کیا حضرات حسنین کا یہی طریقہ تہا کہ وہ ہر محدث پر ایک طرح ناک بہون چڑہاتے تہے اپنے جد امجد حضرت پیغمبر صلعم کے مزار منور کو معاذ اللہ صنم اکبر کہتے تہے اوسکی زیارت کو منجاتے تہے پناہ بخدا ہرگز یہہ اونکا طریقہ نتہا اور نہ آپکو اونسے کچہہ بہی محبت ہے کیا محبت کا یہی نشان ہے کہ محبوب کی مصیبت پر خوشی کرے سامان غم محبوب کو مٹائے محبوب کے دشمن سے بیزاری درکنار اوسکا دوست اور طرفدار بنجاے جب ایسی باتون کی برائیان آپ خود نہین سمجہتے اور ونکو کیا سمجہائیگا ہان اسلام مین مباح رسمونکی برائی جیسے شیطان نے آپکو سمجہادی ہے آپ اورون کو بتائیے گا خدا آپکو سمجہادے اور سب مسلمانون کو اس بلا سے بچاوے۔

قال مگر دیکہا تو انکا عجب حال ہے کہ بے خون نکالے انکے انکی مزاج کے فساد کا پورا دور ہونا ممکن ہی نہین۔

اقول اسمین کچہہ شک نہین کہ آپ محبان سلال مقبول اور خاندان رسول کے خون کے پیاسے ہین ہر حیلہ وبہانہ سے اونکا خون بہانا آپ پر فرض ہے پہر فساد مزاج کی تہمت نہ کیجیے اپنے فساد مزاج اور خون سوداوی کے اخراج کی لیے جلد فصد لیجیے

قال لیکن بعضے لوگ کہ دو چار مہینہ کے نصیحتون سے انکا اچہا ہونا معلوم ہوا تہا اون لوگونکو سمجہانا شروع کیا

اقول لیجیے یہہ بیچارے بہی آپکی طرح گئے گذرے یہہ وہی نصیحتین ہین جنکو معلم الملکوت نے آپکو سمجہایا ہے انہین نصیحتون کا ذکر قرآن مبین مین آیا ہے ناصح ثانی سنین کہ ناصح اول کی زبانی انی لکما لمن الناصحین فرمایا ہے۔

قال پہر جب دیکہا کہ زبانی کہنے سے فائدہ عام نہین ہوتا اور ہر شخص کو ہر بات یاد
نہین رہتی تو اسلیئے اسوقت مین کہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین یہہ رسالہ ہندی زبان مین
لکہتا تاکہ ہر کوئی اسکو اپنی بولی مین سمجہہ کر بے تکلف بوجہ لے اور سوجہہ بوجہہ پکڑے

اقول واقعی آپنے مسلمانونکو بہکانے مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا پہلے تو زبانی بہکایا
کیئے پہر اپنے پیر بریلوی کی سنت پر چلے امام چوک کہدوانے اور تعزیہ پر ہاتہہ چلانیکا
ڈہنگ ڈالا پہلے تو مسلمانون نے سمجہایا اور ٹالا پہر خوب آپکی خدمت کی اور دل کا
بخار نکالا جب آپنے زبانی تقریر لایعنی کا کچہہ مزا چکہا تب اسکو چہوڑ کر یہہ رسالہ
لکہا مگر اسکو بہی لوگ ہیچ و لچر سمجہے اور بجز چند جولاہون اور دہنیون کے اور کوئی
آپکی جال مین نہ پہنسا اب یہہ جال آپکے واسطے زیادہ جنجال ہوگا ہمارے جواب سے
اسکی قلعی کہلے گی آپکو رنج و ملال ہوگا کہ بہت دنون کے بعد ہمارے ہی بعض اقربا
نے ہمسے انتقام لیا سنہ ۱۲۳۳ کا رد سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین تحریر کیا ہے کیونکر نہ دل
جلے گا بہلا ایسے داغ سے ع آخر کو آگ لگ گئی گہر کے چراغ سے

قال پہر دریافت کیا تو سب رسمون مین دو رسمون کا چہوڑنا لوگون پر بہت مشکل
ہے اور شاق ایک سنت پوجا اولیا وغیرہ کے دوسرے تعزیہ کا بنانا کیونکہ ع
چہاتی پہ گر پہاڑ بہی ہووے تو ٹل سکے ۔ مشکل ہے جو من مین بیٹہ وہ جی سے نکل سکے

اقول تعزیہ کا بنانا کیونکر چہوڑین کہ تعزیہ سبب گریہ و بکا ہے اور امام مظلوم کی
مصیبت پر رونا رولانا خاص سنت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم ہے پس جو مسلمان اپنے پیغمبر کے پیرو ہین وہ اس مصیبت مین ضرور
روئین گے رولائین گے جو چیز موجب زیادتی عزا اور سبب گریہ و
بکا ہو اور قواعد شریعت کے خلاف نہو مثل تعزیہ وغیرہ
بنائین گے آپکے جی مین جو بدعت محرمہ بیٹہی ہے وہ کسی طرح

نہ چل سکے گی اور نہ یہہ بدعت آپکی ہر جگہہ چل سکیگی ناحق اسکا خیال ہے پس شعر ہند کو آپ ہی کی حسب حال ہے

قال اور منت و پوجا کی بیان مین رسالہ نصیحۃ المومنین لکھا پایا اسواسطے اس رسالہ مین فقط برائی تعزیہ کی صاف صاف بیان کی کیونکہ سمجھانا عوام کا منظور ہے۔

اقول رسالہ نصیحۃ المومنین تو آپنے لکھا پایا مگر اوسکا جواب فضیحۃ الشیاطین شاید آپکو نظر نہین آیا جواب الجواب سے عاجز ہو کر مصلحتاً چھپا یا خیر اب اپنا بھلا چاہتے ہو تو تعزیہ کی برائی سے باز آؤ ورنہ پچھتاؤ گے آگے سیکلمہ اپنے پیر کی تقریر سے سونہہ کی کہاؤ گے لطف تو یہہ ہے کہ خود آپ ہی کے نزدیک برائی تعزیہ کی ثابت کرنا ایسی مہمل بات ہے کہ اوسکو خواص کے مقابلہ مین بیان نکر سکے عوام کے اغوا کرنے کا ارادہ کیا قدرت خدا سے اثنای کلام مین لفظ عوام کو زیادہ کیا لہذا ہمکو اپنے عوام کی حمایت اور بعض الانعام کی ہدایت کرنا ضرور اور آپکو سمجھانا منظور ہے۔

قال اور حکم ہے بات کرو ہر آدمی سے اوسکی عقل کے موافق۔

اقول یہہ حکم اوسکے نسبت ہے جسکو کچھہ بھی عقل ہو اور جسکو ذرا بھی عقل نہو جیسے آپ ہین اوس سے ہزار ہندی کی چندی کرو وہ نہ کچھہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے ؎ پیش نادان خواندن تفسیر ہیچ ✤ مردہ دل را صور اسرافیل ہیچ۔

قال اور یہی سبب ہے کہ نبی پر کتاب اوسکے قوم زبان مین اوتری پس مناسب ہے کہ اسکو حقیر نہ سمجھین اور اوسکے مطالب کو بخوبی بوجہین۔

اقول یہی سبب ہے کہ حضرت پیغمبر پر جو کتاب اونکے قوم کی زبان مین نازل ہوئی بعض ضدی جاہل اوسکو اساطیر الاولین کہتے تھے جیسے آپ اپنے کلام لایعنی کو بمنزلہ وحی ربانی اور دوسرے کی نصیحت کو قصہ و کہانی سمجھتے ہین اب بھی جو ہم عرض کرتے ہین اوسکو حقیر نہ سمجھیے اور اسکے مطلب کو بخوبی بوجھیے

قال اور نام اس رسالہ کا ہدایت المومنین رکھا۔

اقول یہہ بھی اولٹی سمجھہ کا اولٹا نام سبحان اللہ جمیع جمہور اہل اسلام سے مخالفت بغایت ہے اوسکا نام ہدایت ہے یہہ فقط سمجھہ کا پھیر ہے اور عقل کا

تصویر سے برعکس جسند نام زنگی کا فور ہے

قال اور مطلب اسکے ایک مقدمہ اور تین فصلوںمین بیان کیئے۔

اقول مقدمہ خبط فصلین بے ربط مطلب وہی تعزیہ کی برائی جو دلین آئی سو آئی۔

قال اول مقدمہ مین بدعتوں کا ظاہر ہونیکا سبب مذکور ہو چکا۔

اقول چونکہ آپ معنی بدعت اور اوسکے اقسام نہ سمجھے تھے ایک ہی ہانک بدعت محرمہ کی یاد کر رکھی تھی لہذا ہمنے اپنے رسالہ کے مقدمہ مین معنی بدعت اور اقسام بدعت بتفصیل وتفریق بیان کر دیئے جس سے آپکا مقدمہ بالکل خراب بلکہ نقش برآب ہو گیا۔

قال اب پہلی فصل مین برائی تعزیہ کی دلیل عقلی و شرعی سے مذکور ہے دوسری فصل مین جاہلون کے سوال کا جواب ہے تیسری فصل مین آیہ وحدیث کی رو سے تعزیہ کی برائی کا بیان ہے۔

اقول یہہ فصول ثلثہ کہ اعتراض مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض ہین کوئی دعوی آپکا صادق نہین کوئی دلیل اس دعوی بے بنیاد کی مطابق نہین چنانچہ انشاء اللہ ہر فصل کے جواب سے ظاہر ہو جائیگا آپکا کذب وافترا آپکے آگے آئے گا

قال فصل پہلی اے ای مسلمانون خدا کے واسطے دل سے سنو کہ تم دین میں آپ مختار نہین ہو کہ جو تمہارے جی مین آوے سو کرو آخر خدا کے بندے ہو پیغمبر کی امت ہو بھلا ہم تم سے پوچھتے ہین کہ خدا نے یا پیغمبر نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام حسین شہید ہون تب اونکا ہر سال تعزیہ بناؤ اور اوسکا ثواب پاؤ۔

اقول اب اے مسلمانون خدا کیواسطے اس بگڑے مسلمان کی تم کچھہ نہ سنو یہہ دین مین خود مختار ہے جو اسکے جیمین آتا ہے سو کرتا ہے نہ اپنے تئین خدا کا بندہ سمجھتا ہے نہ پیغمبر کی امت نہ شعائر خدا کی تعظیم لازم جانتا ہے نہ پیغمبر کے

حکم کو مانتا ہے بس اسپر خوش ہین کہ خدا اور سول نے خاص تعزیہ بنانیکا کہان حکم دیا ہے یہان بڑی قابل بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ خدا نے کہان کہا ہے کہ تم صبح کی دو رکعت ظہر و عصر و عشا کی چار چار رکعت مغرب کی تین رکعت فرض پڑہا کرو پہر کیون پڑھتے ہو رسول صلعم نے کہان کہا ہے کہ حضرت امام حسین جب شہید ہون تو تم میرے رونے اور رنج و غم کرنے کا خیال نکرو بلکہ مثل روز عید خوشی کرو اچہے کپڑے پہنو خرم و شاد فتح یزید کی مبارکباد دو کچھ رنج و ملال نکرو پہر کیون یہہ بدعتین کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ قابل تو نہین جاہل ہو نہین جانتے کہ بہت سی باتین خدا اور سول نے نہین کہین لیکن اونکا کرنا شرعًا درست ہے کہ شعائر خدا مین داخل اور اباحت شرعی اونکو شامل ہے لہذا ہم پہلے خدا اور سول کے فرمانے سے تعزیہ بنانے کی حقیقت آپکو سمجہاتے ہین پہر آپکے پیر کی ایک تقریر بے نظیر ایسی سناتے ہین کہ آپکے مونہہ مین پتھر دیدے اور اگر صاحب غیرت ہین تو حیرت مین آکر گہو جائین بلکہ صم بکم کے مصداق ہو جائین اب سنیے خدا فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اس سے ظاہر ہے کہ جو چیز علامت عبادت الہی ہو اوسکی تعظیم و تکریم واجب ہے سنگ و خشت حیوان و غیر حیوان قرطاس و بانس وغیرہ کا اسمین لحاظ نہین کیا جاتا بلکہ اصل انتساب لیا جاتا ہے اسیواسطے دوسری جگہہ فرماتا ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ امام رازی اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شعائر اللہ نام ہے نشانی طاعت خدا کا اور جو چیز کہ واسطے طاعت الہی کے بنائی جاوے وہ شعائر خدا سے ہے اس تقریر سے ہی تخصیص شے من دون شے اور تعمیم مقصود ہے دیکھیے تیسری جگہہ قرآن مین موجود ہے والبدن جعلنا لکم من شعائر اللہ اور چونکہ بموجب آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اطاعت خدا و رسول و ائمہ ایک ہے اور شعائر امام بعینہ مثل شعائر خدای متعام ہے اس دلیل متین اور برہان مبین سے واضح ہوگیا کہ جسطرح صفا و مروہ اور شتر ان قربانی نشان دین خدا اور علامت ایمانی ہین اسیطرح تعزیہ و ضریح اور تابوت و علم وغیرہ جملہ لوازم عزاداری باعتبار اصل انتساب بسوی حضرت سید الشہدا شعائر خدا اور متعہ مسلمانی ہین اور جیسے سعی مابین صفا و مروہ ہر سال حج مین موجب اجر و ثواب ہے ویسے ہی تعزیہ بنانا امام کے غم مین رونا رولانا ہر سال موجب حسنات بیحساب ہے پس تعزیہ بنانے کو خلاف حکم خدا و رسول اور بدعت کہنا ویسا ہی ہے جیسے سعی مابین صفا و مروہ کو بقول بعض مفسرین بعضے جاہل ابجاد مشرکین اور بدعت کہتے ہین اور حضرت کا ارشاد ہے کلشئ مطلق ای مباح حتے یرد فیہ النہی اور نہی مخصوص بتصاویر ذی الارواح ہے پس تعزیہ تصویر ذیروح نہین اوسکا بنانا حسب ارشاد پیغمبر جائز و مباح ہے چلیئے خدا و رسول کا حکم تو آپ سن چکے اب آپکی ہدایت کی دوسری تدبیر ہے بچشم عبرت کتاب صراط المستقیم مولوی اسمعیل کو دیکھیئے جسمین آپکے پیر کی یہہ مطلب خیز حیرت انگیز تقریر ہے کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنے اموریکہ بآن مناسبت خاص دارد بحیثیتے کہ ذہن کسی کہ واقف بآن مناسبت باشد از ان امور بآن منعم انتقال می کند مثل تعظیم نام و لباس او و سلاح او حتی کہ مرکب او چنانچہ ہر کسر کہ ممارست باین امور کردہ مجالست با حقوق شناسان از وزرای عظام بلکہ جمیع مصاحبان کرام نمودہ و تعظیم ایشان مر فرمان بادشاہی و تخت شاہی را دیدہ پوشیدہ نخواہد ماند انتہے اب خدا کے واسطے ذرا خواب غفلت سے چونکئی آنکھین کھولیئے اپنی پیر کی تقریر دلپذیر سنکر آپ ہی پیر کی خاطر سے یہہ سچی ہانک بولیئے کہ جب دنیا کی بادشاہون کی شعائر اور اون کے نام و

لباس اور سلاح و خزان حتی کہ مرکب و تخت بادشاہی کی تعظیم اون کی محبت و اطاعت بعینہ اونکی تعظیم ہو تو دین کے بادشاہون کی شعائر کی تعظیم بطریق اولی اونکی محبت و تعظیم ہے پس حضرت امام حسین کے شعائر یعنے وہ امور جو آپ سے مناسبت خاص رکہتے ہین جیسے آپکا نام لینا یعنے حسین حسین کہکر ماتم کرنا اونکے نام سکے جھوترے امام باڑے تعزیہ ضریح تابوت علم بنانا اسلحہ کہنا لباس ماتم رنگانا حتے کہ تخت اور دلدل اور دیگر لوازمات عزا جزو کل کی تعظیم و تکریم صراط مستقیم آپکے پیر اسمعیل اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوستی و محبت کی خاص دلیل ہے پس واے آپکی بیہودہ سرائی پر کہ کسقدر صراط مستقیم سے پہرے ہو بغض و عداوت امام مظلوم مین گہرے ہو یزید پلید کی محبت و تقلید کا پہلو لیئے ہو کفار عنید کا ساتھہ دیئے ہوئے اساس اسلام کو ہلاتے ہو اور اپنی گنگا و مہادیو کے ساتھہ بیہ نام مقدس ملاتے اور ہر ہر طرح نام علی و اولاد علی سہو و محو کرتے ہو اپنے ہر ہر کے ساتھہ تعریضًا علی علی کا غل مچاتے ہو امام چوک کو ہر دیو کے چبوترے کی طرح تعزیہ کو بلا تشبیہ و کاند و کربلا و امام باڑیکو مانند لنکا و ٹہاکر دوارہ بناتے ہو کفر بکتے ہو مثل صورت منکر و منحوس یا صدای ناقوس بیٹہکان غل مچاتے ہو احکام اسلام اور شعائر ایمانیہ بہت بیجا ہے ہو غور کرو کہ بیہ کیسی خدای پاک کی قدرت اور حضرت امام علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ ایسے سخت اور متعصب وہابی کی زبان و قلم پر خدا نے وہ باتین جاری کر دین کہ جنسے گویا خود اونسے جملہ لوازم و متعلقات تعزیہ داری امام مظلوم کی صحت اور جواز کا اقرار کر لیا اور آپکے طول و فضول کلام مہمل کا مختصر قل و دل جواب دیدیا لیکن آپ ایسے باغیرت معلوم نہین ہوتے کہ اپنے پیر و مرشد کے کلام سے شرماتین پانی پانی ہو کر اپنی اور اونکی آبرو بچائین پہر بکلام لا یعنے و فضول

تا دین رسول بنا ڈالین۔

قال آخر کہو گے کہ خدا اور رسول نے کہین نہین کہا۔

اقول اگر یہی کہتے تو بہی کچہہ مضائقہ نہ تہا کہ اوسکا جواز بعموم شریعت سے مستفاد ہوتا ہے کہا ہے مدار لیکن جب تعزیہ وغیرہ کا منتسبات اور شعائر امام سے ہونا اور شعائر امام کے مثل شعائر خدا تعظیم کرنا ہم خدا اور رسول کے کلام سے بخوبی ثابت کر چکے تو کبہی نہ کہین گے کہ خدا اور رسول نے کہین نہین کہا بلکہ آپکے پیر کا ارشاد اور اونسے پیر سے مستزاد رہا۔

قال پہر کیون جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

اقول یہہ تو آپ اپنی ہی کہہ رہے ہین جب ہمنے آپکو صحیح معنی بدعت محرمہ کے بتلا دیئے اور دیگر اقسام بدعت حسنہ حسب تصریح جمہور علمای اسلام ہم بتا دئے مزید برآن آخر مین آپکے پیر کی تقریر سے جملہ لوازم تعزیہ داری کا بنانا اور اونکی تعظیم و تکریم کرنا ثابت کر دیا پہر کیون کہسیانے ہوکر باتین بناتے اور جان بوجہکر جہک مارتے ہو۔

قال اور ہمسے پوچہتے ہو تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے۔

اقول جب کتاب و سنت و ادلہ شرعیہ سے تعزیہ وغیرہ بنانے کی اباحت باتفاق اہل اسلام بلا کلام ثابت ہوئی اور تم اوسی اپنی ضد اور ممانعت پر اکڑی اور وہی ہریل کی لکڑی پکڑے جاتے ہو پہر ہمسے کیون نہ پوچہین کہ تعزیہ بنانا کس کتاب مین منع ہے اچہا آپ کتاب خدا و سنت رسول کو جانے دیجئے اپنے شیخ ہی کی کتاب لیجئے کتاب خدا چاہے نہو مگر یہہ کتاب تو ضرور آپکے پاس ہوگی اسی مین دیکہیئے کہ تعزیہ علم تخت دلدل وغیرہ بنانے کی اباحت نکلتی ہے یا قباحت اگر ابہی تک یہہ عبارت نہین دیکہی ہے تو شاید دیکہہ لیکر

جو اس سنبہال کر صراط مستقیم پر آجاتے اور اگر دیکہکر اونسکو ہیپ ہٹ ہو جاتی ہے تو فضول زق زق بق بق شیجیے سر کہپائیے۔

قال اونہین چپ کرو تو اولی ؤاتمہ ہے۔

اقول آپ تو نہ مسلمانون کا کہنا سُنتے ہین نہ وہابیون کا از ین سو راندہ و از ان سو درماندہ دونون دین سے گئے پانو مہر نہ ادہر کے چلیانہ ادہر سماتے ہو

قال یہہ ویسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے فلانی مین اونگلی کرے اور پوچہے کہ کس کتاب مین اونگلی کرنی منع لکہی ہے۔

اقول خدا جانتا ہے کہ ہمنے بازاری شہدون سے بہی یہہ پہکڑ اور یہ بیہودگی کی گفتگو آجتک کبہی نہین سُنی اب صاحبان تہذیب ہماری اوس کلام کی قدر کرینگے جو ہمنے قبل اسکے کہا ہے کہ انکا جواب کچہہ پیر بخارا ہی والے خوب دیتے خصوصًا اس بحث پر تو خدا جانے کسقدر اونگلیون پر نچاتے اور پہچہاکر لیتے مگر خیر گذری کہ اونسے سابقہ نہین پڑا غنیمت ہے۔

قال تمتو تعزیہ کا بنانا ثواب جانتے ہو اور اوسکی بہتری کا دعوی کرتے ہو یہہ تمکو بتانا چاہیے کہ کس کتاب مین تمکو تعزیہ کا حکم ہے قرآن مین یا حدیث مین فرض واجب سنت مستحب کسمین ہے۔

اقول بیشک ہم تعزیہ کا بنانا قرآن و حدیث و اجماع اہل اسلام بلکہ خود آپکے پیر کے کلام سے جائز و مباح ہے مگر آپ نہ سمجہین یا سمجہہ بوجہکر ہٹ دہرمی کرین تو یہہ آپکا قصور ہے سمجہانیوالا بے مجبور ہے۔

قال کہ جسپر ایسی چہاتی کوٹتے اور سر پیٹتے ہو۔

اقول اللہ اکبر یہہ بظاہر تعزیہ دارون پر اور بباطن خاندان نبوت کے بزرگوارون پر طعن ہو رہی ہے ذکر مصیبت و حزن اہل بیت مین بعض کلمات

دلخراش مثل لاطمات الخدود ناشرات الشعور آئے ہین اونہین دیکھکر یہہ رنگ لائے ہین کچھہ سوجتا ہے یہہ کس بزرگوار کا غم ہے جس غم مین خاص مخدرات عصمت ہی کا یہہ حال نہین بلکہ سردار اہلبیت حضرت رسول خدا صلعم کو اس سے بڑہکر بعد انتقال صدمہ و ملال ہوا کہ بنا بر خواب ابن عباس بروز شہادت امام مظلوم دو پہر کو آن حضرت صلعم کو بال بکھرے گرد آلودہ شیشہ خون حسین ہاتھہ مین لیئے ہوے اور حضرت سلمہ رض نے آپکو سر مطہر اور ریش مبارک پہ خاک ڈالے ہوے اور حال پریشان کیئے ہوئے دیکھا پس اگر ہم بھی بتاسی حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر اس غم مین روئین رولائین تعزیہ بنائین چھاتی کوٹین سر پیٹین تو ہماری کمال ولا و ارادت اور نہایت پیروی و سعادت ہے اگر امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرنا آپ پر شاق اور احیاے سنت یزید کا اشتیاق ہے تو آپ بھی تقلید یزید پلید کیجیے امام مظلوم کیطرح اونکے عزادارون کو شہید کیجیے واللہ آپ ایسا ہی کرتے مگر خدا آپ ایسے لوگون کو ناخن نہین دیتا بلکہ پہلے سے خبر لے لیتا ہے۔

قال ذرا غصہ کو تہام کر اور ضد کو چھوڑ کر تعزیہ کی برائی پوچھو کیسی ہے آجکل

اقول حضرت سلامت مظلوم کے عزادارون مین غصہ کہان ضد کیسی یہہ دونون عادتین خاص آپ ہی کی ہین آپ ہی کو مبارک رہین ہمکو اگر غصہ ہوتا تو حضرت امام اور جناب امیر المومنین کا نام جس بے ادبی سے قبل اسکے آپنے لے لیا اور جس بیہودہ عنوان سے ان اسماء متبرکہ کا ذکر کیا تو ہم سن سکتے واللہ جسطرح حضرات اہلبیت بازار شام اور اوسکے چلپلش اور ازدحام مین یزیدیون کی زبان سے سر مقدس حسین مظلوم کی نسبت کلمہ سخت ھذا راس خارجی خرج علی الامیر سنتے تھے اور صبر و تحمل کرتے تھے ویسا ہی ہمنے بھی صبر و تحمل کیا جب حسین مظلوم کے

تمام سے تعزیہ بنوانے میں کیونکہ آپکو یہہ عداوت ہے تو تعزیہ کی برائیاں نکالنا کتنی بڑی
بات ہے بلکہ اسمین یہہ نکتہ گہبات ہے کہ چونکہ تعزیہ امام کے نام کا ہے اور اسکے ذریعہ
سے خاص و عام حضرت امام کا نام لیتے ہین لہذا اسمین خیالی برائیان اپنے ذہن سے
نکالکر موقوف کرانا چاہیئے کہ پہر کوئی امام کی مصیبتون کا ذکر نکرے امام کا نام نہ لے
آپکے یزید پلید کو ایسے سخت ظلمون کا الزام نہ ہو سو یہہ نحیف ہے اسکی امید نرکھیے
اوس حکومت چندروزہ پر یزید نے جو ظلم شدید کیئے وہ گذر گئے اوسکا سخت
مواخذہ اپنے ساتھ لے گیا مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود اور حضرت امام نے جو
مصیبتون پر صبر کیا اپنے تئین مع فرزندان و انصار راہ خدا مین وقف کر دیا
اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آجتک مثل دیگر شعائر اسلام عزای امام علیہ السلام دنیا میں
جاری ہے اور ہمیشہ یہہ عزاداری اسیطرح جاری رہیگی ع آپکا وہ قدح نہ ساقی
ہے پر یہہ غم نا بخشا باقی ہے۔

قال اول برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا شرع کے خلاف ہے۔

اقول پہلے ہی بسم اللہ غلط دعوی تو اس زور و شور کا کہ تعزیہ بنانا شرع کے
خلاف ہے اور دلیل کچھ بھی نہین مطلع صاف ہے ارے صاحب بتلائیے تو کیون
شرع کے خلاف ہے اگر محدثات مابعد النبی کے ہونے سے آپ اسکو بدعت محرمہ
سمجھتے ہین تو یہہ آپکی سمجھ کا قصور ہے کہ جملہ محدثات ہرگز بدعت ضالہ نہین ہین ہمنے اپنے
رسالہ کے مقدمہ مین اسکی تصریح کر دی ہے بہ غور اوسکا ملاحظہ فرمانا ضروری ہے تصویر ذیروح
بنانا البتہ شرع کے خلاف ہے وہ بھی اگر سر بریدہ ہو تو معاف ہے چنانچہ اسکی توضیح آگے آئیگی
اور تعزیہ شریف اول تو تصویر ذیروح نہین دوسرے بسبب باعث گریہ و بکا رجحان
شرعی اوسکے بنانے مین پایا جاتا ہے اور علمائے کرام ہر فرقہ کا سبھی اوسکو بجملہ احترام
اور منجملہ شعائر اسلام جانتے ہین پس مقابلہ علمائے اسلام آپکی ضد اور ہٹ دہرمی ہرگز پیش نجائیگی

قال یہہ کہین نہین آیا ہے کہ غم اور مصیبت کیواسطے کوئی چیز بنانی چاہیئے کسیکی نام کی ہو پیر ہون یا پیغمبر امام ہون یا شہید۔

اقول ابتو آپنے کلمہ بکلمہ حکام وقت کا ایسا حکم انشاءاللہ جاری کردیا بتقاضائے عصبیت جاہلیت سلسلہ اسلام اور رشتہ حیا و حمیت کو بالکل توڑا اور پیر شہید کیسے پیغمبر تک کو بہی نہچہوڑا نہچہوڑا ایسے از خود رفتہ ہو جائیے ذرا ہوش مین آئیے بسا امور ایسے ہین کہ غم اور مصیبت اور نیز اظہار شوکت و عظمت کیواسطے اونکا بنانا شرعاً جائز بلکہ بعض وجوہ و مصالح سے بمنزلہ واجب کے ہے کہ وہ منجملہ شعائر صاحب مصیبت اور شعار بکمال تعظیم و تکریم صاحب مصیبت ہے مثلاً اگر قبر مطہر حضرت پیغمبر پر قبہ و روضہ وغیرہ نہ بناتے اور اوسکا تزک و احتشام اور تعظیم و احترام جیسے کہ ہوتی آئی ہے حامیان اسلام نفرماتے تو اس تیرہ سو برس کی مدت مین قبر شریف کا نشان بہی باقی نرہتا مسلمان زیارت سے محروم رہتے اور چند روز کے بعد ہر کوئی بہی نکہتا کہ یہہ مقام مزار حضرت ہے بلکہ اس زمانہ کے کفار نبوت ہی سے انکار کرجاتے اور کہتے کہ وہ کیسے نبی ہے جنکے اور آثار اور اخبار کیطرف اہل اسلام اونکی قبر تک کا بہی پتہ و نشان نہین بتاتے اور یہی آپکا اصل مطلب ہے کہ اہل اسلام آپکے دہوکے مین آکر جو امور کہ موجب رونق اسلام ہین اونکو سہو بلکہ آثار رسالت بالکل محو کردین استغفراللہ یہہ کہان ہو سکتا ہے مسلمانون نے تو آثار نبوت آنحضرت ظاہر کرنے اور اسلام کی شان و شوکت بڑہانے کی غرض سے اصل مزار شریف کا کیا ذکر ہے بالتقلید اوسکے مزار سید کونین اور قبور حضرات شیخین جنکو آنحضرت صلعم کے نعلین کی بناتے ہے اور ہر سال بناتے ہین اور خواص علما و مشایخ تاثیرات عجیبہ اور غریبہ مشاہدہ فرماتے ہین اور ان سب چیزون کی تعظیم و توقیر کرتے ہین اگر آپ مدعی ہین کہ امثال شبیہات واجب التعظیم کے بنانے کی جگہہ انکے مثلے پر مرتے ہین پس جسطرح ان اشیا کا انتساب آنحضرت کی طرف ہے اوسیطرح

تعزیہ وغیرہ کا انتساب امام حسین کیطرف ہے پس باعتبار انتساب جو بزرگی ان
چیزون مین ہے وہی بزرگی تعزیہ شریف مین بہی ہے بلکہ نعلین ایک چمڑیکی یا لیف
خرما وغیرہ کے ٹکڑے تہے جنہین پاے مبارک کی برکت اور فیض سے خدانے یہہ بزرگی عطا
فرمائی اور امام حسین تو حضرت پیغمبر کے دل وجگر کے ٹکڑے تہے جنکے حقمین حسین منی
وانا من حسین فرمایا ہے پہر وہ کون مسلمان ہے جو امام کے منتسبات یعنی تعزیہ و
ضریح وتابوت وعلم وغیرہ کی تعظیم وتوقیر نہ کریگا اور ہر سال یہہ چیزین نئی بنائیگا اور دہوم سے

قال بدعت وبت پرستی شرع مین اسی کا نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل
نہو اوسکو اپنی طرف سے بناچنا کے تعظیم کرین اور ثواب ٹہرائین

اقول بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے مونہہ سے کہتے جاتے ہو کہ بدعت اوسکا
نام ہے کہ جس چیز کی دین مین کچہہ اصل نہو اور ہم مقدمہ جواب مین بخوبی سمجہا آئے
علاوہ اسکے متواتر بتلاآئے ہین کہ تعزیہ شریف کی دین مین اصل ہے یہہ شعائر و
منتسبات امام مین سے ہے اسکی تعظیم لازم ہے قطع نظر اسکے نہی شرعی مخصوص
بتصاویر ذوی الارواح ہے تعزیہ شریف تصویر ذیروح نہین غیر ذیروح کی
تصویر بنانا باتفاق علماے اسلام شرعًا مباح ہے پہر کیون تعزیہ کا بنانا بدعت
کہی جاتی ہو بلکہ اور اوسپر طرہ یہہ ہے کہ معاذ اللہ بت پرستی بتلاتے ہو ہمکو تو
آپہی کے کلام سے تعجب تہا لیکن آپکے ہم مشرب خورم علی بلہوری کا کلام دیکہا اور بہی
حیرت ہوگئی کہ تحفۃ الاخیار مین پہلے تو معنے بدعت کے بیان کرنے مین آپ سے بڑہکر
تصریح کی پہر اوس سے زیادہ آپنے خلل دماغ کی توضیح کی بدعت کے معنی یہہ کہے یعنے
جو دین مین وہ نئی چیز نکالے جسکی شرع مین کچہہ اصل نہین نہ کہلی نہ چہپی سو وہ بدعت
گمراہی ہے اور اوسی کا نام بدعت ہے انتہی ابد اس سے ظاہر ہوگیا کہ تعزیہ شریف
اور گنبد روضات مقدسہ وغیرہ بنانا انکی شرع مین کہلی اصل اور انکا برکے مقابرہ

گچ اور روشنی وغیرہ کرنا اُنکی ہیچ اصل نہین پس اُنکو بدعت ضالہ سے بتانا و سعی عدم کو
مستثنی کرنا چاہیئے تھا بر خلاف اسکے بعد بیان سعی بدعت یہہ بڑا ہانکی ہے مثلاً
قبر پہ گچ کرنا گنبد بنانا قبر پر روشنی کرنا تعزیہ بنانا بزرگون کا میلا کرنا اولیا کی
سنت ماننا جیسے شیر نشان کھڑا کرنا سہرا وغیرہ کے خلاف ہین انتہی یہ ملا اس بیچارے کا
کچھ ٹھکانا ہے الہی تو یہہ زبان کیا ہے کسی ڈفالی کا ٹھونٹا ہے آفرین ہزار آفرین بر بنا منش
اول اسکے تو پیر ہمارے چچا ہی غنیمت نکلے اب ہم پیر خالق باری سناتے ہین انکو
اور رشتہ کے چچا دونون کو سمجھاتے ہین کہ صاحبو جب تصویر غیر ذی روح کے
بنانے کی شرع مین اجازت عام ہے پہر کیون نہین آپ مانتے اور تعزیہ کا بنانا بدعت
محرمہ جانتے ہین بالفرض اگر بدعت محرمہ شریف ہوتا بلکہ نقل نقش مبارک امام
مظلوم ہوتا تو بہی حسب فتوای بعض علمای کرام اسکا بنانا کچھ مضائقہ نہ تہا
چنانچہ صاحب مالابد منہ جو کہ بڑے علماء اہل سنت اور قاضی شریعت ہین کتاب
مذکور مین فرماتے ہین و مکروہ است پوشیدن پارچہ کہ دران تصویر آدمی یا جانور
باشد یا آنکہ تصویر بالای سر یا در مقابلہ رو یا بدست راست یا چپ باشد اگر زیر قدم
یا پس پشت باشد مضائقہ ندارد و تصویر درخت و مانند آن مضائقہ ندارد و ہمچنین
تصویر سر بریدہ انتہی پس تعزیہ شریفہ اور ضریح مقدس کا بت کہنا ایسا ہے جیسے
کوئی دشمن اسلام حجر الاسود کو سنگ بت کہے لہذا جسکو اپنا حفظ اسلام منظور
ہو وہ ایسی بیہودہ باتین کہنے سے چپ رہے اب رہے اور امور مذکور اگرچہ اکثر اُنمین
سے زمان سلف مین داخل بدعت تہے لیکن بعد اسکے بسبب اختلاف ازمنہ و اوقات
و مصالح و عادات سے حسنات بلکہ مستحبات مین داخل ہوگئے چنانچہ محدث دہلوی
کتاب سفر السعادات مین فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ در نہی از این امور یعنی
بنا کردن بر قبر و یا چیزے بران نشستن و چراغ بر گور افروختن وارد شدہ

داخل سنت در زمان نبوت و خلفاء راشدین و صحابہ تابعین بود و لیکن بعد ازان این
تکلفات در مقابر پیدا شده و مفاخرت و مباہات بران باضافت در آخر زمان بجہت
اقتضاء نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و علماء دیدہ
چیزہا افزودند تا ازانجا ابہت و شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پدید آید خصوصاً
در دیار ہندوستان کہ اعدای دین از کفار و ہنود بسیار اند و ترویج و اعلائے
این مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است و بسا اعمال و افعال و اوضاع
کہ در زمان سلف از مکروہات بود و در آخر زمان از مستحبات و مستحسنات گشتند
انتہی ما افادہ پس ہرگاہ و حسب افادہ حضرت محدث بسا اعمال و افعال مکروہہ بنابر
مصالح مذکورہ آخر زمان میں منجملہ مستحبات و مستحسنات ہوگئے اسیطرح تعزیہ کو
بہی سمجہنا چاہیئے ہرچند اصل سنت سے اوسکے بنانے کی اباحت ہے نہ کراہت
لیکن آپ مثل انہیں اعمال مکروہہ کے اگر آخر زمانہ مین موجب ابہت و شوکت
اسلام سمجہکر اوسکو مستحبات ہی میں شمار کیجیے بدعت محرمہ تو نہ کہیئے بلکہ اور حد
سے نہ گزر جائیے یعنی بخدا بت پرستی تو نہ ٹہرائیے۔

**قال دوسری برائی یہہ کہ تعزیہ بنانا عقل صحیح مین بہی
عیب رکہتا ہے۔**

اقول کیا خوب یک نہ شد دو شد یہہ تو عین فساد عقل کی دلیل ہے کہ آدمی
ایسی عقل کرے کہ دنیا بہر کی تقلید سے صحیح سمجہے اور ایسی چیز ہی کا عقل نے حکم سے
تعزیہ بنانیکو رشتا الغیب عیب جانے اور بعد اسکے عیب بہی اپنی
سمجہ اکی پست سے ایسا بیان کرے کہ جسمین سونہہ کی کہائی اور ہر شخص کو اوسکو فساد
عقل بلکہ جنون ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔

قال کہ ایک چیز کی نقل بنانا اور اوسکے ساتھہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے محض حماقت ہے

اقول۔ حضرت یہہ وہی قول بیہودہ دل ہے جسکے بدولت آپ مونہہ کی کہائینگے اور یہہ نقصہ یاد رہے بہت پچتاینگے اب سنیئے کہ ہر چیز کی نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے چاہیئے عموماً حماقت نہین ہی بلکہ کسی جاندار دنیا کی نقل بنانا اور اوسکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے البتہ حماقت ہی جسمین افسوس کہ آگے چلکر آپ ہی مبتلا ہوگئے اب ہم نہین کہہ سکتے کہ کیا تہی اور کیا ہوگئی باقی بعضی چیزین ایسی ہین کہ جنکی نقل بنانا اور اونکے ساتہہ وہی باتین کرنی جو اصل کے ساتہہ چاہیئے عقلاً بہت چست اور خدا و رسول کے حکم سے صحیح و درست ہین دیکہو حقتعالے پارہ ۲۳ مین حضرت ایوب سے خطاب کرکے حکایتاً فرماتا ہے وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنے لے تو اپنے ہاتہہ مین ایک دستہ گہانس خشک کی ہوئی یا باریک تیلیون کا (موافق عدد سو لکڑیون کے) پس مار تو اپنی زوجہ کو اوس دستہ سے (ایکبار) اور مت جہوٹی کر قسم اپنی انتہی اسکا قصہ ابن عباس سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت ایوب کے قسم کہانیکا سبب یہہ تہا کہ اونکی زوجہ اولیا بنت یعقوب ایک قدر شیطان رجیم نے بشکل و وضع حکیم اپنے تیئن دیکہایا اونہون نے ایوب کے واسطے دوا مانگی شیطان نے کہا مین اس شرط سے دوا دونگا کہ جب وہ اچہی ہو جائین تو کہین کہ مین نے اونکو شفا دی نہ میرے غیر نے زوجہ ایوب نے اس بات کو قبول کرکے ایوب سے کہا حضرت ایوب غضبناک ہوکر اور قسم کہائی کہ سو لکڑیان اپنی زوجہ کو مارین انتہی پس چونکہ وہ بیقصور تہین طبیب کے دہوکے سے شیطان کو نہین پہچانا تہا بدینوجہ خداے تعالے نے حضرت ایوب کو یہہ ترکیب بتلائی کہ تم بجاے سو لکڑیون کے سو تنکے کا دستہ بناکر ایکمرتبہ مارو تمہاری قسم سچی ہوجائیگی اب دیکہیے سو لکڑیون کی نقل سو تنکے کا دستہ بنایا گیا اور اوسکی وہی بات بنگئی

جو اصل کے ساتھہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح سو لکڑیون کے مارنے سے ایوب کی قسم
سچی ہو جاتی ویسے ہی اس دستہ گیاہ کے ایکبار بدن پر لگا دینے سے اونکی قسم سچی
ہو گئی اور وہ حانث نہوے اسی طرح حدیث مین آیا ہے آنحضرت صلعم
نے نقش قبر والدین بلکہ قبر کے خط اور نشان کی تقبیل و تعظیم کا حکم فرمایا ہے
چنانچہ یہہ روایت مشہور اور کتاب فقہہ احمدی مین اسطرح مذکور
ہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایک
شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ مین نے
قسم کہائی تہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے رخسارون پر بوسہ دونگا
آپنے فرمایا کہ باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر بوسہ دے اوسنے پوچھا کہ اگر
باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکی قبر چوم اوسنے کہا کہ اگر اونکی قبر نہ معلوم ہو
ارشاد فرمایا کہ دو خط کہینچ ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے کو مان کی قبر قرار
دیکر بوسہ دے تا کہ حانث نہو کذا فی جامع المتفرقات انتہی اللہ اکبر آستانہ
جنت اور حور العین کے رخسارون کا حکم باپ کے پانون اور مان کی پیشانی پر
آیا پہر اونکی قبرون تک پہر قبرون سے اون قبرون کے خطوط و نشانات تک
پہونچ گیا باوجود اس نقل در نقل کے ان چیزون کے ساتھہ وہی باتین
کی گئی جو اصل کے ساتھہ چاہیئے تہی یعنے جسطرح آستانہ جنت اور حور العین
رخسارون پر بوسہ دینے سے اوسکی قسم سچی ہوتی ویسے ہی باپ کے پانون
اور مان کی پیشانی پر بوسہ دینے سے پہر ویسے ہی اونکی قبرون پر بوسہ دینے
سے پہر ویسے ہی اونکی قبرون کے خطوط پر بوسہ دینے سے بموجب ارشاد
وارشاد آنحضرت صلعم اوسکی قسم سچی ہوئی اب آپکی آنکہین کہلین
اور سمجہہ مین آیا کہ بعض چیزون کی نقل بنانا اور اونکے ساتھہ وہی باتین کرنا جو

اصل کے ساتھ چاہیے حسب ارشاد خدا و رسول علیہ حکم شریعت اور مستحسنات اور
منہیات سے ہر ایک سے لگاؤ ہے پاک ہونا چاہیے آپ پھر اسی شبہہ پر پہنچے سلسلہ
ہلت کا اکثر بڑا بھاری شبہہ کہا ہے یہہ محض عقل کی تباہی اور نادانستی پر پہنچ
دیا و یکایک ہے اس حماقت کی خبر پہنچے ہو نہین آئے عقل درست کیجئے سمجھ
چاہیے کہ جسطرح بیت ... حالت مین آستانہ جنت اور حور العین کی جگہہ
والدین اور والدین کی جگہہ اونکی قبرین اور قبرونکی جگہہ اونکے خطوط قائم مقام
ہین اسیطرح تعزیہ شریف کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ یہہ نقل روضہ امام مثل
روضہ امام و دیگر شعائر اسلام واجب التعظیم و لائق احترام ہے اور اسکے ساتھ
بھی وہی باتین کرنی چاہئیں جو اصل روضہ کے ساتھ کیجاتی ہین۔

قال مثلاً گہوڑے کی تصویر بنا دو اور اوسکے آگے دانہ گھاس ڈالے اور کہے یہہ
گہوڑا ہے تو لوگ اوسکو مسخری بتلا دینگے۔

اقول اسی تصور باطل اور خیال فاسد سے تو آپنے دہوکا کہایا جاندار کا قیاس
غیر جاندار پر جایا نہ سمجھے کہ ذی روح کی نقل اول تو بنانا ہی منع ہے دوسرے
اگر بنا بھی ہو تو ذی روح اور مین نہین کرسکتا کہ نقل مطابق اصل کے ہو
اور جو باتین اصل کے ساتھ کیجاتی ہین وہی اسکے ساتھ بھی کیجاوین پس
بیکار آپنے اسپ سماحت کو میدان وقاحت مین جولان کیا بیان نقل بازی
سے بدین غرض اطفال کی بازی کو یاد دلایا ہے تاکہ مشہور ہون ہزارون کا
یہہ بہی رہنا پانچویں سوار و نجین۔ پس جو غازی مرد ایسے بات بڑ تکی کہین گے
بے ڈہنگی مثال لاوینگے بے شبہہ عاقل لوگ اونکو اگر گہوڑے کی حد نہیں تو
مسخرہ ہی بتلا دینگے۔

قال اسیطرح یہ لوگ بہی مسخری ہین کہ حضرت امام کی قبر کی نقل بنا کر فاتحہ و درود اوسپر پڑہتے ہین

اقول ہم سڑی کے کہنے کا برا نہیں مانتے مگر اتنا جانتے ہین کہ خیالی گھوڑی نے آپکو سیدہی راہ سے بہکا اولٹی راہ پر لگا دیا کہ چکر کہانے لگے اور ہر چیز کی نقل کو گھوڑی کی نقل پر تبانے لگے ہم اوپر تبا آئے ہین کہ بعضی چیز ونکی نقل کے ساتھہ معاملہ اصل کرنا بموجب حکم خدا و رسول خدا ہے تو یہ کہیئے کہ اسکو حماقت کہنا نقل بنانیوالونکو سڑی بنانا خدا ورسول کے حکم پر مسخرپن و استہزا ہی کیا نقل قبر امام حسین نقل قبر والدین کے بھی برابر نہیں کہ اونپر بوسہ دینا جائز اور تعزیہ پر فاتحہ و درود پڑہنا ناجائز ہو آپکا حال تو خدا جانے مگر مسلمانون کے اعتقاد مین تو حضرت امام حسین بہ نسبت والدین بمراتب افضل ہین ہرگاہ نقل قبر والدین بنانا اور تقبیل و تعظیم اونکی حسب ارشاد سید کونین کرنا جائز اور ماذون فیہ ہے تو نقل مزار فائض الانوار جگر گوشہ رسول مختار اور فاتحہ اور درود اور زیارت اور تقبیل اور تعظیم اور تبجیل اوسکی بطریق اولی جائز اور صحیح ہے اور جملہ اہل اسلام کیا خواص و کیا عوام اور علمای کرام اسکی تعظیم و تکریم کرتے اور فاتحہ و درود اسپر پڑہتے آئے ہین چنانچہ منجملہ علمای کرام صاحب ازالۃ الاوہام کتاب مذکور مین فرماتے ہین اینجانب از ثقات شنیدہ کہ حضرت مولانا نظام الدین محمد قدس سرہ وبچشم خود دیدہ کہ حضرت مولانا عبدالعلی محمد قدس سرہ و مولوی مجید الدین محمد عرف مولوی مدن مرحوم و مولوی انوار الحق و مولوی نور الحق قدس سرہما و دیگر علمای فرنگی محل و کلکتہ و مندراج وغیرہ از بلاد ہرگاہ تعزیہ شریف امام مظلوم علیہ السلام میدیدند ایستادہ می شدند و ہر دو دست بطرف تعزیہ شریف دراز کردہ از بسیار خضوع و خشوع و عجز و انکسار فاتحہ می خواندند و عندالاستفسار می فرمودند کہ تعظیم و فاتحہ امام مظلوم است زیراکہ تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام مظلوم است انتہی سبحان اللہ علمای اسلام رتبہ شناس اہل بیت کرام علی جدہم

وعلیہم السلام یہہ ہین کہ ہرگاہ تعزیہ شریف کو موسوم بنام نامی امام مظلوم جانا کس واسطے
پیشوں نے کہ بدون اضافہ لفظ تعظیم تنہا نام تعزیہ مقدس زبان پر نہ لائی جب دیکہا ایسا باادب استادہ
ہوکر زیارت کی فاتحہ و درود ادا کیا اب اہل انصاف غور کرین کہ شرک کون ہے اور کون اپنی
حماقت مین مبتلا ہیچ ہمہ مدا اور جہالت بدبلاہے **قال تیسری برائی یہہ ہے** کہ غرض
تعزیہ سے تمکو یہہ ہے گوکہ شرع اور عقل کی مخالف ہو کہ اوسکو دیکہنے سے غم والم پیدا ہو سو وہ بہی تو حاصل نہین
اقول تیسری حماقت یہہ کہ اوپر تو تعزیہ سے غم والم پیدا ہونے کا اس
صراحت سے اقرار کیا کہ اوسپر ایسی چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا الزام دیا اب نادان
اکر ایسے بہولے کہ بیان کی اولٹی بات بولے کہ غم والم اسمین حاصل نہین اور ہمنے
مرید سمجہایا کہ تعزیہ بنانا شرع و عقل کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکو نہایت
تماشا سمجہنے مگر آپکو اپنی کہی تو یاد ہے نہین رہتی ہماری کہی کب یاد رہوگی لہذا پہر سمجہانا
عرض ہے کہ اب ہمارا کہنا ہیچ مانیے سہو کوئی خطا ہے نہ قصور ہے جب حافظہ ہی
نہو تو انسان مجبور ہے۔
قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ غم والم کن چیزون کے دیکہنے اور ہونے سے آتا ہے
یا فاقہ اور روکہی روٹی اور پرانے پہٹے کپڑے اور تنہائی اور اندہیری اور معشوق کی
جدائی اور شکستہ جہونپڑے مین درد و غم پیدا ہوتا ہے یا اوسکی ضدین۔
اقول اب معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک غم والم اسیکا نام ہے جو سامان ظاہری
اور مرادات دنیوی کے نہ ملنے سے دنیا طلبون کو ہوتا ہے شاید آپکو اسی غم والم
کی عادت ہے اسکو چہوڑیے اور دینداروں کا غم والم دیکہیے جو مایۂ فخر و سعادت
ہے پس ہم آپ سے کہتے ہین کہ غم ایک امر نفسانی اور کیفیت وجدانی اور علامت
ایمانی ہے دنیاوی امور پر غم کرنا مذموم و مردود اور دینی جتنے غم ہین وہ سب
ماجور و محمود ہین ایسے غمون مین خصوصًا غم امام علیہ السلام مین کچہ دنیا کے رنج و

راحت و غربت و امارت فقر و فاقہ مرض و افاقہ کہیں ہنگے و فرسودگی لباس البسہ فاخرہ و دیگر نفیس و فاس غربا و اہل دول ہو ہیر جیسے و تحمل کو دخل نہین ہے اس قسم کا غم اون مومنون کے دلون سے متعلق ہے جو مصداق انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم ہین اور اس غم کو مثل غم فقدان مرادات دنیویہ کے سمجہنا اور اوسپر تمسخر و استہزا کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے قلوب سخت مصداق ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہین سو ہمارے اور اونکے دل کی صورت ایک ہے لیکن جو فرق ظاہری پوچہو تو شیشہ ہے وہ پتہر ہے۔

قال اب سوچو کہ فاقہ کی عوض تعزیہ کے دنون مین شیرمال و حلوا بہرا موجود ہے

اقول یہہ حضرت امام علیہ السلام کی نذر و نیاز کی برکت اور فیض ہے کہ جو غربا و مساکین بیچارے فقر و فاقہ کے مارے سال بہر طعام لذیذ نہین پاتے وہ تعزیہ کے دنون مین امام کے بدولت شیرمال و حلوا کہاتے ہین اور آپ اس اطعام مومنین و مساکین اور فیض عام امام مبین دل ہی دل مین کڑہتے اور للچاتے ہین بلکہ پانی موہنہ مین بہر لاتے ہین پر جناب مجبوری ہے حلوا خوردن را روی باید

قال اور دنون مین چاہے فاقہ ہو مگر اس دن کا اناج پانی ہر کوئی جمع کر رکہتا ہے

اقول یہہ رسم تو عام نہین ہے کہ ہر کوئی ایسا کرتا ہو اور جو مومنین ایسا کرتے ہین وہ شاید اس غرض سے کرتے ہونگے کہ دس دن تو علائق دنیا سے مطمئن ہوکر اپنے امام کا غم کرین اور ہر چند یہہ اناج و پانی کی ترکیب بنا بر اصطلاح عام آپنے غربا کی لیکن اس سے سبیل نذر امام تشنہ کام کی بہی سبیل نکل آئی۔

قال اور پرانے پہٹے کپڑون کی جگہہ خاصی خاصی قبائین اور گوٹے پٹھے ان دنون مین پہنکر نکلتے ہین۔

اقول مسلمانون کا تو یہہ طریقہ ہمنے ان بلاد مین کہین نہین دیکہا ہان یزید پلید کے
ہواخواہون اوسکی فتح کی خوشی منانے والون آپکی تعلیم پانیوالون کا اگر یہہ معمول
دستور ہو تو کچہہ بعید نہین پہر ہمسے نفر لیئے اونہین کو سمجہایئے۔

قال اور تنہائی کی عوض ہزار یار آشنا بہائی بند ہم نوالہ ہم پیالہ۔

اقول پہر آپ مسلمانون کی جماعت سے کیون الگ ہو گئے تنہائی کیون پسند
آئی من فارق الجماعۃ کی امت کیون اوٹہائی مسلمانونکی جماعت مین آیئے
محفل میلاد سید کونین و مجلس عزاء امام حسین مین شرکت فرمایئے مثل دیگر
مسلمانان ایکبار تبرک نذر و نیاز کہایئے جہان بقول آپکے ہزار یار آشنا بہائی
بند جمع ہوتے ہین ہم نوالہ و ہم پیالہ کما قال صلعم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ

قال اور شکستہ مکانکا تو کیا نشان جہان عمدہ امام باڑے فرش فروش تیار

اقول یہہ وہی سامان ہے جس سے کفار کے دلون مین ابہت و شوکت اسلام
و رعب اہل اسلام زیادہ اور ہر کافر اسی رعب و داب سے نذر و نیاز چڑہانے
اور انقیاد و آداب عزاخانہ بجالانے پر آمادہ ہوتا ہے۔

قال اور سینکڑون تعزیہ جہلملاتے پنّا اور کرکریکے موجود۔

اقول اللہم زد پہر اسمین آپکی آنکہون مین کیون چکاچوند اور خیرگی اور
طبیعت مائل بہ تیرگی ہوتی ہے ہان سچ ہے یکاد البرق یختطف ابصارہم

قال اور اندہیرا کا کیا مذکور جہان ہزارون فانوس و چراغ سے آگ لگ رہی ہے

اقول اسکا آپکو ناحق حسد اور داغ ہے یہہ قدرتی چراغ ہے یہہ نور نبوت
کی شعاعین اور اسرار شہادت کے جلوے ہین انکا بجہانا مشکل اور بجہانیکا ارادہ
سعی لا طائل ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ الآیہ الحق
سہ چراغے را کہ ایزد بر فروزد * ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد۔

قال اور معشوق کی جدائی کا کیا ذکر۔

اقول ہان محبوب الٰہی کے محبوب کی جدائی کے ذکر مین یہہ واہیات تقریر کرنا تو مناسب نہین ہے۔

قال جہان ہزارون بہوبیٹیان ایک سے ایک خوبصورت امیر فقیر سبکی جو دیکہے چہاتی کوٹے اور بارہ دن تک روتا رہے زیارت کے واسطے موجود۔

اقول نعوذ باللہ من ہذا الافترا زنان صاحب عصمت وعفت کا مجمع رجال مین شریک ہونا نہ کبہی دستور تہا اور نہ اب ہے اور زنان اراذل کوچہ گرد کا جو دن دہاڑے پہرتی پہراتی رہتی ہین اونکا کیا اعتبار ہے بہلی بیبیان اس تہمت سے بری ہین اور پہر یہہ غیظ وغضب اور شور وشغب بیکار ہے یہہ شرفا ونجبا وامرا وغربا کی بہو بیٹیون پر تہمت کرنیکا نتیجہ ہے کہ بعضی بہوین خود مختار بلا حجاب ونقاب رات کیسی دن دہاڑے محو سیر وشکار ہین اور موجود دربار فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور علاوہ اسکے نقارون اور تاشون سے اور بہی رونق حاصل ہے۔

اقول ایسی رونق عوام کو مرغوب اور خواص کے نزدیک معیوب ہے لیکن آپ چونکہ نقارون اور تاشون سے رونق سمجہتے ہین اور عزاداری کی رونق سے گہبراتے ہین لہذا عوام آپکی ضد سے رونق بڑہانے کو نقارے اور تاشے بجاتے ہین جب آپ اپنی ضد کو چہوڑین گے تو شاید وہ بہی چہوڑ دین۔

قال اب خدا کیواسطے انصاف سے کہو کہ یہہ سب اسباب غم کا ہے یا خوشی کا

اقول انما الاعمال بالنیات ہم انصاف سے کہتے ہین کہ غم اور خوشی اسباب پر نہین بلکہ نیت پر موقوف ہے عزای امام مظلوم مین چونکہ نیت ہماری خاص رونے اور رولانے اور غم کرنے کی ہوتی ہے بدین وجہ یہہ سب سامان

باعث ہماری غم والم کی زیادتی کا ہوتا ہے ہر مومن اس سامان سے بے اختیار ہوکر روتا ہے بلکہ اس سامان کا اتنا بڑا اثر ہے کہ ہندوں کو روتے دیکھا ہے تم کو کیا خبر ہے آپکے دل مین جو فتح یزید کی خوشی جمی ہوئی ہے تو جوش مسرت سے دل لہرا تا ہے ساونوں کے ہوسے کہرا ہرا سو جہتا ہے یہہ سب سامان غم اسباب خوشی کا منظر آتا ہے کیون نہوسے فکر ہرکس بقدر ہمت اوست۔

قال چوتہی برائی یہہ کہ ایک عالم کو اس تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشا ہوا چنانچہ سب پر ظاہر ہے آنکہہ کہول کر دیکہو اور سمجہو تو صاف یقین ہوئے ہرگز شبہہ نہ ہے۔

اقول تعزیہ شریف کو دیکہکر تو بے اختیار رقت آتی ہے امام کے تصور تام سے دل غمزدہ کی وہ کیفیت ہوتی ہے کہ کہی نہین جاتی ہے آپنے اپنے تعصب سے یہہ نیا فقرہ تراشا ہے کہ تعزیہ کے سبب سے کہیل اور تماشہ ہے ہمکو سخت تعجب تہا کہ یہہ کیسا کلمہ کیا آپنے فرمایا آخر بڑے غور و تامل کے بعد آپکا مطلب سمجہہ مین آیا آہ آہ انا للّٰہ یہہ وہی تماشہ ہے جو شام کے ازدحام مین اہلبیت امام و مخدرات کرام کی نسبت ہوا کہ جب شامیان شوم اور آپکے پیشوایان معلوم نے بعد شہادت امام مظلوم عترت بشیر و نذیر اور صاحبان تطہیر کو اسیر و دستگیر کیا اور دشت مصیبت و بلا یعنی مقام کربلا سے شام بد انجام کا رستہ لیا تمام اہل شہر یہہ خبر سُن کر نزدیک و دور سے خندان و مسرور جمع ہوکر شہر من آئینہ بندی ہونے لگی بازارین مصفا و دکانین آراستہ ہوئین خلق کی وہ کثرت ہوی تہی کہ لوگ اوپر تلے سے گرتے تہے باہم معانقہ و مصافحہ کرتے مبارکباد دیتے پہرتے تہے آہ آہ جسوقت اہل بیت رسالت پناہ کربلا کے مصائب جانکاہ اور صعوبت و مصیبت کی راہ کے علاوہ بے مقنع و چادر شتران بے کجاوہ پر سوار گرد و پیش ہزارون نابکار باین حال زار وارد شہر ہوی تو ہجوم غفیر ملکہ جلہ برنا و پیر اسیران دلگیر و ثابت قدمان پابزنجیر کے تماشے کو آئے مخدرات عصمت و طہارت کو دیکہکر از راہ

شرارت یہہ کلمات حقارت زبان پر لائے کہ یہہ پابندان غم والم مانند بندیان
ترک ودیلم کہانکے اسیر ہین جو مبتلای مصیبت و بلا و مکارہ لاتعد ولاتحصی مین
ہائے افسوس ہماری جان اون اصوات نحیف وصداہای ضعیف پر قربان جن
آوازون سے اون پردگیان عصمت وکرامت نے بصد حسرت وندامت فرمایا
کہ ہم اسارای آل محمد ہین پس جب مدعیان اسلام یعنی آپکے پیشوایان بدانجام نے حاکم
شام کی خوشی کے واسطے اپنے پیغمبر سے کچہہ حیانکی اور اونکی عترت اطہار کا ایسے حال
زار مین بکمال مسرت واستبشار تماشا کیا پہر یہہ کتنی بڑی بات ہے جو آپنے تعزیہ کو
کہیل وتماشا قرار دیا ذرا کان کہولکر سنو اور سمجہو تو صاف یقین ہوگا ہرگز شبہہ
نرہیگا کہ جب بروز محشر انہین یزیدیونکے ساتہہ بحضور حضرت پیغمبر جاؤگے تو اون
ظالمون کیطرح تم بہی کیا عذر کروگے اور ان حضرت کو کیا سوہہ دیکہاؤگے اور
انشاءاللہ اس کلمہ ناصواب کا پورا جواب اوسی روز پاؤگے۔

قال اور اگر بالفرض دو چار آنسو نکو اس تکلف سے رونا آیا تو اوسکا اعتبار نہین
کہ اکثر کو حکم کل کا ہے۔

اقول جنکے دلونمین محبت امام کی ہے اونسے کب رہا جاتا ہے تکلف بے تکلف
سب طرح رونا آتا ہے ہان بعضے سخت دل کہ شاید آپ ایسے ہی ہوتے ہین جو کسیطرح
نہین روتے ہین پس اولٹی سمجہہ والی سیدہی باتکو یون کہیئے کہ اگر بالفرض دو چار
اولشونکو اس تکلف سے ہی رونا نہ آیا تو اوسکا اعتبار نہین کہ اکثر کو حکم کل کا ہی دیکہیے
یہہ نتیجہ آپکی اولٹی سمجہہ اور بیجا شور وغل کا ہے۔

پانچوین برائی یہہ کہ سوای نقصان دین کے دنیا مین ناحق مال ضائع ہوا اور
اوسکے سبب نہ بیزاری ہوئی پڑی۔

اقول تعظیم وترویج شعائر عترت آل مین دین کمال ہے نقصان فقط آپکی عقل کا ہے

وہ وہ دیندار کیسے تھے جنہوں نے امام کی حمایت اور اہل بیت کرام کی رعایت میں اپنی جانیں دیدین ہمارا مال کیا مال ہے ہمکو آل کا غم اور آپکو مال کا غم ہے اب دیکھئین کسکیلئے جنت اور کسیکے لیئے جہنم ہے

قال غرض اونکی وہ مثل ہوی نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ

اقول یہہ مثل تو آپ اپنی بیتی کہتے ہین وہابی بنکر مسلمانونکی عقائد کو خراب کیا دنیا مین رہنے والے اسلام کو نقش برآب کیا غرض جو دین کے رہزن دنیا مین مسلمانون کے دشمن اولاد حسن کہلاکر یزید کے پسر خوانده ہین اونکی وہ مثل ہے نہ دین کے نہ دنیا کے ازین سو ماندہ وازان سو راندہ ہین۔

قال اور جو جاہل کہتے ہین یہہ امام کی تربتین ہین یہہ محض وہم اور غلطی حضرت امام کی ایک قبر ہے۔

اقول اور جو میان محمد فاضل تربتون سے قبرین سمجھتے ہین یہہ محض وہم اور غلط ہے ہر عاقل و جاہل تعزیہ اور تربتون کو نقل قبر امام سمجھتا ہے نہ اصل قبر جسمین جسم کا ہونا بالذات اور دیگر واہیات جو بعد اسکے آپنے متفرع کیئے ہین لازم آئے بیشک فہم و فراست مین آپ ہنبقہ کے پیر اور اس اولٹی سمجھہ مین آپ خود ہی اپنے نظیر ہین بہلا یہہ کون کہتا ہے کہ حضرت امام کی متعدد قبرین ہین جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت امام کی ایک قبر ہے پہر اسپر بہی نہین صبر ہے اور زیادہ باتین بناتے ہین گے گذری عقل پر اور آفت لاتے ہین۔

قال کسی کتاب مین ایک شخص کی دو قبرون بنانا نہین آیا ہے بہلا یہہ ہزارون قبرین ایک شخص کی کہان درست ہوئین

اقول بیشک ایسی باتون پر شکلے ہنستے ہنبقہ روتا اگر آپکے ساتھہ ان باتونکا اجماع ہوتا صاحب نقل قبر کو اصل ٹھہرانا اور اوسپر یہہ باتین بنانا آپ ہی کا کام ہے

اگر ایسی بات کوئی اور کہتا تو آپ ہی کہتے کہ اسے مالیخولیا یا سرسام ہے خیر یہہ ہم یاد دلاتے ہیں کہ یہہ ہزار ون قبریں تہیں بلکہ ایک مزار مقدس کی ہزار ون نقلین ہیں جو خاص ہمین لئے نہین بناتی ہین بلکہ سلف سے یونہین بنتی چلی آئی ہین منظومہ جامی دلائل الخیرات روضۃ الاحباب جذب القلوب وغیرہ تصانیف اکابر و ثقات ملاحظہ ہوان کہ مزار فائض الانوار حضرت سید کونین و حضرات شیخین کی کتنی نقلین بنتی چلی جاتی ہین اور خلفا عن سلف و دیا عتبار انتساب الی الاصل واجب التعظیم شمار کی جاتی ہین بتائیے کیا ایک ہی کتاب کو چہاپہ سے چہپنے اتنی کتابونکا پتا بتایا اب مانئے یا نہ مانئے آپ جانیے

قال اس مقام مین سنا ہے کہ بعض احمق یون کہتے ہین کہ امام کی ایسی مثال ہے جیسے آفتاب کہ باوجود رہنے ایک مقام کے سب جگہہ اوسکی روشنی موجود ہے۔

اقول یہہ کہنے والا احمق نہین بلکہ اولٹا سمجہنے والا احمق ہے قائل کے کلام سے مثل سپیدہ صبح روشن ہے کہ تشبیہہ آفتاب سے اوسکا صرف یہہ مقصود ہے کہ جیسے آفتاب کا جرم ایک جگہہ اور روشنی اوسکی ہر جگہہ ہے اسی طرح وجود ذیجود امام گو ایک ہی مقام پہ ہو لیکن اونکے نور کا ہر جا ظہور اور روشنی اونکی ہر جگہہ موجود ہے اور جس چیز کو امام سے انتساب زیادہ ہے اوسیقدر اونکے نور کا انعکاس بہی اوسمین زیادہ ہے اسیوجہ سے تعزیہ تربت ضریح تابوت علم امام باڑہ وغیرہ جتنے منتسبات امام ہین اون سبکی تعظیم مورث اجر عظیم ہے۔

قال کیا بات بڑی قابلیت خرچ کے سوال وجواب مین زمین و آسمان رات دن کا فرق ہے۔

اقول حضرت خفا نہو جیئے آپکا سوال ہی بے تکا ہے آپ اپنی دانشمندی سے تربتونکو قبرین سمجہیے اور اوسپر تو یہہ تودہ طوفان اوٹہایا آگے چلکر قبر ہونیکو جسد لازم بتایا اوسپر کسی قائل نے اس کلام لاطائل پر آفتاب کی تشبیہہ سے آپکی تنبیہہ کی۔

سمجھتے تھے ہین نقل تبرے اور چونکہ نقل کو بھی آپکے ساتھہ انتساب ہے اور حسب مظہر
امام کو مثل آفتاب ایک ہے مقام پہ ہو لیکن اوسکی روشنی ہر جگہہ موجود خصوصًا
منتسبات مین اونکو نور کا زیادہ تر ظہور ہے واہ کیا بات بڑی قابلیت کی خرچ
کے سوال و جواب مین زمین آسمان رات دن کا فرق تھا لیکن سوال کی غلطی
رفع کرنیکا کچھہ خیال نہ آیا۔

قال اول قیاس غائب کا شاہد پہ درست نہین۔

اقول امثلہ اور تشبیہات مین قیاس غائب کا شاہد پر بہت آیا ہے مگر افسوس
کہ آپنے علم بلاغت کو ملاحظہ ہی نہین فرمایا۔

قال دوسرے حضرت امام بشر کا وجود رکھتے تھے جو جسمی نتھا۔

اقول آپکے قیاس تک تو ہمکو خاموشی تھی لیکن اب حمیت اسلام کی گرمجوشی
ہے یہ آپنے امام پر نہین بلکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر طعن کیا حضرت پیغمبر
بھی بمقابلہ کریمہ قل انما انا بشر مثلکم بشر کا وجود رکھتے تو تمہارے جیسا سامنے
ویسا ہی پس پشت جسطرح روشنی مین اوسی طرح تاریکی مین کیونکر دیکھتے
زمین سخت بلکہ سنگ سخت پر نشان قدم اور مقام نرم مین اون نشانات کا
عدم کیون ہوتا تھا اس سے بڑھکر معراج مین جسم شریف افلاک مین کیونکر در آیا
سطح خاک نے اوس جسم پاک کا سایہ کیون نہ پایا اب فرمائیے پیغمبر صلعم وجود
بشری سے ان خوارق امور کا ظہور ہوا یا نہین اگر ہوا تو پھر امام کے وجود
بشری سے جو بفحوای حسین منی مانند وجود بشری پیغمبر ہے کیون ایسے
امور کی نفی پر اصرار ہے اور اگر معاذ اللہ وجود بشری آنحضرت صلعم سے ظہور
ان خوارق امور کا نہین ہوا تو حضرت کی معراج شریف بلکہ نبوت ہی سے انکار
ہے پھر جب پیغمبر ہی کو نہین مانتے تو امام کو کب مانوگے غرض رفض رافضیون سے

یہہ معلوم کہ آپ امام و پیغمبر کے مرتبہ ہی کو نہین پہچانتے وجود بشری کے دہوکے
سے اونکو مثل سائر ناس جانتے ہین یہہ محض غلبۂ وہم اور سوء فہم ہے حضرت
پیغمبر اور آل پیغمبر کو اور لوگون پر قیاس نہ کیجیے اتنا سمجہہ لیجیے کہ تمام حجر و شجر شمس و
قمر جن و بشر بلکہ از کرۂ خاک تا عالم ملکوت و کنگرۂ افلاک سبکے سب صاحب
لولاک اور اونکی آل کے طفیلی ہین وہ حضرات علت غائی کائنات ہین جوہر شمسی
و دیگر جمادات کو اونکے وجود ذیجود سے کیا نسبت وہ اشرف مخلوقات ہین اگر
ذوات مقدسہ حضرت پیغمبر و اہلبیت پیغمبر کا ظہور نہوتا دنیا تاریک رہتی شمس
و قمر مین نور نہوتا اونکے وجودات مقدسہ کے کمالات اور خرق عادات نہ
اونکے ذو جہتین ہونے سے نامتناہی ہین وہ اسی وجود بشری مین متخلق
باخلاق الٰہی ہین پس اونکے وجودات بشری سے جو تکیف بکیفیات صنائع
و بدایع الٰہیہ مین جسقدر امور غریبہ اور خوارق عجیبہ ظہور مین آئین وہ پیش
اہل تحقیق قابل اذعان و تصدیق ہین اونسے انکار نہ کیجیے لانسلم کی نہ لیجیے
ورنہ نہ اسلام ہی باقی رہیگا نہ دین۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

قال تم سوئے کہ جسد لازم ہے ایک جسد لاکہہ جگہہ تقسیم نہین ہوسکتا۔

اقول تم ہوئے کہ جسد لازم ہے تو ہو نقل قبر کے واسطے تو کچہہ بہی لازم نہین
پہر ایک جسد کی لاکہہ جگہہ تقسیم کیونکر ہوی ۵ عبث عبث تمہین اس اضطراب
نے ڈالا + سمجہہ کے پہیرنے کیا کیا عذاب مین ڈالا۔

قال اور جب امام مثل آفتاب کے اس جہان مین طلوع و ظاہر تہے تب تو
جسم یا روح ہر ایک جگہہ موجود ہوتا تہا اب بعد فوت کے کہ حکم غروب آفتاب کا
رکہتا آخر بہر آنکو دہوپ نکلی۔

اقول ہم کہہ چکے کہ اجسام مقدسہ حضرت پیغمبر و امام کا قیاس اور اجسام

باوجود خارق قیاس مع الفارق ہے یہہ محض انوار الٰہی ہین وجود بشری ناہین انکا نور مجسم اور بعد انفکاک قالب عنصری علائق جسمانیہ سے مجرد ہے انکے اجسام طاہرہ کے خواص مافوق اجسام بشریہ ہین ان شموس سمائے نبوت کے واسطے صعود و نزول طلوع و افول مین ایک حالت ہے انکی موت و حیات زندگی و وفات کی ایک کیفیت ہے حضرت امیر آن حضرت صلعم کو غسل دیتے تھے تو آپ ادہر سے اودہر خود کروٹ لیتے تھے اور شہدا تو بحکم خدا بعد شہادت بہی زندہ ہین اور سید الشہدا کو اونکے جد بزرگوار کی برکت سے خدا نے مثل دیگر حضرات یہہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جسطرح وہ عالت حیات مین ہر ایک جگہہ موجود ہوسکتے تھے بعد شہادت و وفات بہی وہی قدرت ہے آپکو بہ سبب فقدان عرفان اہل بیت اونکی حالات و کمالات پر تعجب و حیرت ہے ناحق وہم نے گہیرا ہے وہان اگر اونکے معجزے سے رات کو دہوپ نکلی تو مثل معجزہ رد شمس کچہہ تعجب نہین مگر آپکی آنکہون مین وہی گھپ اندہیرا ہے

قال اور ہم تمسے پوچھتے ہین کہ امام کی یہہ سچی قبرین ہین یا جہوٹی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیش باد کہین۔

قول ہم تمسے ہزار بار کہہ چکے ہین کہ یہہ قبرین نہین اصل مزار کی نقلین ہین اگر ہم انکو قبرین کہتے تو البتہ آپکا سوال لائق جواب ہوتا اور اب تو یہہ سوال بالکل مہمل ہے بیشک اگر لوگ دیکہین گے تو کہین گے کہ سائل کے دماغ مین کچہہ خلل ہے اب اگر آپ نقل قبر کو قبر ہی کہے جاتے ہین تو ہم آپ سے پوچہتے ہین کہ خط قبر والدین درحقیقت قبرین ہین یا فقط خط آپ تو قبرین کہین گے پہر صحیح قبرین ہین یا غلط یا جہوٹی قبرین ہین یا سچی پکی ہین یا کچی اگر تم سچے ہو تو کہدو کہ جہوٹے پر لعنت کہ ہم بیش باد کہین بلکہ یہہ اور مستزاد کہین کہ یزید آپکے

نزدیک مستحق اس کلمہ کا ہے یا نہین چونکہ شیعون مین صحابہ حضرات اور اہل سنت مین کچھ اقل قلیل کا اسمین اختلاف ہے اور آپکا مسلک دونون کے خلاف ہے تو نوابنا آپ سبحانہ عشت یزید حضرت پر اسکی نفی فرماوینگے اور خود ملا یزید سبحانہ دین ... سے عدم جواز لعن یزید کا فتوی دیا اور بعض علما نے اس لطیف نقرہ [illegible] کیا کہ صد ہزار یزید وصد دیگر ہزار یزید افسوس آپ خود ہی ملا یزید بنت اب ہیش باد کون کہے

قال اتنے کہنے سے کہ یہہ امام کی قبرین ہین ایسا کیا آگیا کہ انپر سلام و تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا۔

اقول اس مسئلہ کو پہلے تو خدا سے پوچھیے کہ اوس دستہ گیاہ مین ایسا کیا آگیا کہ حضرت ایوب کی قسم سچی ہو گئی پھر جناب رسول خدا سے پوچھیے کہ کیون حضرت اتنا کہنے سے کہ یہہ خط قبر والدین ہے ایسا کیا آگیا کہ اوسپر بوسہ دینے اور تعظیم کرنے کا حکم ہونے لگا اور سائل نے یہہ عزالو ٹا کہ قسم کے جہوٹے ہونے سے ہمتا جہوٹا پھر اون علمای کرام سے جو تعزیہ شریف کی تعظیم و تسلیم کا ذکر کرتے تہے اوسکے سامنے ادب سے استادہ ہو کر تسلیم و تعظیم اور فاتحہ و درود ادا کرتے تہے پھر اپنے مولوی اسمعیل سے پوچھیے کہ ان سب بزرگوار دن کے بدلے وہی آپکو اسکا جواب اسطرح باصواب دینگے۔ کہ از فروع حب منعم تعظیم شعائر اوست یعنے اموریکہ بآن مناسبت خاص دارد الخ چونکہ تعزیہ و ضریح و تخت و تابوت و علم وغیرہ یہہ سب حضرت امام سے خاص نسبت رکہتے ہین اور آپکے شعائر سے ہین اور حسب ارشاد علمای کرام تعزیہ شریف موسوم بنام نامی امام اور اوسکی تعظیم و فاتحہ تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام ہے پس اتنے کہنے سے ایسا شرف آگیا کہ انپر سلام اور تعظیم اور فاتحہ اور درود ہونے لگا اب اگر اسمین ... بھی

سے کہیے گا کہ ایسا کیا آگیا تو ہم بے شک سمجھیں گے کہ آپکے پیٹ میں شیطان یا یزید بلے ایمان سماگیا۔

قال اس وہم کو شرع و عقل میں کہیں اعتبار ہے کہ جو ہم کہدین کہ یہہ تیغا حضرت مرتضے علی کا ہے اور یہہ سیڑہی حضرت فاطمہ کی اور یہہ دروازہ کی چوکہٹ حضرت رسولخدا کی تو ہمارے کہنے سے سچ مچ انہیں کے ہوگئے۔

اقول شعائر اور منتسبات وہ ہوتے ہیں جنکو ایک مناسبت و خصوصیت خاص منتسب الیہ کے ساتھہ ہوتی ہے اور شرع اور عقل بہی اونپر دلالت کرتی ہے بہلا سیڑہی اور حضرت فاطمہ اور دروازہ کی چوکہٹ اور حضرت رسول سے کیسا مناسبت ہے جو آپکے کہنے سے سچ مچ انہیں کی ہوجائیگی غرض جواب کہتے ہیں ایسی ہی بے ڈہنگی کہتے ہیں۔

قال غرض یہہ وہم ویسا ہے کہ جیسے چہوٹی لڑکیاں گڈا گڈی بناکر دولہا دولہن ٹہراکر آپسمیں اونکا بیاہ کرادیتی ہیں اور جانتی ہیں کہ حقیقت میں یہہ بیاہ ہے۔

اقول دختران نابالغہ سے چونکہ تکالیف شرعیہ ساقط ہیں اور جبلی نقصان عقل کے علاوہ یہہ سن بہی بے تمیزی کا ہوتا ہے بدین وجہ یہہ حرکت اور کہیل اونکا نہ لائق مواخذہ ہے نہ قابل اعتبار مگر افسوس ہے اون پیر نابالغ کی عقل پر جو چہوٹی لڑکیون سے زیادہ نافہم اور شعائر اسلام کو لڑکیون کے کہیل سے مثل کہتے ہیں اسقدر مغلوب وہم ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اور لڑکی اور لڑکے کی گہوڑے پر گہانس کا گوڑا بناکر سوار ہوتی ہیں اور دوڑاتے ہیں اور پوچہتے ہیں کہ ہمارا گہوڑا ہے۔

اقول لڑکونکی اس لکڑی کے گہوڑے پر کیون آپ رشک کرتے ہیں آپنے بہی تو قبل اسکے ایک گہوڑے کی تصویر بنائی ہے اور یہہ آپ ہی سواری کیجیے یا انہیں لڑکونکی

طرح بانس کا گھوڑا بنائیے گا بانس کا گھوڑا ہاتھ مین لیجیے خوب دوڑائیے لڑکون کی طرح ہمارا گھوڑا ہی پہونچتے جائیے گا اسمین ہنسی ہے مگر تھوڑی ہے یعنے ٹیکنے والے وہ کیا جانینگے کہ لکڑی گھوڑی ہے۔

قال اور یہ سمجھو تو اصل اس وہم کی سند ذہن سے ہے کہ وہ اپنے ٹھاکر کی مورتین اپنے ہاتھ سے بنا کر خوش ہوتے ہین اور بجائے اصل کے پوجتے ہین۔

اقول شعائر اسلام اور کافرون کے اوہام مین زمین و آسمان حق و باطل کا فرق ہے قبل اسکے یہہ مرحلہ بخوبی طے ہو چکا ہے اور آپکی غلطی ان تشبیہات مین قرار واقعی ثابت کرا دی گئی ہے اب پھر اسکو مکرر ملاحظہ فرمائیے اور اس غلطی فاحش اور اپنی جان و ایمان کی کاہش سے باز آئیے۔

قال سو تعزیہ دار انسے بھی زیادہ احمق ہین مورتین درکنار یہہ قبرونکی صورتین نقل کرتے قبر کا مرتبہ صورت سے کم ہے۔

اقول عجب عقلمند سے سابقہ ہے کہ جسکے دل کا غبار نکلتا ہی نہین ٹیڑھی راہ چھوڑ کر سیدھی راہ چلتا ہی نہین شیطان جسقدر وسوسہ دلاتا ہے اوسیقدر بہکتا جاتا ہے اجی حضرت تعزیہ دار احمق نہین بلکہ احمقون کو عقل سکھاتے ہین دین کے طریقے خدا اور رسول کے احکام بدون شبہات و اوہام جیسے خود سمجھے ہین اورون کو سمجھاتے ہین دیکھیے تعزیہ دار تو تعظیم نقل قبر مطہر حضرت امام حسین حسب اجازت سید کونین بہ تقبیل قبر فرضی بلکہ خط قبر والدین موجب اجر و ثواب جانتے ہین اپنے پیغمبر کا فرمانا سر آنکھون سے مانتے ہین آپکے زعم باطل مین قبر کا مرتبہ صورت سے کمتر ہے حضرت فرماتے ہین کہ حکم تقبیل مین خط قبر قبر کے برابر ہے پس ہم رسول کے حکم پر چلتے ہین اور آپ دین مین نئے رنگ بدلتے ہین کچھ مضائقہ نہین لکم دینکم ولی دین۔

قال غرض ایسی باتون مین ہم ہندوون کے بڑے بہائی ہین۔
اقول ہندوون کے بڑے بہائی آپ ایسے ہر بابلی اور سنو فسطائی ہین۔
قال طرفہ تماشا ہے ہندوون کو ہنستے ہین کہ دیکہو اپنے ہاتہہ سے صورت بناتے
ہین اور تعظیم کرتے ہین اور آپکو نہین دیکہتے کہ ہم انسے کیا کم ہین۔
اقول حضرت سلامت جو ہندوون کا راگ آپنے ابتدا مین بے تال و بے سُر گایا تہا
یہہ سب اوسیکے ہیارچی ہین چونکہ وہین آپکا طنبورا خراب یعنے اصل [illegible]
ہوچکا ہے لہذا اب پہر وہی تان نہ چہیڑیے اور بار بار گڑے مردے نہ اکہاڑیے
مسلمانون کے اعمال بحکم شارع و رجحان شرعی والقاے ربانی کا فرون کے
افعال بخواہش نفسانی واغواے شیطانی ہین اونہین انہین ایسے کہ جیسے مرد
آدمی اور بہیڑیکا فرق ہے آپ مرد آدمی ہوکر تو بہیڑون کا راگ نہ گائیے مسلمان
کہلاکر تو اسلام وکفر کی باتین نہ ملائیے۔
قال یہہ ویسی بات ہوی کہ ایکو سہپ اور ڈنکو اخ تہو۔
اقول میٹہا ہپ اور کڑوا اخ تہو ہوتا ہے یہہ نئی بات کیا ہوئی۔
قال الغرض دیدہ اندہے ہین یہہ ہیئے کے پہوٹے۔
اقول الغرض دید ہ مردم خیالی ہین اور آپ جہوٹے دیدہ اندہے ہین اور آپکے ہیئے کے پہوٹے
قال اور کہتے ہین کہ ہم تعزیہ کو حضرت امام حسین کی محبت سے بناتے ہین اور اونکو دوست ہین
اقول لیکن کیا شک ہے بہت سچ کہتے ہین یہہ حضرت امام ہی کی محبت کا ولولہ
اور جوش ہے کہ دشمنون کے طعنے سنتے جاتے ہین مگر امام کی یادگاری کو
تعزیہ ضرور بناتے ہین حضرت محبت وعداوت ایسی چیز نہین جو چہپانے سے
چہپ سکے ہمارے حضرات اپنے دوستون کی علامت مین فرماتے ہین یحزنهم
حزننا ویفرحون لفرحنا یعنے ہمارا غم اونکو محزون ومغموم اور ہمارا سرور انکو

مسرور کرتا ہے دیکھو پہلے علامت محبت کی اپنے غم مین مغموم ہونیکی فرمائی کہ محبت
مین اسکا اثر زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مومن محبت اہلبیت ان حضرات کی
مصیبتون پر دل سے کڑھتا اور روتا ہے پس امام مظلوم کی مصیبت مین رونا رولانا
اعانت بکا اور ابکا کیواسطے تعزیہ بنانا امر ایمانی اور محبت خاص بلکہ بکمال اخلاص کی
نشانی ہے اوسکی تعظیم عین محبت و تعظیم امام ہے (چنانچہ از فروع حب منعم تعظیم
شعائر اوست) کچھ پیر کا ہی کلام ہے ۔

قال بڑے جھوٹے احمق ہین کہیں دوست نہین ایسے لوگ امام کے دشمن ہین ۔

اقول جھوٹے احمق امام کے دشمن وہ لوگ ہین جو امام کے شعائر مٹانے مین حضرت امام
کی سعایت یزید پلید کی رعایت کفار عنید کی حمایت کرتے ہین سبحان اللہ جو امام کے نام کا
تعزیہ بناوین اونکی مصیبت پر روئین رولائین دیگر شعائر امام سے آپکی مصیبت و غم اونکا
اعلان کرین یزید پلید کے مظالم سے اوس فاسق و فاجر پر طعن کرین وہ جھوٹے احمق
اور امام کے دشمن قرار پاوین اور جو شیاو اسلام کو مٹائین اور امام کے نام کے ساتھہ تعلق
کو کھو کر شاشد ہنا دیوے کو مٹائین تعزیہ شریف کو معاذ اللہ بت تعزیہ دار کو بت پرست
بتلائین امام کی مصیبت پر خود روئین نہ رولائین بلکہ رونیوالون کا موجب جرم بتائین اور گمراہ
مطلق اور امام کو دوست بتائین یہ امام کے دشمن دوستون سے چلے اپنے تعصب
کیا اولٹی چال چلے ہیں خیر عین اسکا کچھہ غم نہین کہ یہ انقلاب ہے حضرت امام کیطرف
نسبت خلافت اور یزید کی طرف انتساب خلافت کے انقلاب سے کچھہ کم نہین ۔

قال [illegible] امام [illegible] ہوتے تو [illegible] اور [illegible] اختیار کرتے
اقول [illegible] محبت کا [illegible] ہوا کرتا ہے [illegible] محبوب
کے [illegible] اور اوسکی [illegible] حضرت اخرجہ فرماتے ہین انا
[illegible] کے [illegible] لائے تعزیہ [illegible]

با یاحت شہر عیسیٰ معین گریہ وبکا مین اونکے جنابنہین حضرت امام کی اطاعت اختیار کی پر نیت
کے ملتے ہیے گر اپنے امام کی محبت واطاعت سے غافل نرہے گر آپنے اونکی جمای امام کے
ارشاد کی تعمیل تعزیہ شریف کی تعظیم وتجلیل خلاف اطاعت ٹہرای خیر اگر بفرض محال
یہہ خلاف اطاعت بہی ہوتا تو بہی محبت مین کچہہ نقصان نہ تہا کہ محبت واطاعت مین
لزوم نہین ہے آپکو معلوم نہین ہے محبت تو ایسی چیز ہے کہ اطاعت کیسی باوجود ارتکاب
اکبر کبائر بہی نہین جاتی اور بڑے وقت مین بڑی کام آتی ہے اپنے رہے سہے اسلام کو
بٹہ نہ لگائیے مدارج النبوۃ مین عبداللہ ابن عامر کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے جنکو برابر شغل
شراب وکباب رہتا تہا لیکن بلحاظ صحابیت کوئی اونکو کچہہ نکہتا تہا جب قلعہ خیبر فتح ہوا
تب غازیون نے غنیمت بہت پائی ازانجملہ شراب کثیر بہی ہاتہہ آئی ابن عامر مفت کی شراب
غنیمت سمجہکر خوب نوش فرمای بعض صحابہ نے بحضور آنحضرت اونکو لعنت وملامت کی
آنحضرت نے صحابی زاجر سے فرمایا کہ ابن عامر کو زجر وملامت مت کرو کہ وہ خدا ورسول کو
دوست رکہتا ہے انتہی دیکہیئے باوجود شرب خمر حضرت پیغمبر نے عامر کی نسبت خدا ورسول
کے محبت کی تصدیق فرمائی اور صحابی زاجر نے سکوت کیا ابن عامر کو یہہ الزام ندیا کہ اگر رسول
کی محبت مین سچے ہوتے تو اونکی وضع اور اطاعت اختیار کرتے اس سے معلوم ہوا کہ
حضرت رسول کے نزدیک ابن عامر خدا ورسول کی محبت مین سچے تہے اور آپ اپنے
دعوی محبت مین جہوٹے چلیئے سستے چہوٹے۔

قال یہان جو کوئی ایک مالزادی کو چاہتا ہے تو کیسی بڑے بڑے پٹے رکہا کرتی ہے داڑہی
جما کر داڑہی گہٹا کر بعینہ آپکو ہیڑوا بنا تا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اوس مالزادی کو یہہ
ہیری وضع بہاتی ہے۔

اقول آہا اب ہم سمجہے کہ یہہ دنیا کی ناپاک محبت کا آپ ذکر رہے ہین شاید آپکو ابن
مجسم ہیڑوی اور تمامہ مالزادی کا قصہ یاد آگیا اسے صاحب اوسنے تو وضع کیسی اوس

المرادی کی ناپاک محبت مین اپنا دین و ایمان ہی تج دیا جیسے آپ یزید کی پاک محبت مین اپنا دین و ایمان تجے بیٹھے ہین پس بمقابلہ پاک محبت خدا و رسول و آل رسول ایسی ناپاک محبت کا ذکر نہ کیجیے اسکو اپنے اور ابن ملجم ہی تک رہنے دیجیے۔

قال صاحب یحیا المرادی کو خلاف وضع اپنی نہ پہادی تو حضرت امام اپنی مخالف جمع کو کسطرح دوست جانین گے۔

اقول استغفر اللہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ آپنے دنیاوی ناپاک محبت اور دینی پاک محبت مین کچہہ فرق نکیا دونون کو خلط کر دیا صاحب دنیاوی محبت کا ثمر اور دینی محبت کا اثر اور ہے حضرت امام اپنے مخالف وضع کو بغرض تسلیم اوسیطرح دوست جانینگے جسطرح حضرت رسول صلعم ابن عامر کو باوجود شبہ بخمر خدا و رسول کا دوست جانتے تہے ان نفوس قدسیہ مین فقط دوستون کی حمایت نہین بلکہ دشمنون کی بہی رعایت تہی منافقین اشرار کی ایسی پردہ پوشی کی بجز دو واقفین اسرار حذیفہ و حضرت عمار اور کسی سے اونکا حال اظہار بیان نہ فرمایا یہہ مرتبہ بجز رحمۃ للعالمین اور اونکی آل طاہرین کے اور کسنے پایا ہے دوستان راکجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری۔

قال امام کی محبت تو تب ہی صحیح ہوگی جب کوئی حکم شرع کا تابعدار بنے۔

اقول امام کی سچی محبت تو ہر حال مین صحیح ہے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اس محبت کے ساتہہ حکم شرع کا بہی تابعدار بنے تو نور علی نور ہے۔

قال کفر و بدعت کو چہوڑ دے۔

اقول اگر بدعت کے معنی اپنی طرف سے نہ بنائے جملہ محدثات کو اپنی اولٹی سمجہہ سے بدعت میں نہ ٹہرائے۔

قال کسی امیر فقیر مخالف شرع کی پیروی اختیار نکرے۔

اقول جیسے آپنے اپنے امیر یزید شریر فاسق سکیر کی پیروی اختیار کی۔

قال حکم خدا و رسول صاف صاف بیان کرے۔

اقول جیسے ہمنے صاف صاف بیان کر دیا۔

قال آپکے اولاد کی تعظیم سب سے زیادہ بجا لاوے۔

اقول پھر آپنے واقعہ جانگداز اہلبیت یاد دلایا پھر ہمارے قلب مجروح پر ایک نشتر لگا دیا ہم نہین جانتے کہ آپکے نزدیک اولاد رسول کا کیا احترام ہے اور آپکی اصطلاح مین تعظیم کس چیز کا نام ہے اگر وہ تعظیم مراد ہے کہ جو شمر ملعون حرام زادے نے وقت ذبح سینہ معرفت گنجینہ امام علیہ السلام کی کی اور خولی بد انجام شقی نے پر سر اقدس سردار اہلبیت کرام کی کی یا جمال شریر نے بطمع کمربند زر یا انگشتری دست حق پرست دستگیر برنا و پیر کی کی یا آپکے امام معلوم یزید شوم نے بتقاضای کینہ آبای ملعون اپنے تشت طلامی مین لب و دندان حسین مظلوم کی کی یا خود آپنے بنفاق خفی و بغض جلی اسمای متبرکہ حسین حسین اور علی علی کی کی تو آپ ہی اس تعظیم سے خوش ہوجیئے اور اسکی داد دیجیئے ہمکو اور سب مسلمانونکو اس سے معاف کیجیئے انشاء اللہ جو صلہ اس تعظیم کا ہے وہ منا سبان روز جزا آپکو اور آپکے ان پیرون شریرون کو دینگے اور آپ پیچ و تاب کہا کہا اور سچتا پچتا کر لینگے اور اگر مراد تعظیم و تکریم واقعی ہے وہ تو ہم کیا سبھی دیندار کرتے ہین مگر آپکو اس زبانی بات بنانے سے کیا فائدہ کہ آپ تو اپنی اوسی تعظیم اصطلاحی اور اوسی ضلالت و گمراہی پر مرتے ہین۔

قال یہہ عجب محبت ہے ہزارون روپے بے حکم خدا و رسول کے اینٹ مٹی یعنی امام باڑہ اور ابرک بانس یعنے تعزیہ مین چوپٹ کرتے ہین۔

اقول اگر کوی کافر ایسی طعن اسلام پر کرے کہ مسلمانون کے خدا و رسول سے یہہ عجب محبت ہے کہ ہزارون روپے اینٹ مٹی یعنے مسجدون اور روضہ رسول کے بنانے اور شیشہ و ابرک یعنے جہاڑ و کنول و قندیلین منگا نیمین چوپٹ کرتے مین تو آپ اس

ملعون کو تسلی کیجیے لنگا یا کیجیے جواب ... پہنچے گا وہی ہمارا بھی جواب ہے۔

اقول اور سیدوں کو دیکھتے ہیں کہ بھوکے ٹوٹے مکان میں پڑے ہیں ... فاقے کرتے ہیں کپڑے ان کے پھٹے ہوئے ... نہیں تھا کہ ان میں ملا دیں اور ... بانس ... لگا دیں پھر خود ہی حسینوں کو دیں نہ کھلا دیں۔

اقول اب ہم سمجھے یہ اپنے ... چھینٹے جو لاہوں پر آپکا غیظ و غضب ہے ممانعت تعزیہ داری کے پردہ میں یہ اپنے واسطے حسن طلب ہے تاکہ ایک پیسہ تعزیہ پر نہ لگا دیں اور ہر دمڑی ٹکہ پیسا جو بچت ہو وہ پیر کو اور ملا و حسن حسین سمجھکر چندہ کر کے آپ ہی کی خدمت میں پہونچا دیں سو ہم سمجھے اس حرکت میں کچھ برکت نہو گی باقی جن اہل دول کو خدای عز و جل نے توفیق دی ہے وہ خیرات و مبرات عزاداری و خدمت سادات سب کچھہ کرتے ہیں اور جنکو خیر کی توفیق ہے نہیں وہ کچھہ بھی نہیں کرتے

قال اور اس باتکو سمجھو کہ اگر دین مین کسی سنت و مباح کے کرنے سے کچھہ قباحت شرعی لازم آوے تو اوس سنت و مباح کا چھوڑنا لازم ہوتا ہے۔

اقول اسی طرح اس بات کو سمجھو کہ اگر دین مین کسی ایسے امر کے کرنے سے جس سے رونق دین اور شوکت اسلام کی بڑھ جاوے تو اوسکا کرنا لازم ہوتا ہے۔

قال پھر جائے اوس چیز کے کہ جسکی شرع مین کچھہ اصل نہو۔

اقول پھر جائے اوس چیز کے کہ جسکی اصلیت شرع مین باقرار فریقین پائی جائے اور دہ ہزار جگہہ بعنوان مختلف سمجھائی جائے مگر آپ نہ سمجھین تو اوسکا کیا علاج ہے

قال بالفرض اگر تعزیہ بنانا اصل شرع مین مباح ہوتا تو بھی اب حرام ہوتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور شیطان کا بازار گرم ہوا۔

اقول تعزیہ بنانا تو سب مسلمان کے نزدیک اصل شرع سے مباح اور اوسکی تعظیم و تکریم موجب صلاح و فلاح ہے بالفرض اگر اصل شرع کے خلاف بھی ہوتا تو بھی اب

جائز ہوجاتا کسواسطے کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہون سے وہ ذوات الاعلام جنکا
پیشہ بکسب حرام ہے باز رہتی ہین اور شیطان اور مریدان شیطان کا بازار بالکل سرد
ہوجاتا ہے ہان اسی کے ساتھہ یزید نافرجام اور جملہ اہل شام کے مظالم بہی ظاہر ہوکر
جملہ خاص وعام اونکے ظلم وجور سے ماہر ہوکر نا واقفون سے یزید وتابعین یزید کی محبت کا
علاقہ چہوٹا رفیق اسلام بڑہی بڑا کفر ٹوٹا شاید اسی سے آپنے بڑا مانا او حرام کرنا واجب جانا

قال ذرا آنکہہ کہولو ہوش سنبہالو کہ بڑا گناہ زنا ہے جسکا یہہ حال ہے کہ جتنے حرام
کار سال بہر مین اپنی مرادین پاتے ہین تعزیہ کے بدولت اسقدر دس رات دنمین کماتی ہین

اقول ہم نہین جانتے کہ یہہ کون حرام کار یزید پلید کے رشتہ دار ہین ہمنے تو بہت سی مسلمان
رنڈیونکو دیکہا اور سنا ہے کہ محرم الحرام مین بدولت تعزیہ داری فرزند خیر الانام
زنا وغنا کا نام بہی نہین لیتین دس رات دن اوباشون کو اپنے گہر آنے نہین دیتین
ہان فواحش بازاری یزید کی غمخواری ماتمیان امام شہید کی دل آزار ہمین اگر سال بہر کے
بعد انہین دنون مین اپنی مرادین پاتی ہون اور خاص اس دس رات دن مین کماتی ہون
تو کیا بعید ہے پہر غم کیسا اونکو خوشی اور محرم کیسا اونکی عید ہی۔

قال بیگانے جوان مرد وعورت کا ایکجا جمع ہونا کہین عقل شرع مین درست ہے اور یہان
جب کثرت سے ہجوم ہوا تو مرد وعورت کا بدن سے بدن ملنا ضرور ہوا۔

اقول یہہ آپکا وہی اگلا افترا ہے زنان اشراف کا مردونکے مجمع مین آنا بالکل جہوٹ اور
تہمت ہے اوپر اسکا بیان ہوچکا ہے گستاخی معاف یہہ مجلس امام ابرار ہے بلاتشبیہہ
دہلی کا دربار نہین جسمین نقاب وحجاب یکقلم دور ہو ملاقات حکام کے بہانے کہلے خزانہ
مردانے مین آنا ضرور ہو زیادہ مونہہ نہ کہلوائیے دل ہی دل مین سمجہہ جائیے یہہ اس تہمت
وافترا کی سزا ہے کردنی خویش آمدنی پیش۔

قال قبول کیا کہ تمہاری عورتین نیک بخت ہین مگر جب کم بخت ہمین او چہوڑین۔

اقول اونہین بدبختون کا یہہ صبہ بعضی کمبختون پر بڑا شرما ہے اور اب بہی اس تہمت و تہمذی سے باز آجائے مگر انکی حیا تو الولد سر لابیہ سے ظاہر ہے۔ صاحبزادی کی غیرت سراپا حیرت سے خلق خدا بخوبی ماہر ہے۔

قال اب بیان سوچو کہ اگر تمسے کوئی کہے کہ اپنی عورتون کو جو بڑہیان ہون نماز جماعت مین عشا کے وقت بہیجو اور وہ سبکی پیچہے مسجد مین نماز جماعت پڑہ کر سلام پہیرتے ہی چلی جاوین کسی کو معلوم نہو کہ کون آیا اور کون گیا تو تم کہوگے ایسی باتین ناک کٹہاتی ہے اور اشرافون کی بی بیان مرد و غیرہ ماہر نہین آتی ہین۔

اقول اگر مستورات ضعیفہ شریفہ وقت شب بغرض تحصیل ثواب جماعت امام متقی و عادل کے پیچہے کہڑی ہو کر اقتدا کرین اور سلام پہیرتے ہی چلی جاوین تو اسمین ناک کٹنے کی کیا بات ہے ہان آپکی ناک شاید اس غیرت سے کٹجای کہ اینٹ مٹی مین جو روپیہ چہپٹ کرکے مسجد بنائی اوس مسجد مین کیون گئین۔

قال سوئے تعزیہ کے دنون مین دس رات بہر ہزارون آدمیون کے روبرو جہان چار طرف روشنی ہو رہی ہے اور سب لوگ اچہے برے کافر مسلمان موجود ہین تمہاری بہو بیٹیان ہاتہہ سے ہاتہہ ملائے کندہے سے کندہا رگڑتی کہلے خزانے زیارت کے بہانے پڑی پہرتی ہین۔

اقول لعنۃ اللہ علے الکاذبین کسقدر جہوٹ اور افترا اور بہتان ہے کہ جسکا کچہہ حساب ہی نہین سچ تو یہہ ہے کہ اگر جہوٹ بولے تو اتنا تو بولے۔ جہوٹ بولنے مین آپکی طرح بڑا پکا ہو کچا نہو ایسا مبالغہ کذب مین کرے کہ ساری تقریر مین ایک حرف بہی بہولے سے سچا نہو گیا کہنا آفرین صد آفرین سہ این کار از تو آید و کاذب چنین کنند۔

قال اور بعضے ذمساق اپنے ساتہہ لیکر نکلتے ہین۔

اقول خصوصاً دریا رین تو ضرور ساتھی چلتی ہین۔

قال بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گراسکتا

اقول ہے کیا پوچھتے ہو اونہین میان سابق الالقاب سے تخلیہ مین نہین بلکہ عین دربارین پوچھو کہ یہان وہ ناک اژدہات کی ہوجاتی ہے کہ کاٹے نہین کٹتی یا وہ سد سکندر ثانی ہے کہ قیامت تک کوی یاجوج وماجوج نہین گراسکتا بلکہ اگر قافیہ تنگ نہو بلکہ جیست اور درست ہو تو اتنا فقرہ اور بڑھا دیجیے کہ یا وہ بھوپال کا تال ہے کہ جسکی کوئی تھاہ پا نہین سکتا۔

قال کیون نہو خداوندا جو تیری غیرت نکرے اوسکی ایسی ہی بیغیرتی چاہیے۔

اقول آمین بلکہ آمین بالجہت

قال جو تیرے در سے آشنا نہوا مثل سگ اوسکو دربدر دیکھا۔

اقول چونکہ وہ آپکے سگو نہین ہین مثل سگ آپ ہی کہئے ہم بجز لسکے اور کچھہ نہین کہہ سکتے سے آپکو اور اونکو دونون کو سبنے خواب کی راہ پر دیکھا۔

قال اور بڑا گناہ خانہ جنگی ہے وہ بھی تعزیہ کے سبب اکثر ہوتی ہے محرم کے سپاہی مشہور ہین۔

اقول خانہ جنگی تو جاہلون کا کام ہے کچھہ محرم پر موقوف نہین جب آپ پشتین بہ ہوی ذراسی بات پہ شجاعت دکھلانے اور جہالت جتلانے کو لڑ بیٹھی یا کسی پیر و یزیدنے کچھہ تعزیہ امام شہید کی بے ادبی کا ارادہ کیا اور اس فساد وعناد پر اپنے ساتھہ اور ونکو آمادہ کیا اور تعزیہ دار اسکے مانع ومزاحم ہوئے اور اس دورنگی مین خانہ جنگی ہوی جیسا کہ آپنے کیا اور اوسکا پورا خمیازہ اوٹھایا شاید اس جگہہ وہی خیال آیا تعزیہ شریف کے ساتھہ تو کچھہ بے ادبی نکرسکے اب اوسکا یہ قصاص

دیا کہ تعزیہ مقدسہ سبب گناہون اور خانہ جنگی وغیرہ کا سبب قرار دیا سبحان اللہ یہہ تو وہی بات
ہوئی کہ جنگ صفین مین جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شامیونکے ہاتھہ سے شہادت پائی
اور صحابہ طرفین کو حدیث عمار جلد ۵ ما بین عینی تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یاد آئی تو دونون
لشکرومین اسکا چرچا ہوا شامیون نے اپنی بغاوت چھپانیکو یہہ بات بنائی کہ قاتل عمار علی
ہین جو اونکو لڑنے بھیجا اپنے ساتھہ اس معرکہ مین لائے بعضے بزرگون سے نرہا گیا
بیساختہ بول اوٹھے کہ سبحان اللہ اس اولٹی سمجھہ کی راہ سے تو قاتل حضرت امیر حمزہ
خود حضرت پیغمبر قرار پائے ویسی ہی اولٹی سمجھہ آپکی بھی ہے ہم نہین جانتے کہ یہہ
کج فہمی آپ مین کیونکر آگئی اور شامیونکی روح خبیث آپکے قالب نفیس مین کیونکر سما گئی

قال اور محرم کے بدولت جسقدر قتل شہر لکھنؤ مین ہوتا ہے سب جانتے ہین برس
روز کے قصے قضیے انہین دنون محرم پر اوٹھا رکھتے ہین۔

اقول یہہ خام خیالی بھی بالکل جھوٹ اور لاابالی ہے لکھنؤ مین تو ان دنون
کبھی کسیکی نکسیر بھی نہین پھوٹی ہماری عمر لکھنؤ ہی مین گذری ہمنے کبھی محرم مین
جھگڑا فساد بھی نہین سنا قتل کیسا لکھنؤ آپ محرم مین نہ کبھی گئے نہ آئے مگر
بیٹھے بیٹھے خوب ڈہبر شنکہ اوڑا دیا واہ حضرت واہ ماشاء اللہ۔

قال اور قطع نظر گناہ کے کفر و شرک کیا کم ہوتا ہے کہ ہزارون خلقت تعزیہ کو سجدہ
کرتی پھرتی ہے۔

اقول اسکو تو ہم مقدمہ رسالہ مین ذکر کر چکے ہین کہ سجود لغیر المعبود منہی عنہ ہے
پس تعزیہ شریف کو سجدہ کرنا تو کسی مسلمان کا دستور نہین ہان کفرہ دوارازل
وغیرہ کا مذکور نہین وہ شاید ایسا کرتے ہون پھر اونکے شرک پر تعزیہ شریف سے
یون مواخذہ کیا جاتا ہے اونکے گناہ کا الزام نقل روضہ امام کو کیون دیا جاتا ہے
یہہ بفرض تسلیم ممانعت سجدہ غیر علی الاطلاق ہے والا علما نے سجدہ تحیت

غیر اللہ کیواسطے جائز جانا ہے پھر آپ پر سجدہ تعظیمی تعزیہ شریف جو عوام کالانعام کرین کیون شاق ہے چنانچہ لطائف اشرفی سے اس سرخفی کا زیادہ ظہور رہے دیکھیئے اوسمین یہہ طرفہ تقسیم و تعظیم مذکور ہے قال ابن عباس سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام و لاباس بوضع الخدین بین یدی الشیوخ والسجدۃ اثنتان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ فالاول خاصۃ للہ تعالی والثانی بوجہ التکریم فی خمس محل جائز القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص واذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لایکفر واذا سجد الرجل للامام والغیر وکان قصدہ التعظیم والتحیۃ دون الصلوۃ لایکفر ھذا کلہ فی فتاوی قاضیخان۔ انتھی۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس نے کہا سجدہ تحیّۃ بمنزلہ سلام کے ہے اور دونون رخسار روبرو شیوخ کے رکہنا کچھ مضائقہ نہین اور سجدہ دو ہین ایک سجدہ عبادت دوسرا سجدہ تحیت پہلا خدا کے واسطے خاص ہے دوسرا بوجہ تعظیم و تکریم پانچ جگہہ جائز ہے امت کا پیغمبر کیواسطے مرید کا پیر کے لیئے رعیت کا بادشاہ کے لیئے بیٹے کا ماں باپ کے لیئے غلام کا آقا کے لیئے ہرحال مین مرخص ہے اور انسان سجدہ تعظیمی سے کافر نہین ہوتا اور جب کوئی مرد امام وغیر امام کا بقصد تعظیم و تحیت نہ بارادہ عبادت سجدہ کرے تو وہ کافر نہین ہوتا یہہ سب فتاوی قاضیخان مین ہے انتہی۔ اس سے تو اراذل و عوام بلکہ شرفا و خواص انام کا اشخاص مذکورین کو سجدہ تحیت کرنا جائز معلوم ہوا پھر جب پیغمبر و امام بلکہ مشائخ کرام و بادشاہ اسلام وغیرہ ہکو سجدہ تعظیمی کرنا درست ہے تو تعزیہ شریف کو عوام کے سجدہ تعظیمی کرنے مین کیا گناہ لازم آیا جو آپنے اور سبکو چھوڑ خاص تعزیہ کی نسبت باوجود تنبیہہ قاضی خان مفتی مین یہہ شور و غل مچایا۔

قال اور اوسکی (یعنے تعزیہ کے آگے کھڑے ہوکر منت و مراد مانگتے ہین کوی دہای اسکی پر
سہرہ نشان چڑھاتا ہے کوی جاہل عرضی لکھکر ابرک بانس مین لگاتا ہے کوی بیوقوف
زبانی ہی بیٹا مانگتا ہے۔

اقول اگر یہہ امور عوام کے بقصد توسط و استمداد ہین تو بلا شبہہ خالی از عیب و فساد
ہین اگر تعزیہ شریف کو محل استجابت دعا سمجھکر بواسطہ حضرت امام خدائے منعام سے منت و
مراد مانگتے ہین تو اسمین قباحت ہے بلکہ شرعا اسکی اباحت ہے مدارج النبوۃ محدث
دہلوی ملاحظہ ہو فرماتے ہین **روایت** کنند کہ فرمود آن حضرت صلعم چون متحیر شوید
شما در امور یعنے بر آمد کار ہا پس مدد جوئید از اصحاب قبور۔ اب دیکھیے یہان تو
اصحاب قبور سے عموما استمداد کا حکم عام ہے پہر تعزیہ شریف تو نقل قبر مطہر امام
ہے جو لوگ اصل مزار مقدس سے دور ہین وہ نقل ہی کے وسیلہ گردانتے مین معذور
ہین ابہی چہرہ شریف کا رنگ نہ بدلیئے ذرا اور آگے چلئے کہ استشفاع کا طریقہ اچہی طرح
مفہوم ہو اور تعزیہ مقدسہ سے استمداد اور اوسکے ذریعہ سے طلب منت و مراد کا حال
بخوبی معلوم ہو سکتی محدث موصوف بعد کلام سابق ارشاد کرتے ہین **و نیست**
صورت امداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الہی بتوسل
بروحانیت بندہ مقرب مکرم درگاہ والای او کہ خداوندا ببرکت این بندہ کہ تو
رحمت و اکرام کردہ او را برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و
مکرم را کہ ای بندہ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدای تعالی مطلوب مرا
تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ در میان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول
پروردگار است تعالی شانہ و در وی ہیچ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ انتہی
پس حضرت محدث تو عموما ہر بندہ مقرب کے پکارنے اور تقاضای حاجت مراد اوس سے
شفاعت چاہنے کا حکم دیتے ہین پہر آپکو خاص ہمارے امام اور اونکے شعائر سے کیا

عداوت ہے جو اونکو خالق و مخلوق مین وسیلہ نہین لیتے ہین شیخ محدث کا الزام
ہے کہ جو استشفاع مقربان خدا کو شرک سمجھے وہ منکر ہے سید مجیب کا کلام ہے
کہ استشفاع ائمہ ہدی اور وسیلہ نقل تربت سید الشہدا مین جو کلام کرے وہ بدتر
از منکر ہے ہماری تائید کیواسطے امام شافعی کا ارشاد کیا کم ہے جو فرماتے ہین کہ اجابت
دعا کے واسطے مرقد مطہر امام موسی کاظم علیہ السلام تریاق اعظم ہے اور اگر عبارت
فارسی محدث کی سمجھنے مین کچھہ دقت ہو تو کتاب مظاہر العجائب کی یہہ عبارت سند شیخ کی ہے
کہ استعانت بغیر خدا اس طور پر کہ اوس غیر پر اعتماد کلی ہو اور اوسکو عون
الہی کا مظہر نجانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق کی جانب ہے اور اوس غیر کو
عون الہی کا مظہر سمجھکر اوس سے استعانت ظاہری کرین دور عرفان سے نہین اولیا
انبیا بہی اس قسم کی استعانت غیر سے کرتے آئے ہین لیکن حقیقت مین یہہ استعانت
بخدا ہے انتہی ہر گاہ جمہور اہل اسلام کا استعانت مذکور پر اتفاق ہے تو آپکا انکار
صورت عناد و نفاق ہے۔

قال اور بعض احمق اوس لکڑی کی کہپاچون پر کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان
ہے ایک مورچہل لیے گنگا پرشاد کیطرح کا لکا مورت پر کہیان ہانکتے ہین۔

اقول اب ہم سمجھے کہ آپکی پرستش کے واسطے گوارا کیا کہ اگر ایسا ہی لازم چاہیئے کہ جسکو گرمی
لگے سردی لگے اور جسمین جان ہو اور اس ٹہاٹہہ کا لکڑی کا ٹہاٹ کا ہی نہو پہر کیا ہو انسان
ہو وہ کون آپکے پیر سید احمد صاحب بریلوی جنکی سواری مین بکمال خلوص و جان نثاری
مولوی عبد الحی و مولوی اسمعیل اونکو دیکھیے مورچہل لیے ادہر اودہر جمنا داس اور
گنگا پرشاد کیطرح بجرنگ بلی کی مورت پر ہلاتے اور آپ اکیلے آگے آگے نرسنگا بجاتے
چلے جاتے ہین بہلا اس تعصب کا بہی کچھہ ٹہکانا ہے کہ میان اسمعیل صاحب تو تخت شاہی
کی تعظیم کا حکم دیتے ہین اور آپ تعزیہ شریف کی نسبت کسقدر تعصب کی لیتے ہین

حالانکہ تخت بہی لکڑی ہے کہ جسکو نہ گرمی لگے نہ سردی نہ اوسمین جان ہے خیر یہہ تو
تخت سلطان ہے کعبہ معظمہ کو دیکہو جسکو حضرت خلیل نے بنایا اور اینٹ چونا پتہر لگایا
ہو اور اوسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون بشرط استطاعت اوسکے
حج کا وجوب اور وہ خود مطاف ہر مسلمان ہے حجر اسود بہی ایک پتہر ہے نہ اوسکو
سردی لگے نہ گرمی نہ اوسمین جان ہے پہر کیون سید الانس وجان اور اونکی علم سے
جملہ مسلمان اوسکا بوسہ لیتے ہین کوہ صفا ومروہ بہی پتہر ہین جنکو نہ سردی لگی نہ گرمی اور
اونمین جان ہے پہر کیون حضرت نے اونمین سعی کرنا لازم جانا اور کیون خدای تعالیٰ
نے اونکو اپنے شعائر سے گردانا مساجد اہل اسلام مین بہی یہی اینٹ پتہر چونے
لکڑی کا سامان ہے جنمین نہ سردی اثر کرے نہ گرمی نہ جان ہے پہر کیون مسجد ونمین
نماز پڑہنے کا زیادہ تر ثواب اور اوسکا اجر بیحساب ہے قرآن شریف کی ہزارہا
جلدین لکہی اور چہپی ہوی موجود ہین جنکو آدمیون نے مٹی یا تانبے یا شیشے کی دواتون
اور لکڑیکی قلمون سے بانس کے کاغذ پر لکہا ہے یا پتہر دن پر اونکا نقشہ سیاہی سے جماکر
لکڑیکی کلونمین لگا کر چہاپا اب اس بانس کے کاغذ مین جسکو نہ سردی لگے نہ گرمی نہ
جسمین جان ہے کیون ایسی بزرگی آگئی کہ تمام مسلمانون کا دین وایمان ہے اور کیون
وہ ہر دیندار کے نزدیک واجب الاحترام اور حالت نجاست مین اوسکا مس کرنا
حرام ہے اب ہم آپسے پوچہتے ہین کہ آپکے اعتقاد مین کعبہ معظمہ کا حج کوہ صفا ومروے
میں سعی مسجد ونمین نماز جماعت قرآن شریف کی تلاوت واجب مستحب سنت ہے یا بسبب
اینٹ چونا پتہر لکڑی بانس ہونیکی بدعت درصورت اول بسبب اشتراک اصل ودلیل
بلا منافذ دیگر توجیہ وتاویل تعزیہ شریف کے اباحت بہی اسی قبیل سے ہے پہر زنار
تعصب کو توڑیئے اور تعزیہ شریف کی اہانت کو چہوڑیئے اور درصورت ثانی پہر
بیہتر بیروتنزویر فضول ولاینے ہے دین واسلام ہی سے موںہہ موڑیئے ہمارے

کہنے پر کیا ہے آپتو پہلے ہی سے گنگا نہائے اپنے بجرنگ بلی کی مورت پر دہونی رمائے بیٹہے ہین رہ رہکر اپنے بڑے بہائی ہندوُن کا ذکر کیونکر نہ کیجیے کہ آپ اور وہ بسبب مخالفت اسلام ایک تہالی کے کہانے والے اور آخر ستاہین دونون ایک ہی راہ جانے والے ہین اور دنیا مین بہی آپکے اسلام برائے نام اسیقدر بنیاد ہے جیسے اب متہرا کا نام اسلام آباد ہے۔

قال علیٰ ہذا القیاس اور بہت رسومات کفر کے ہوتے ہین اگر ان سبکا بیان کیجیے تو ایک بحر طویل ہے۔

اقول رسوم کفر کے کچہہ بہی نہین ہوتے ہین جنکو آپ رسوم کفر کے ہین وہ مستحبات و مستحسنات شرعیہ ہین مگر آپکی سمجہہ کا پہیر اور اپنی سمجہہ کے آگے دوسرے کی بات نہ سننا اور حق و باطل مین تمیز نہ کرنا یہہ اور اوسپر اندہیر ہے۔

قال اب سچ کہو کہ جسکے سبب سے اسقدر گناہ اور شرک ہو اوس روح حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوش ہوگی یا ناخوش اور خدا اور رسول راضی ہونگے یا ناراض۔

اقول کہانتک سچ کہین آپ سچ مانتے ہی نہین بلکہ سوا جہوٹ کے سچ جانتے ہی نہین تعزیہ شریف العیاذ باللہ سبب گناہ و شرک نہین ہے یہہ نئی بات ہے کہ گناہ کوئی کرے شرک مین کوئی گرفتار ہو اوسکے بدلے تعزیہ شریف مواخذہ دار ہو اونکا خیال نہین آتا کہ ایسا بیہودہ الزام اصل تک پہونچ جاتا ہے ذرا جذب القلوب کی یہہ عبارت دیکہیے آوردہ اند کہ یکے از عمال روم خواست کہ بر حجرہ شریف بول کند بحجرد قصد آن چنان بر زمین افتاد کہ سرش ریزہ ریزہ شد۔ اب فرمایئے کیا حجرہ شریفہ ہی اوسکی گناہ کا سبب ہوا نعوذ باللہ منہ۔

قال ہم تمسے پوچہتے ہین کہ حضرت امام کے تم بڑے دوست ہو اور مجاور یا جو امام زادہ اور خود امام تہے بہلا بتلاؤ کہ دوازدہ امام مین سے بعد امام حسین کے کسی امام نے

بہی تعزیہ بنایا ہے۔
اقول ہم تمسے پوچہتے ہین کہ علاوہ امام حسینؑ کے کیا دوازدہ امام اور حضرت امام حسین ملاکر
بیترہ امام ہتے اسی معرفت پر دعوائ محبت اہلبیت کیا جاتا ہے جو ائمہ اہلبیت سے ایسا
اجنبی اور تعداد ائمہ اثناعشر کے یاد رکہنے مین اسقدر غافل اور غبی ہو وہ آن حضرات
کی محبت بہی خوب یاد رکہتا ہوگا اب ہمکو یقین ہوا کہ سوائے سر کیے دو تین ناموں کے اور
ائمہ اہلبیت کے نامون سے بہی آپ واقف نہین والا کبہی ہمت نہ ہارتے اور اپنے تہونگر
ساتہہ اونکو بہی پکارتے بہر کیف اون حضرات کو کچہہ تعزیہ بنانے کی ضرورت نہ تہی
ہم لوگ تعزیہ اس غرض سے بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت امام مین زیادہ رونا آوے یہہ حضرات
بغیر تعزیہ بنانے کے اسقدر روتے تہے اور امام مظلوم کا غم کرتے تہے کہ امکان بشری
سے خارج ہے اگر ہم آن حضرات کی گریہ و بکا کی کیفیت لکہین تو برا سہ ایک کتاب تیار ہو
لیکن ہم چاہتے ہین کہ آیندہ موقع مناسب پر بالاختصار کچہہ اسکا اظہار ہو۔
قال اور تاشے ڈہول اور مرثیہ کتاب اور مجلس وہ بہی کرتے تہے۔
اقول اگر آن حضرات کے وقت مین مصائب امام مظلوم کا چرچا ہوتا اور وقتاً فوقتاً وہ ذکر
نہ کئے جاتے تو یہہ اخبار شہادت علمائے شیعہ واہل سنت کہانسے پاتے اور کتب مقاتل
کیونکر تالیف فرماتے مگر آپ اپنی ضد اور جہالت سے نہ کچہہ دیکہتے نہ سنتے ہین ہر چیز کے
انکار پر سر دہنتے ہین یہان بہی تاشے ڈہول کے ساتہہ مرثیہ کتاب اور مجلس کا بہی انکار
اور اس انکار پر وہی اصرار ہے لہذا ہم آپکی ان شقوق ثلثہ کا جواب علحدہ علحدہ دیتے
ہین دیکہین اب بہی آپ ہٹ دہرمی کرتے ہین یا مان لیتے ہین۔ جواب شق اول تو اتنے ہی
مین تمام ہے کہ تاشے ڈہول بجانا فعل عوام ہے شغل لہو ومزامیر مذہب اہلبیت میں حرام
ہے شق ثانی مرثیہ وکتاب ہے جسکا یہہ جواب ہے کہ مرثیہ وکتاب سے تو یہی مراد
ہے کہ نظم مین یا نثر مین مصائب امام بیان کرے سو اسکا چرچا تو حضرت پیغمبر سے لیکر

ائمہ طاہرین اور صحابہ وتابعین بلکہ سلف سے خلف تک برابر چلا آیا ہے آن حضرت نے
خود اپنے فرزند کا واقعہ حضرت جبرئیل سے سُنکر اپنے اہل بیت سے بیان کیا اور اہل بیت
نے آپکی زبان سے یہہ مرثیہ سُنکر روتے رولانیمین آپکا ساتھہ دیا اسی بنا پر آن حضرت
صلعم کی وفات مین اہل بیت وصحابہ نے مرثیہ کہے اور مرثیہ پڑہ پڑہکر روتی رولاتے
رہے مدارج النبوۃ کی یہہ عبارت ملاحظہ ہو ہر کدام از اہل بیت آن حضرت و
صحابہ عظام مرثیہ در وفات آن حضرت در سلک انتظام کشیدند اول ایشان
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکے
ازانجا برداشت وبدیدہ وغمدیدہ نہاد وگریہ کرد واین شعر انشا نمود ؎ ماذا
علی من شم تربۃ احمد ✣ ان لا یشم مدی الزمان عوالیا ✣ صبت علی
مصائب لو انہا ✣ صبت علے الایام صرن لیالیا۔ اسی طرح تاریخ طبری مین
ہے ورثتہ عمتہ صفیہ بمراثی کثیرۃ ورثاہ ابو سفیان بن الحرث ورثاہ
صدیق وحسان ولقد احسن حسان یعنے آن حضرت کے غم آپکی پہوپہی
حضرت صفیہ نے بہت سے مرثیہ کہے ابو سفیان اور حضرت صدیق اور حسان
نے مرثیہ کہے مگر حسان کا بہت اچہا مرثیہ تہا اور ہر شخص کے ذکر مین اوسکے
مرثیہ کے اشعار بہی لکہی ہین جنکو ہمنے بخوف اطناب چہوڑ دیا علے ہذا حضرت امام
کی مصیبت مین جو حضرت رسول خدا صلعم اور دیگر انبیا وملائکہ اور جنون اور آدمیون نے
آپکے مصائب بیان کیئے اور مرثیہ کہے ہین اون سب کا ذکر بالاستیعاب موجب
طول کتاب ہے پہلے آنکہمین کہولکر مقتل نور العین اسفرائینی کو دیکہیے جسمین ایک
موکل سر اقدس امام مظلوم کی زبانی ایک واقعہ جانکاہ طولانی مذکور ہے اوسکے بعض
فقرات متعلق ما نحن فیہ کا ذکر ضرور ہے وہ کہتا ہے فنزل آدم من الھواء
واقبل الی الراس وسلم علیہ یعنے پس حضرت آدم اوپر سے اوترے اور سر مطہر

امام کے پاس آئے اور اوسپر سلام کیا و قال عشت سعیدا و قتلت طریدا عطشانا
اور یہہ مرثیہ پڑہا کہ اے فرزند تو اپنی زندگی مین سعید تہا آہ تو وطن سے نکالا گیا اور
پیاسا شہید کیا گیا یہہ مرثیہ پڑہکر حضرت آدم کرسی پر بیٹہہ گئے پہر اسیطرح حضرت
نوح اور حضرت موسی اور حضرت عیسی تشریف لائے اور مثل حضرت آدم ان انبیا
نے بہی سر مقدس پر سلام کرکے مرثیہ پڑہا اور کرسیون پر بیٹہے ثم جاءت سحابة
اعظم من تلک السحائب ولها دوی کدوی الرعد العاصف وسمعت
خفقان اجنحة الملئکة حتی تزلزلت الارض پہر ایک بدلی اور بدلیون سے
بڑہی آئی جسکی آواز شدید رعد کے تند و تیز تہی اور فرشتون کے پرون کی اسطرح
آواز آتی تہی کہ زمین کانپی جاتی تہی فنادی مناد انزل یا ابا القاسم پس ایک
منادی نے آواز دی کہ ای ابو القاسم ای محمد مصطفے صلعم تشریف لائیے پس آنحضرت
اس طرح اوس سر مطہر کے پاس تشریف لائے عن یمینه صف من الملئکة
لا یحسیهم الا الله وعن یسارہ علی المرتضی وولدہ الحسن و فاطمة
الزهراء داہنی جانب ایک صف ملائکہ تہی جنکا شمار سوای خدا اور کوی نہین جانتا
اور بائین جانب حضرت علی مرتضی اور حسن مجتبی اور فاطمہ زہرا تہین فاقبل النبی
صلعم علی الراس الشریفة واخذها وضمها الی صدرہ وبکا بکاء اشدیدا
پس حضرت نے بڑہکر اوس سر مطہر کو اوٹہایا اور سینہ شریف سے لگایا اور ڈاڑہین
مارکر روئے اور یہہ مرثیہ پڑہا یا حبیبی یا حسین عشت سعیدا و قتلت
طریدا و عطشانا ای میرے پیارے اے حسین تو اپنی زندگی مین سعید تہا ہای
تو وطن سے نکالا گیا اور بہوکا پیاسا شہید کیا گیا پہر پیغمبر نے وہ سر علی مرتضی کو
اور علی نے فاطمہ زہرا کو اور سیدہ نے حسن مجتبی کو دیا اور ان سب بزرگوار و ن نے
باری باری اپنے سینہ سے لگا کر یہی مرثیہ پڑہکر نوحہ کیا ہمکو حضرت پیغمبر کے یا حبیبی یا حسین

کہنے پر بے اختیار وہ آپکا زہر آمیز طعن خنجر کلمہ نعرۂ یاحسین و دم دار یاد آگیا کیا آن حضرت کی روح پر فتوح آپسے خوش اور راضی ہوی ہوگی کہ باید و شاید پہر سوکل مذکور کہتا ہے کہ اسکے بعد چاروں پیغمبروں نے حضرت خاتم الانبیا کو امام مظلوم کا پرسا دیا اور السلام علیک ایہا الولد الصالح اعظم اللہ اجرک د قوی صبرک واحسن اللہ عزاک کہکر رسم تعزیت کو ادا کیا پہر کہتا ہے کہ یہہ سب ماجرے مین نے اپنی آنکہون سے دیکہا اپنے کانون سے سنا اور مین جاگتا تہا انتہی اسی طرح حضرت بیمار کربلا کے مرثیے جو آپنے کربلا مین شام مین مدینہ حضرت خیر الانام مین پڑہے اور حضرت ام کلثوم کا مرثیہ وقت داخلہ مدینہ سے مدینۃ جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا حضرت امام جعفر صادق کے احادیث صحاح جنکو مرثیہ کتاب جو چاہیے کہیے اور وہ مرثیے جو حضرت امام رضا نے حمیری اور دعبل سے پڑہوائے اور مرثیہ امام شافعی رحمہ تاوہ قلبی والفواد کئیب علی ہذا اور سب سے مرثیے ہواتف اور جنون کے شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین ذکر کیے ہین اور فرمایا ہے ثم لما وقعت واقعۃ الشہادۃ وشہر اہلہا بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکائہم الخ اسکا حصل مولوی کرم احمد صاحب اونکے شاگرد رشید نے اسطرح بیان کیا ہے۔ فرشتگان آواز می دادند از عالم غیب بمرثیہ ہاے آن حضرت بلکہ شہرت بخشید او سبحانہ واقعہ مذکورہ را بدین وجوہ و در قلوب مردم صغیر و کبیر بکاء و حزن مستمر را انداخت کہ ہمیشہ محزون و گریان می باشند و گاہے این اندوہ کہنہ نمیگردد و این واقعات ہائلہ جانکاہ ہمیشہ در امت رسول مذکور می شوند بخواندن کتابہا و مرثیہ مشتمل حالات و روایات صحیحہ واقعہ امام حسین و این امر تا روز قیامت باقی خواہد بود در آسمانہا و زمینہا و در حاضران و غائبان و در خلق ناطق کہ زبان دارند و در خلق

حماست کہ خاموش و بے زبان اند انتہی۔ اب اس سے زیادہ اور شہرت اور مرثیہ و کتاب
کی کثرت کیا ہوگی آپکو فقط حضرات ائمہ اہل بیت کے مرثیے و کتابکی تلاش تہی ہمنے تمام
مخلوقات کے مرثیے اور کتاب کہہ سنائے اور یہہ شاہ صاحب کا بیان اونہین مرثیونکا
گویا آخر بند ہے جو تا قیام قیامت سبکو رولائیگا اور بقول مولوی کرم احمد صاحب
صغیر و کبیر جوان و پیر سب اس حزن مستمر سے ہمیشہ محزون و گریان رہین سگے
مگر آپکو رونا نہ آئیگا خیر بعد مرثیہ و کتاب **شق ثالث** یعنے مجلس کے انکار کا بہی
مختصر جواب سنلیجیے کہ مجلس حسین قبل از وقوع واقعہ شہادت پہلے تو حضرت رسول
الثقلین نے کی چنانچہ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی مین ایک حکایت طویلہ مذکور ہے جسکا
خلاصہ بقدر ضرورت یہہ ہے کہ قبل از معرکہ حنین آن حضرت صلعم نے سفر کیا اثنائے
راہ مین حضرت جبرئیل نے خبر شہادت امام جلیل آپ سے بیان کی آپ نہایت محزون
و مغموم ہوے پہر مدینہ پلٹ کر لوگون کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لیگئے اور خطبہ پڑہا
اور واقعہ شہادت حضرات حسنین بیان کیا پہر بعد خطبہ دست راست امام حسن کے
سر پہ اور دست چپ امام حسین کے سر پر رکہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور
آسمان کیطرف دیکہکر کہا خداوندا مین محمد بندہ اور رسول تیرا ہون اور یہہ دونون فرزند
میرے بیجرم و خطا اشقیائے امت کے ہاتہہ سے شہید ہون سگے اوسوقت تو اپنی
برکات ان دونون پہ نازل کرنا اور انکو سردار شہدا گردانتا اور انکے قاتلونکی عمرین
قلیل اور اونکو خوار و ذلیل کرنا جب آن حضرت نے اوس مجلس مین یہہ مرثیہ پڑہا تو سب
حاضرین رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اوسوقت پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ افسوس
کہ آج تم سب میرے اس بیان پر روتے ہو مگر جب یہہ واقعہ پیش ہوگا تو تم میری کسی
فرزند کی نصرت نہ کروگے انتہی اب ہم آپکو آپکی سنگدلی ہی کی قسم دیکر پوچہتے ہین کہ سچ
کہیئے کہ جیسا آن حضرت نے حضرت امام کی زندگی مین فقط واقعہ شہادت حضرت جبرئیل

سے سنکر ایسی مجلس کی اور وہ مرثیہ پڑہا کہ اور ونکا کیا ذکر وہ لوگ بہی روئنگے جو وقت وقوع
واقعہ امام مظلوم کی نصرت نکرتے پس اگر آن حضرت کی حیات مین یہہ سانحہ ہوتا تو آپ مجلس
عزا برپا کرتے مرثیہ و کتاب شہادت یعنے خطبہ مصیبت پڑہتے یا نہ مجلس کرتے نہ مرثیہ پڑہتے
آپ کہین یا نکہین ہمارا دل کہتا ہے واللہ ضرور کرتے پس جب خود آن حضرت نے مجلس
کی تو اماموںکی مجلس کرنیکا سوال بیکار ہے یہہ حضرات تو جبتک زندہ رہے اسی شغل و ذکر
مین رہے انکی مجلسون کے ذکر مین تو وہ مجلس کیسی گیارہ مجلسون کی گیارہ کتابین اگر
بنائی جائین تو بہی کافی نہونگی آپکو اگر خدا نے سمجہہ دی ہے تو اسیقدر بہت ہے ورنہ
ہزار جلدین بہی کچہہ نہین من لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر۔

قال الغرض یہہ سبکو معلوم ہے کہ اماموںکے وقت تعزیہ کا نام و نشان نتہا اور وی ہرگز ہرگز
کبہی کچہہ بہی تعزیہ کی رسم نکرتے تہے۔

اقول اسی طرح یہہ بہی سبکو معلوم ہے کہ حضرت پیغمبر کیوقت بہت چیزون کا نام و نشان
نتہا جیسے قرآن کا بموجب ترتیب موجود جمع کرنا اوسپر اعراب دینا جیسے مسجدین اب
مروج ہین ویسی مسجدین بنانا مدرسے قائم کرنا کاروان سرا وغیرہ بنانا اور آن حضرت
ہرگز ہرگز کبہی کچہہ بہی یہہ باتین نکرتے تہے مگر بعد آپکے ان سب چیزون نے رواج پایا علمای امت
نے انہین رجحان شرعی پاکر انکا استحسان کیا اسی طرح تعزیہ شریف گو اماموں کے
وقت مین نتہا مگر رونق عزا اور معین گریہ و بکا ہونے سے علمای امت نے اسکا
بنانا جائز و مباح جانا حضرات ائمہ بڑے رونیوالے تہے اونکو زیادتی سامان عزا کی
کچہہ ضرورت نہ تہی جو تعزیہ بناتے اونکی عزاداری اور ہماری گریہ و زاری مین اصل و نقل کا
فرق ہے لہذا ہمنے سامان عزا بڑہایا افراط غم و الم کیواسطے امام باڑہ تعزیہ علم سبکچہہ
بنایا جب ان سب امور کی شرعاً اباحت ہے تو پہر انکے بنانے مین کیا قباحت ہے

قال اب عزا انصاف کرو کہ آجکل کے جاہل بیچارے شرافت کے مارے اماموں سے

بہی امام کے بڑے دوست ہوئے کہ انپر اپنی سبقت چاہنے لگے اگر اسمین کچہہ ثواب اور دوستی ہوتی توکسی امام سے البتہ تعزیہ بنایا ہوتا۔

اقول تعزیہ داروں پر جہالت کا الزام جاہلون کا کام ہے ہم اماموں سے امام کے بڑے دوست نہین اونسے بہت چہوٹے اور پست درجہ کے دوست ہین اونپر سبقت نہین چاہتے بلکہ اونکا حکم یعنی ہمحزن ونا وبیتر ہم سرہ رنا بقدر امکان نباہتے ہین لہذا ہمکو تعزیہ بنانے کی ضرورت ہے کہ ہماری واسطے زیادتی غم والم اور ثواب ودوستی کی یہی صورت ہے۔

قال اور ہندوستان کے سوا کسی ملک اسلام مین کوی تعزیہ کے نام کو بہی نہین جانتا مکہ مین نہ مدینہ مین نہ روم مین نہ شام مین نہ توران مین نہ ایران مین بس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے برابر کسی ملک مین امام کے دوست نہین۔

اقول بیانات سابقہ سے ظاہر ہے ہر مسلمان بخوبی اس سے ماہر ہے کہ امام مظلوم کا غم والم وہ غم ہے جو مکہ مین مدینہ مین روم مین شام مین توران مین ایران مین گہر مین شہر مین ہندو مین مسلمان مین جنگل مین کوہستان مین جنات مین ملائک مین زمین مین آسمان مین پایا جاتا ہے اصل اصول یہی غم ہے مگر عنوان و رسوم اوسکی ہر مقام مین مختلف ہین کہین ضریح کہین تابوت کہین تعزیہ بنایا جاتا ہے کہین خالی علم رکہے جاتے ہین سب نیا سامان ہے ہر جا غم شاہ شہیدان کا۔ مکہ مین مدینہ مین شاید کچہہ لوگ ویسے اب بہی ہون جنکو آنحضرت صلعم نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے پہر جب اونہون نے خاص امام ہی کی نصرت نکی تو اونکا غم کیون کہانے لگے تعزیہ وغیرہ کیون بنانے لگے۔

قال اول حضرت رسول اللہ کو اپنی زندگی مین حضرت امام حسین کے شہید ہونیکی خبر ہوئی تہی حضرت جبرئیل نے آکر اس واقعہ کربلا کی خبر کردی تہی تسپر بہی رسول خدا

نے کہین نہین فرمایا کہ ہر سال اس طرح کی شربتین گنبددار ابرک بانس وغیرہ سو یا شدگر
و علم ہر شہر مین حضرت امام حسین کے نام کے بنایا کیجیو کوئی ضعیف حدیث ہی ہو تو دکہلائیے
اقول اصل واقعہ نہ چہپائیے یہہ تو فرمائیے کہ پیغمبر جلیل نے جب حضرت جبرئیل سے
اپنے فرزند مظلوم کا واقعہ شہادت سُنا تو آپکا کیا حال ہوا دسکو ہم لکہہ چکے ہین
جیسا غم والم رنج وملال ہوا پس جسطرح آنحضرت بعلم نبوت اون بعض حاضرین کو
جانتے تہے کہ میرے فرزند کی نصرت نکرین گے اوسی طرح سے غائبین کو ہی جانتے
تہے کہ وہ میرے فرزند شہید کی نصرت و محبت پر مرتے رہین گے بموجب خبر جلیل
یجددون العزاء جیلاً بعد جیل ہر سال اونکی عزاداری کی تجدید کرتے رہین گے
اسوجہ سے رسول خدا صلعم نے نہین فرمایا اب آپکی سمجہہ مین آیا علاوہ اسکے حدیث ہی
سُن لیجیے کلشئ مطلق ای مباح حتے یرد فیہ النہی گو آپکے زعم مین قوی کہو
نہو خیر ضعیف ہی سہی۔

قال کیا تماشا ہے کہ بقول آپکے پیغمبر ذرا ذرا سی باتین کہانے پینے جاضر و پیشاب
سنن وآداب کے بتفصیل بتا گئے اور اس تعزیہ کا نام ایکبار نہ لیا۔

اقول اسکی وجہ ہم ابہی قبل اسکے بتا چکے پہر تعزیہ کے نام لینے کی کچہہ ضرورت نہ تہی
قال اور مصیبت مین کہین مرثیہ اور کتاب و نوحہ و شیون کا حکم نہ دیا بلکہ خلاف
اسکے کہہ گئے اور کر گئے۔

اقول حضرت نے اپنے فرزند کی مصیبت مین مرثیہ ہی پڑہا گریہ و بکا ہی کیا نوحہ وشیون کا
ہی حکم دیا سب کچہہ آپ کہہ گئے اور کر گئے جیسا کہ ہمنے اوپر سمجہا دیا مگر اسکا کیا علاج کہ آپ نے سمجہکر
یا سمجہہ بوجہکر ضد اور جہالت سے مکر گئے۔

قال اور حضرت مرتضے علی علیہ السلام کو ہی اس واقعہ کی خبر ہوئی تہی وہ ہی تعزیہ
بنانا نہین فرما گئے۔

اقول حضرت علی علیہ السلام کو تعزیہ بنانا نہین فرما گئے مگر جس بنا پر تعزیہ بنانا رواج ہو لینے رونا رولانا وہ وقت سفر صفین خاص کربلا کی زمین پر پہونچکر خود روئے اور ابن عباس کو رولا گئے۔

قال نعوذ باللہ جو آجکل کے زمانہ کے دوستونکو ثواب کے کام سوجہے سوجہے سونبیا و علیؑ کو بہی معلوم نہ تہے۔

اقول آجکل کے زمانہ کے دوست پہر اوس زمانہ کے دوستون سے غنیمت ہین نعوذ باللہ جنسے خود پیغمبر فرما دین کہ تم میرے فرزند کی نصرت نہ کروگے اور اونکو اس تنبیہ کا کچہہ اثر نہو وقت پر نصرت کیسی کو بہی خبر نہو پس اونکو جو عذاب کے کام اور ہکو جو ثواب کے کام سوجہے سونبی و علی کو سب معلوم تہے۔

قال اور اس باتکو یقین کر جانو کہ حضرت امام کو یزید پلید سے مقابلہ کا یہی سبب تہا کہ وہ مردود بدعت اور خلاف شرع کے کام کرتا تہا اور امام نے محض خلاف شرع اور بدعت کے امور دور ہونے کے لیئے آپکو گہر بار جان مال سے فدا کیا۔

اقول اسی طرح اس بات کو بہی سچ مانو کہ اس مخلص خالص امام کو آپ سے مقابلہ کا یہی سبب یہی ہے کہ امام کے گہر بار جان مال فدا کرنے پر جسطرح یزید مردود خوش ہوا تہا ویسے ہی شعائر امام کی اہانت کرنے سے تم بہی خوش ہوتے ہو اور جسطرح امام نے اوس مردود کی بدعتین دور کرنے مین کوشش کی ویسے ہی تم شعائر امام کو ضد کی راہ سے بدعتین قرار دیکر اونکو مٹانے مین کوشش کرتے ہو کیا حضرت کے جان و مال فدا کرنے کا مسلمانون کے پاس یہی صلہ ہے کہ اونکا غم و ماتم نکیا جائے اونکے شعائر کو رواج ندیا جائے بلکہ پناہ بخدا اونکا نام مقدس ہنود کے اوتارو کے ساتہہ لیا جائے یہی منزلت امام ہے حاشا یہہ مسلمانون کا کام نہین بلکہ بے ایمانون کا کام ہے۔

قال اب جو کوئی خلاف اور بدعت کے کام کرکے حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلت یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

اقول اسیطرح جو کوئی مستحبات اور مستحسنات شعائر امام علیہ السلام کو خلاف اور بدعت قرار دیکر حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ بمنزلہ یزید مخالف اور دشمن حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

قال اور بہلا اپنی عقل سے بوجہو کہ اس تعزیہ کے بنانے اور مرثیہ کے گانے سے کیا حاصل ہوتا ہے سوائے ذلت اور شکست اور ہتک ناموس امام اور بہی نکلتا ہے۔

اقول ؎ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ٭ در شما یک تن نہ شد اسرار جو۔ ہم ہزار بار کہہ چکے کہ تعزیہ بنانا اور مرثیہ پڑہنا موجب گریہ و بکا اور مورث سامان عزا ہے رونا رولانا طریقہ انیقہ حضرت رسولخدا و علی مرتضے ہے مرثیوں مین اہلبیت کے مصائب یزیدیونکے مصائب حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان ہے امر واقعی کے ذکر مین نہ ذلت ہے نہ کسر شان ہے حضرات انبیا بلکہ خود جناب خاتم الانبیا کے مصائب حضرت مریم کے نوائب حضرت سارہ کی نسبت حضرت ابراہیم کے مقالات حضرت یوسف و زلیخا کے حالات سب علاوہ دیگر کتب قرآن مین موجود ہین پس جو لوگ ماسفی علیہم کے بیانکو اون بزرگوار ونکی ذلت اور ہتک ناموس سمجہتے ہین وہ منکر قرآن بلکہ خدای رحمن پر طعن کرنیوالے اور مردود ہین

قال کوئی جہان مین اپنے بزرگ اور دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوائی تاشے اور ڈہول سے سربازار بی بیون کے نام لے لے ہنود اور مسلمان کے سامنے زبان پر لاتا ہے اور اسطرح اکیہار کرنے مین شرماتے ہین پر برسون گذرے تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پہ سچ ہے ایسے ہی لوگ یزید کے بہائی ہین۔

اقول ہم کہانتک سمجہائین کتنی نظیرین لائین کہ انبیا اولیا صحابہ تابعین سبکے حالات

واقعی اور جو شدائد و مصائب کہ اونپر گذرے ہین اکثر قرآن مجید مین مذکور
اور بتفصیل کتب سیر و تواریخ مین مسطور ہین اور سلف سے خلف تک
کوئی مسلمان دیندار اون واقعات کے لکھنے اور بیان کرنیمین اون بزرگوارون
کی ذلت اور رسوای نہین جانتا مگر آپکی اولٹی سمجھہ مین یہی آگیا اور دلمین یہی
سما گیا اسکو خدا ہی نکالے تو نکالے واہ میان کتاب و سنت پر عمل کرنیوالے
ذرا قرآن مجید کو ہاتھہ مین لیجیے پارہ دہم سورہ برات مین یہ آیہ کریمہ ملاحظہ کیجیے
ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا وضاقت علیکم
الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اور روز حنین جب تعجب مین
لائے تمکو کثرت تمہاری پس کفایت نکی اوس کثرت نے تمسے کسی چیز کی اور تنگ
ہوگئی تمپر زمین باوجود وسعت کے پس پلٹ پڑے تم پشت پھیرنے والے اور
یہہ خطاب حقتعالے نے مجاہدین مومنین سے کیا ہے جو بموجب کریمہ والذین
آمنوا اشد حبًا للہ بڑے خدا کے دوست تھے اور خدای تعالی نے اون بیچارون پر
جو سختی اور مصیبت پڑی تہی اوسکا بیان کیا پس یہہ اک امر واقعی جیسا گذرا تہا
اوسکا بیان تہا دوست کی ذلت اور رسوای کا بیان نہ تہا اسلیئے کہ بمفاد آیہ
شریفہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین خدا نے اونکو عزت دی تہی اور
وہ مومنون کو عزت دیکر ذلت نہین دیتا مگر آپ کا ہیکو مانیئے گا خدا سے بہی آپ
ضد کی ٹہانیئے گا کہ کوئی جہان مین اپنے دوست کی فتح اور بہتری دہوم دہام
سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوای اور بی بیون کے کوئی نام لیتا ہے
اور اجصنت فرجہا کہتا ہے خصوصًا قرآن مین جسکو جملہ مسلمان ہر وقت پڑہتے
ہین اور قیامت تک پڑہین گے اور ذکر کرین گے بڑے شرم کی بات ہے بس
اسکا جواب خدا ہی آپکو دیگا۔

قال خدا جانتا ہے کہ ہندو ہمکو سُناتے ہے کہتے ہین کیا امام مسلمانو نکو بہی چھینک گیت ہوئگہ

اقول تمکو یزید پلید کی روح خبیث کی قسم کہ تم اپنے اس پیشوا کی رعایت وحمایت مین کوئی دقیقہ امام مظلوم کی اہانت اور سعایت مین اوٹہا نہ رکہنا تم پہلے مقتولین جنگ بدر کا بدلا یزید کی طرح امام شہید سے دل بہر کے لیلو جوگت بنانا ہو بنا لو سب دل کے بخارات نکالڈالو کہ اسکا جواب بروز محشر تمکو دیا جائیگا پیغمبر کے ساتہہ پورا انتقام لیا جائیگا خدا جانتا ہے بعضے منصف اور حق پسند ہندو تم ایسے مسلمان سے ہزار درجہ بہتر ہین ایسا کلمہ تو کوئی بہی نکہتا نہ کسی نے کہا ہے بلکہ برعکس اسکے ایک بڑا لائق اور قابل ہندو دیکہو کیا کہہ رہا ہے سُنو بابو شاما چرن ایک نامی گرامی ہندو اپنے ناگور لکچر ۱۸۶۳ کے صفحہ ۹ مین تم ایسے دو بہیون ہر با بہیون امام کے دشمنون اونکی اہانت کرنیوالون اونکے شعائر کے مٹانیوالون کو بہ تہذیب سے یہہ نوٹ دیتے ہین بہائیو دیکہو یہہ ایک غریب مظلوم کی عزاداری ہے مہمل وسوسون سے اوسکے مٹانے کی کوشش نکرو اور اس ذریعہ سے جو بندگان خدا کو اوس برگزیدہ خدا کے ساتہہ جوش ولولہ ہوتا ہے اوسمین کمی ہونے نددو ورنہ یہہ سمجہہ لو کہ یہہ بڑے مظلوم کا غم ہے اور یہہ بڑے صابر کی عزاداری ہے اتہی اب باوجود ادعائے اسلام اپنی بے تہذیبی اور اوس ہندو کی تہذیب دیکہو اور شرماؤ تمہین شرم نہین آتی بڑے بے شرم ہو تف ایسی بیحیائی پر سچ ہے ایسے ہی لوگ امام کے دشمن یزید کے بہائی ہوتے ہین۔

قال اگر تمہارے باپ بہائی کا کوئی ایک تابوت بنا کر تمام شہر مین نکالے اور آگے آگے اوسکے مار اور گالی کہانے کو بیان کرے اور تمہاری عورتونکی نام لے تو تم پیٹنے مارنے کو موجود ہو اور شرم مین ڈوب مرو اور حضرت امام کا اپنے ہاتہہ سے یہہ حال کرتے ہو کیا انصاف ہے جسمین اپنی ذلت ہو اوسمین امام کی تعریف بوجہہ

اقول ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ❊ گرچہ ماند در نبشتن شیر و شیر حضرت امام کی ذلت اور عداوت تو آپکی گھٹی مین پڑی ہے کسیطرح اونکی اہانت سے سیری نہین ہوتی دل نہین بہرتا مارگالی تک نوبت آئی اور ونکو حیلہ و بہانہ سے یہہ بہی کہہ سنائی آفرین خوب حق اسلام ادا کیا اجر رسالت قرار واقعی دیا ہاہرگاہ آپکے پیشواے مرتاب عبدالوہاب نے معاذ اللہ اطلاق بت کا نسبت آن حضرت صلعم کیا قبر شریف آن حضرت کا صنم اکبر نام رکہا مولد خانہ نبی کو بتخانہ قرار دیا پہر آپ کیون چپ رہتے امام کا مرتبہ تو پیغمبر سے کم ہے اونکو جو چاہیے سو کہیے اگر یہہ ساری بے اعتدالیان اس راہ سے ہین کہ آپ انبیا اولیا کے مراتب نہین جانتے یا جان بوجھکر ضد پر مرتے ہین اونکے معاملات و حالات مخلوقات کے معاملات و حالات پہ قیاس کرتے ہین یہہ بری بات ہے ؎ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی یہلا علاوہ تابوت سکینہ کے کچہہ تابوت حضرت موسی کا حال بہی آپنے قرآن مین پڑہا ہے کاش حضرت امام کے تابوت کا بہی آپنے اسی تابوت پر قیاس کیا ہوتا حضرت ابراہیم خلیل پیشگاہ رب جلیل سے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح پہ مامور ہوئی حضرت مریم پر کیا کیا تہمتین کین جب خدانے اونکی پاکدامنی بیان کی تو مجبور ہوئے اب اگر کوئی شخص اپنا لڑکا اپنے ہاتہہ سے ذبح کرے یا کوئی عورت ناکتخدا حاملہ ہو کر مریم ثانیہ ہونے پہ مرے تو اہل فہم ایسون کو برا جانین گے یا مثل خلیل الرحمن و مریم بنت عمران انکے قول و فعل بہی سچ مانین گے یہہ تو شاید آپ بہی نکہین کہ ایسے مرد و عورت بہی حضرت خلیل اور حضرت مریم کے برابر ہین پہر کیون انبیا اولیا اہلبیت کے حالات کو اور لوگون کے حالات پہ قیاس آپ کرتے ہین اب بہی توبہ کیجیے اور حفظ مراتب کا خیال رکہیے۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ یہہ تعزیتین اور نعش بناکر اور کوچہ و بازار مین لیجا کر

کسکو دکہاتے اور سناتے ہو۔

اقول ہم سُنتے ہیں کہ فقط واقعہ شہادت کے اعلان اور اظہار کیواسطے ہم یہہ امور کرتے ہین تاکہ جہلا و عوام اور ناواقف اہل اسلام اس سانحہ سے بخوبی آگاہ رہین امام کی مصیبت پر روئین رولائین کسی دشمن امام کے دہوکا دینے یا ایسے رسالہ مہمل منع تعزیہ داری کے دیکہنے سننے سے دشمن امام نہ بنجائین۔

قال اگر کسی سے فریاد کرتے ہو تو یزید بہی نہین ہے کہ ہم اسوقت اوس سے جاکر لڑین۔

اقول ہم سوائے خدا کے اور کس سے جاکر فریاد کرین گے جب روز قیامت دعوائے شہادت پیش ہوگا اوسوقت یزید یونکے ساتہہ تمکو بہی ضرور یاد کرین گے کہ انکا رسالہ دوزخ کا قبالہ بہی ملاحظہ ہو جراحات تیغ و سنان کے ساتہہ جراحات لسان کا بہی مواخذہ ہو اور یزید کے ساتہہ آپ کیا لڑتے آپ تو اونہین کے ساتہہ ہوتے ہین جنکو حضرت نے فرمایا تہا کہ تم میرے فرزند کی نصرت نکروگے اسکے علاوہ آپکی شجاعت تو سکہون کے معرکہ سے ظاہر ہو چکی ہے واہ کیا کارنمایان کیا ایک پیر اور اونکے دو وزیر تو مروا ڈالے اور آپ سیدہا گہر کا راستہ لیا خیر لڑنا بہڑنا تو نہ سہی غنیمت تہا کہ تم عزائے امام شہید کی رعایت یزید پلید کی حمایت کرتے اوس مردہ دکہانا رشتہ نہ بناتے امام کی مصیبت پر روتے رولاتے اور جب یہہ کچہہ بہی نہین فقط باتین بنالیتے تو ایسی مہمل باتون کو کون مانے گا اور کون مانتا ہے۔

قال اور اگر ناواقفونکو سُناتے ہو سیکڑون برس سے نصیحت کرتے ہو کوئی ایسا ہندو اور مسلمان اب باقی نہین رہا کہ اسکو بتانا ہو کیا سال بہر مین یہہ سب نقشے محرم کے بہول جاتے ہین۔

اقول استمرار عزا ہرسال اس مصلحت سے ہے کہ جو لڑکے پیدا ہوتے جاتے ہین

اونکے واسطے بہی عزای امام کی نصیحت اور اونکو دلون مین یزید کی ایسی سخت مظالم سے اوسکی فضیحت راسخ رہی۔

قال اور جو غم کے واسطے ہے تو اوسکی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ رونے اور غم کیلئے عقل اور شرع کے رو سے کوئی چیز بنانی درست نہین۔

اقول یہہ مرحلہ بہی اوپر طے ہو چکا ہے کہ رونے اور غم کے واسطے عقل اور شرع کے رو سے اگر چیزیں انکا بنانا درست ہے پہر اب یہہ تکرار تحصیل حاصل اور بیکار ہے

قال دوسرے یہہ کہ اکیلے کیا خیال کر کے رویا نہین جاتا۔

اقول اب جاکر کہلے بہی تو آپکا اصل مطلب ہے کہ اعلان شہادت و مصیبت امام مظلوم نہو آپکے یزید پلید کے عیب چہپے رہیں لوگ اوسکو برا نہ کہین سو یہہ ہونا نہین ایسے وقایع عظیمہ کہین پوشیدہ رہتے ہین آپ لاکہہ چہپائین مگر علمای کرام تو پکار رہے کہتے ہین سر الشہادتین کی یہہ عبارت بچشم عبرت دیکہئے فقد بلغت نهاية الشهرة في الملاء الاعلى والاسفل والغيب والشهادة والجن والانس الناطق والصامت۔ اللہ اکبر امام کی مصیبت بہی عجب مصیبت ہے جسپر جن وانس ناطق صامت سب روتے ہین پس اکیلے چپکے چپکے کس کسکو رولائیگا اور یہہ شہادت کی شہرت جو تمام مخلوقات مین ہو رہی ہے کہانتک چہپائیگا۔

قال اگر یون کہو کہ ہمارے دل سخت پتہر ہین ہمکو اسطرح رونا نہین آتا تو یہہ رونا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی۔

اقول ہمکو ہر حال مین رونا آتا ہے یہہ وہ غم ہے کہ بے روئے رہا نہین جاتا ہے اون لوگون کے البتہ دل سخت پتہر ہین جنکو ایسے مظلوم کے غم مین بہی رونا نہین آتا ہے ہنسی آتی ہے عین عاشورہ ہے کو عید کیجاتی ہے۔

قال کہ جب ایک امام باڑہ بنے اور مرثیہ و کتاب اور تاشے و ڈہول بہت سی روشنی

اور اوسمین ایک ڈہانچہ بہی ہو تب کہین تمہین رونا آوے اور جو یہہ بشارت تمکو نہ ملتی تو تم رو چکے۔

اقول یہہ سازو سامان سب اوسی شہرت اور اعلان کیواسطے ہوتا ہے جسکا تین مہینہ الشہدا سے ذکر ہو چکا مگر آپ اس شہرت و سامان سے گہبراتے ہین اسلئے سنا نہین کہا کیا باتین بناتے ہین یہہ تنگدلی جملہ شرائع اسلام مین جاری ہو سکتی ہے کفار بہی آپکی طرح مسلمانون پر طعن کر سکتے ہین کہ یہہ نماز پڑہنا تمہارا کیا ہوا بڑی مشکل بات ہوئی کہ جب تک وقت نماز صحیح ہو اور جہت قبلہ خوب فکر و غور سے معین کرکے اینٹ چونہ پتہر لکڑی معمار مزدور وغیرہ جمع کیا جاوے اور مسجد بنائی جاوے اور اوسمین مصلے بچہین ایک موذن اذان کہے لوگ جمع ہون کوئی امام بنکر آگے کہڑا ہو تب نماز جماعت ادا ہو اور جو یہہ بشارت تمکو نہ ملے تو تم نماز پڑہ چکے پس اسکا جواب جو آپ دیجئے گا وہی ہماری طرف سے بہی سمجھ لیجئے گا۔

قال افسوس ہمکو تمہارے اعمال خیال کرنے سے رونا آتا ہے اور تم سنگدلون جہوٹون کو صرف اپنے دل کی بہار لگانے والون کو حضرت امام علیہ السلام کا خیال کرنے سے رونا نہین آتا۔

اقول افسوس تمکو ہمارا خیال کرنے سے رونا آتا ہے مگر امام علیہ السلام کی مصیبتون کا خیال کرکے رونا نہین آتا بہلا خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہہ تو دو کہ کبہی مصائب امام خیال کرکے مجمع مین یا کبہی تنہائی مین تمکو رونا آیا ہے واللہ کبہی نہ آیا ہوگا دلیل اسپر خود فصل ثالث مین تمہارا کلام ہے کہ ماتم و مرثیہ دشمنون کے نصیب ہو اور دوستون کو خوش رکہے پس تم سنگدلون جہوٹون یزید کی فتح سنانیوالون کو حضرت امام علیہ السلام کی مصیبت مین خوشی ہوتی ہی رونا نہین آتا ہے۔

قال اور تعجب یہہ ہے کہ جو ہمیشہ روتے ہوئے اسقدر مشق نہین ہوئی

کر اکیلے بے ٹھاٹھ جب چاہو رو لو۔
اقول انعقاد مجالس اور اجتماع مومنین سے علاوہ شہرت واقعہ شہادت ثواب
عظیم حاصل ہوتا ہے زینت عزای امام بلکہ رونق اسلام بڑھتی ہے جب ایک جمّ غفیر
ہو اور مجمع کثیر ذکر مصائب سنکر روتا ہو اکیلے بے سامان رونے اور اس مجمع سامان کے
رونے مین ویسا ہی فرق ہے جیسا فرادا نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑھنے
مین فرق و تفاوت ہے اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ جماعت سے نماز پڑھنے
مین ثواب زیادہ ہے یا اکیلے پڑھنے مین۔
قال پھر رونا کیا ڈفالیون کا گانا ہوا کہ بے تاشے گائے نہین ہو سکتے مگر یہ بہی
تمہارے ڈفالیون کا گانا سہل ہے کہ ایک فقط رونا درکار ہے اور تمکو جب پیٹو ڈہول
اور تاشے اور مرثیہ اور کتاب اور تعزیے تب تم رونے کے قابل ٹہرو۔
اقول ہم برابر کہتے آئے ہین کہ ہم ہر طرح اپنے امام کے غم مین رو سکتے ہین
مگر یہہ سب سامان علاوہ زیادتی ثواب فقط تمہاری غرض مٹانے اور تم ایسے
منکرون پر رعب شوکت اسلام اور زینت شعائر امام بٹہانے کو کیے جاتے ہین
یہہ تمہارا ڈفالیون کا راگ گانا یہہ مہمل رسالے کا رونا بجانا موقوف ہو خلق خدا
اس کار خیر مین مصروف ہو اور رونے گانے مین تو کوئی مناسبت نہین ناچنے
گانے کا البتہ ساتھہ ہے پیر آپ اپنے پیر میان احمد مقتول کا مقتل گایئے اور
گت سے اپنے مریدون کو نچایئے اور جی چاہے تو بڑے ڈہول اور تاشے بہی بجایئے
قال بلکہ اسمین بہی شبہہ ہے کہ ہر مرثیہ پڑہنے والے سے رونا اور رقت حاصل
نہین ہولی جب کوئی ہند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ اور میر علی سا پڑہنے والا
ہو تب کہین تمہارے آنسو نکلین تو نکلین۔
اقول عبادات کی تکمیل اور ثواب کی تحصیل مین حضور قلب جزو اعظم ہے پیر جب

مجلس عزا مین سامعین کو حضور قلب حاصل ہوتا ہے اگر ایک بچہ بہی ذکر مصائب کرے
تو ہر شخص بے اختیار روتا ہے اسمین نئے مضمون کے مرثیئے اور میر علی صاحب سے
پڑہنے والے کی کچہہ حاجت نہین ہان چونکہ آپ اس سازو سامان سے رونے رولانے کو
جلتے ہین لہذا آپکے جلانے کو اگر کوئی بند سوز اور نئے مضمون کا مرثیہ پڑہا جای
تو کچہہ مضائقہ نہین۔

قال لوگ تو بہت روتے ہین مگر اس ٹہاٹہہ سے کوئی نہین رویا۔

اقول اگر اس ٹہاٹہہ سے نہ روتے تو آپ جلتے کیونکر۔

قال بہلا بتلاؤ کہ تم بے مرثیہ اور تعزیہ کے رو سکتے ہو یا نہین اگر رو سکتے ہو تو اسی طرح
خیال کرکے رو لیا کرو یہہ سب بکہیڑا محرم کا دور کرو کچہہ حاجت نہین۔

اقول ہم تو بتلا چکے کہ ہم ہر طرح رو سکتے ہین مگر اس ساز و سامان سے رونیکو
اپنے لیئے زیادہ ثواب اور تمہارے لیئے زیادہ عذاب جانتے ہین پس یہہ محرم کا
بکہیڑا دہی بکہیڑا ہے جسنے تمہارے دلی فساد و عناد کو جڑ سے اوکہیڑا ہے اب تم بتاؤ
کہ تم بغیر جماعت اکیلے نماز پڑہ سکتے ہو یا نہین اگر پڑہ سکتے ہو تو اکیلے پڑہ لیا کرو
یہہ سب بکہیڑا لوگون کے انتظار اور جماعت کے استقرار کا جانے دو اگر یہہ کہو کہ
جماعت مین اکیلے پڑہنے سے زیادہ ثواب ہے تو بعینہٖ یہی ہمارا بہی جواب ہے۔

قال اور منصفے سے بولو کہ ایسے مقام مین قرآن کا پڑہنا بہت ثواب کہتا ہے
یا مرثیئے کا گانا۔

اقول اب رہا نہ گیا کانا ہوتا ہے منع ذکر مصائب امام کے واسطے ایک اور
نیا بہانہ ہوتا ہے سواب ڈہونگی نہ لیجیے یہہ اوچ ہی جانے دیجیے قرآن پڑہنے
مین بہی ثواب ہے اور ذکر مصائب امام مین بہی نظم مین ہو یا نثر مین اجر
بیحساب ہے وہ کون مومن ہے جو ان دونون کار ثواب کا جازم اور ادا کرنیکا

عازم نہین مگر جو آپکا مطلب اس دہوکا دینے سے ہے وہ نہوگا اسلیئے کہ ایک کا ثواب کرنے سے دوسرے کا ترک لازم نہین بلکہ اگر مجلس عزا مین قرآن و مصائب دونون پڑہین تو نور علی نور ہے کہ قرآن واہل بیت کا ساتہہ حدیث ثقلین مین کہوئے ہے کچہہ آپکی سمجہہ مین آتا ہے یہی وجہ ہے کہ تعزیہ شریف کے ساتہہ قرآن شریف بہی رکہا جاتا ہے۔

قال اگر کہوگے کہ مرثیہ گانا تو ایمان مین خلل ہے اگر قرآن کا پڑہنا کہو تو مرثیہ کے عوض قرآن ہی پڑہا کرو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

اقول گانے بجانے مین تو آپ ہی کا جی لگتا ہے اور ایمان مین اونہین لوگونکے خلل ہے جو فقط قرآن کو لیتے ہین اہلبیت کو چہوڑ دیتے ہین حضرت پیمبر نے تو قرآن اور عترت کا تا قیام قیامت ساتہہ بتایا دونوکے نسبت لن یفترقا فرمایا یعنے نافرمان بردارون نے اہل بیت کی عداوت مین دونون مین افتراق نقشہ جمایا کہ روز محشر اس نافرمانی پیمبر کا عذاب ملے اب بہی توبہ کرو اور قرآن اور مرثیہ دونون پڑہو کہ تمکو اور حضرت امام کو ثواب ملے۔

قال اگر کہو قرآن سے رونا نہین آتا تو ابو جہل ہو۔

اقول قرآن سے بہی رونا اونہین کو آتا ہے جنکے دل نرم ہین اور خوف خدا سے اطاعت خدا و رسول اور اولو الامر مین سرگرم ہین اور جنکے دل سخت پتہر ہین اونکو نہ قرآن سے رونا آتا ہے نہ مصیبت امام کے بیان سے اور ابو جہل کے کہنے کا ہم برا نہین مانتے بلکہ صدر رسالہ مین جو ہم کہہ آئے ہین اوسکی رعایت لازم جانتے

قال قرآن مین تو ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ رو دئے تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن کو پڑہ پڑہ کر روتے آئے ہین۔

اقول قرآن مین یہہ کسکی مصیبتین بیان کی ہین کہ جنسے پہاڑ رو دئین نبی اولیا

شہید کربلا کی مصیبتین ہین چنانچہ آیہ کریمہ وما بکت علیھم السماء و الارض کی تفسیر مین بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت امام کی مصیبت پر آسمان رویا اور اسکا سرخ ہونا اوسکا رونا ہے یہجے یہان تو خود آپنے اپنے موہنہ سے قرآن کو مرثیہ کہدیا پس اب اپنے موہنہ سے آپ قائل ہوچکے ضد کی نہیجے جیسے قرآن پڑہتے ہین ویسے مرثیہ پڑہا کیجیے کہ سلف سے اس مصیبت عظیم کے ذکر ہوتے آئے ہین آپ خود کہتے ہین کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآن پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین۔

قال تعزیہ بناکر اور مرثیہ گاکر کوئی نہین رویا آدم سے ہمارے پیغمبر تک یہہ ایجاد رونے مین کسی نے نہین کی تمکو رونیکی تدبیرین خوب سوجہین۔

اقول مرثیہ تو آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر تک سب نے پڑہا پڑہایا ہان چونکہ اصل معاملہ اونکے پیش نظر تہا کچہہ تعزیہ بنانیکی اونکو حاجت نہ تہی ہدین وجہ نہ بنایا اور جیسے تمنے کہیل تماشا ہونے مین ایجاد کی ویسی ہمنے رونے مین کی مگر تمہاری ایجاد وہ خطا ہے جو معاف نہین اور ہماری ایجاد وہ صواب ہے جو شرع کے خلاف نہین۔

قال اور جو کہو معنی ہم نہین جانتے تو ترجمہ قرآن شریف کا تہوڑے دنون مین آجاتا ہے مرثیہ اور تعزیہ کے عوض کیون نہین پڑہتے کہ جس سے دین و دنیا کا کام بنجائے اور رونا ہنسنا سب کچہہ آئے۔

اقول قرآن شریف مین تو بقول آپکے ایسی مصیبتین بیان کی ہین کہ جس سے پہاڑ ہوجٖین پس پہاڑ سے زیادہ سخت پتہر کونسے دل مین جنکو رونے کی جگہہ ہنسنا آوے پس معلوم ہوا یہہ آپکا ترجمہ خلاف قرآن ہے اسمین رونے کا نہین ہاںہ ہنسی کا بیان ہے پس ایسا ترجمہ آپ ہی پڑہئے ہمکو حضرات اہلبیت

کے طفیل سے جو تحقیق قرآن ہین بہت صحیح معنے معلوم ہین کچھ آپکی اس
ہتھکنڈے سے ترجمہ کی حاجت نہین جس سے قرآن کے ساتہہ مرثیہ اور تعزیہ کا ہونا
ثابت ہو اور قرآن و اہل بیت مین افتراق ہو۔

قال اور اوسکو حضرت امام علیہ السلام بہی ہمیشہ پڑہتے رہتے ہین۔

اقول ہم نہین جانتے کہ اوسکو کی ضمیر آپنے کدہر پہیری اگر مرجع اسکا
قرآن مجید ہے وہ تو پہلے ہی آپ کہہ چکے کہ تمام پیغمبر اور ولی اور امام قرآنکو
پڑہ پڑہکر روتے آئے ہین اور اگر مراد آپکا ترجمہ ہے تو کیا آپکے زعم ناقص
مین معاذاللہ امام بہی معنے قرآن نجانتے تہے جو ترجمہ کی ضرورت ہوئی یہہ تو
کہلی کہلی قرآن و اہل بیت مین افتراق کی صورت ہوئی۔

قال اور اگر کسیکو اس مقدمہ مین شبہہ گذرتا ہو کہ مرثیہ تو درست ہے
دیکہو حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے باپ کے غم مین کئی بیتین کہی تہین اور حضرت
امام کے غم مین بہی جن وغیرہ سے روایت ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ تمہارے
اور اونکے درمیان اس بات مین اتنا فرق ہے جسقدر رونے اور ہنسنے مین
اسکی اتنی حقیقت ہے اپنی تنہائی کے بیان اور میت کے اوصاف مین
دو ایک شعر بے اختیاری سے بلا قید کبہی موہنہ سے نکل گئے۔

اقول آپکا جواب بالکل پوچ اور ناصواب ہے جناب سیدہ علیہا السلام
نے دو ایک شعر نہین کہے اور نہ معاذاللہ بے اختیاری سے بلا قید اونکی موہنہ سے
نکل گئے بہت سے مرثیے آپکے جو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین کہے اور پڑہے ہین
وہ کتب فریقین مین موجود ہین۔ علی ہذا ہواتف اور جنون کے مرثیے جو امام
کے غم مین ہین بتواتر سر الشہادتین وغیرہ مین وارد ہین جنکی تفصیل اوپر
لکہہ چکے ہین کچھہ اعادہ کی ضرورت نہین اور ہنسنا تو آپکی عادت ہے خصوصًا

امام کے غم مین ہنسنا تو آپکی سعادت اور عبادت ہے مگر یہہ سمجہہ لو کہ ہنسنا وہ پچہتائیگا
کہ بروز قیامت مین ہنسنا بہت رولائیگا ے تخندم بر انداوہ کس بہ قوار بار کہ از برق
من در من افتد شرار۔

قال کچہہ اونکی گہر مرثیونکی بیاضین نہ تہین۔

اقول مرثیہ کی بیاضین کیونکر ہوتین کہ اوس زمانہ مین کتاب کا دستور بہت کم تہا
فقط حفظ پر دار مدار رہتا تہا اور یہی وجہ ہے کہ جب جنگ یمامہ مین بہت سے قراء
و حفاظ قرآن شہید ہو گئے اور قرآن مکتوب نہتا تو خوف ہوا کہ مبادا کلام الہی ضایع
ہو جائے پس حضرت خلیفہ اول کو اسکا خیال آیا اور زید ابن ثابت سے جمع کروایا
کہ شاید آگے چلکر آپکی طرح کوئی نا سفید ایسا نہ کہے کہ کچہہ انکے قرآن لکہے ہوئے نہ تہے

قال اور نہ اسکے واسطے تال و سر اور گٹکری اور سارنگی اور تاریخ اور دن جوابی
و سوالی مقرر تہے۔

اقول ظاہرا آپکو ہندوون اور گویونکی صحبت زیادہ رہی ہے اوسی صحبت کا یہہ
یہہ اثر ہے کہ کلام کرتے کرتے یا تو ہندونکے طریقہ پر آجاتے ہین یا گویون کے ساتہہ
گلا ملاتے ہین خیر یہہ تو آپکی عادت ہے اور ترک عادت دشوار ہے اب تاریخ
اور دن مین کیا خرخشا رہے مرثیہ پڑہنے کے واسطے تو کوئی تاریخ اور دن خاص نہین
شاید یہہ ایام عشرہ اور روز عاشورہ پر اعتراض ہے بہرکیف تاریخ اور دن کی تعئین
ہی شرعی ہے پہر اس سے بیکار اغماض ہے دیکہو حج کے واسطے تاریخ اور احرام اور
ہدی اور قربانی اور رمی جمرات اور سعی وغیرہ کے واسطے اوقات منصوص نماز یومیہ
کے لیئے پانچ وقت صوم واجب کے لیئے مہینہ رمضان شب قدر کے لیئے لیالی
ثلثہ بطریق دوران مخصوص ہین ایسے اور بہی اختصاص ہین جیسے ہفتہ مین برائے
شرف و بزرگی جمعہ مہینونمین شہرہا سے حرام خاص ہین اسپر اجماع اہل اسلام ہے

بہر امام عاشورہ مین ناحق کلام ہے۔
قال نہ اسمین حلقہ باندہ کر بازار اور مکان مین پڑہنا تہا نہ اسمین ذلت و شکست م دیگر بیان ہے اور نہ کبہی نعش اور تخت بنا کر اوسکے آگے پڑہتے تہے اور نہ اوپر سے ڈہول اور تاشے بجتے تہے علے ہذا القیاس۔
اقول ذلت اور شکست اور تخت و تابوت ایک نہ دو بلکہ متواتر جوابات ہو چکے تاشے ڈہول کا مضمون بہی بے ڈول ہو گیا مگر حضرت بی بی زنان بنی ہاشم کے ساتہہ حلقہ باندہکر مزار شریف پر ضرور جاتی تہین اور مرثیہ پڑہکر روتی اور رولاتی تہین۔
قال مرثیہ اسکو کہتے ہین جسمین میت کے اوصاف ہون اور تم جو گاتے ہو اوسمین میت کی رسوای اور شکست سُر اور تال سے نکلتی ہے۔
اقول تال و سر تو آپکا موقوف ہی ہو گا اس سے تو مجبوری ہے مگر ہمارے مرثیے تو ایسے ہی جنمین حضرت امام کے صبر و شجاعت اونکی اور اہل بیت کرام کی مصیبت اور واقعات شہادت یزیدیون کی ظلم و شقاوت کا بیان ہے اسمین نہ ان حضرات کی معاذ اللہ ذلت نہ کسر شان ہے اگر ذکر واقعات موجب ذلت و اہانت ہوتا تو علماے کرام اور مورخین اسلام کبہی اس ذکر کے نزدیک نجاتے خصوصًا شاہ عبد العزیز صاحب سر گزشر الشہادتین مین یہہ فقرات مصیبت خیز درد انگیز تحریر فرماتے ثم دخلوا علی الحرم واسروا اثنا عشر غلاما من بنی ہاشم ومن کان من النساء وامر ابن سعد وشمر نفرا فرکبوا خیولہم واوطئوا جسد الحسین وارسلوا راس المکرم تدیرہ فے سالک الکوفہ ثم ارسلہ مع رؤس سائر الشہداء وسبایا اہل البیت الی یزید ابن معاویہ مع شمر ابن ذی الجوشن وکان بدمشق انتہی یعنی بعد شہادت وہ اشقیا اہل حرم پر داخل ہوے اور بنی ہاشم سے بارہ لڑکون کو عورتون کو اسیر کیا اور ابن سعد اور شمر نے چند نفر اشقیا کو حکم دیا کہ وہ

گھوڑون پر سوار ہوئے اور جسد مبارک امام حسین مظلوم کو روندڈالا اور سر مکرم کو روانہ کیا اور سر مکرم کو روانہ کیا کہ وہ کوفہ کی گلیون مین پھرایا گیا پھر اوس سر مطہر کو مع سرہاے دیگر شہدا و اسیران اہلبیت بہمراہی شمر یزید کے پاس بھیجا اور وہ دمشق مین انتہی پس معلوم ہوا کہ ذکر ماجراے واقعی ہرگز ذلت نہین ہے اور جو اسکو ذلت سمجھے اوسنے علاوہ حضرات امام و اہلبیت کرام علمای اسلام کی بہی ذلت و اہانت کی نعوذ باللہ منہ۔

قال غرض جو تمہارے مرثیے ہین انکا نام ہجو ملیح ہے لغت کے موافق انکو مرثیہ نہین کہتے

اقول ہمارے مرثیے تو لغت کے موافق امام کی مصیبت اور بیان واقعات مین ہین کوی احمق بہی انکو ہجو ملیح نہین کہے گا ہان تمہارے رسالہ کا نام البتہ ہجو ملیح نہین بلکہ ہجو صریح ہے۔

قال جسطرح تمہارا کام غلط اسیطرح تمہارا نام بہی غلط۔

اقول ہمارا کام بعد اداے فرائض و سنن اسلام حضرت پیغمبر اور آل پیغمبر سے تولا اور ہمارا نام مومن تابع ثقلین حسب ارشاد رسول خدا ہے پس جو ہمارا کام اور ہمارے نام کو غلط کہے وہ خود غلط ہے۔

قال اور ایک غلط در غلط تمکو یہہ ہے کہ جسکو تم تعزیہ کہتے ہو اوسکو کیا معنی تعزیہ لغت مین مصیبت زدہ کو صبر اور دلاسا دینے کو کہتے ہین اور عزا کے معنی صبر کے ہین۔

اقول لا مناقشة فی الاصطلاح اسکے علاوہ چونکہ ہم شوق زیارت قبر شریف امام مظلوم مین بیچین اور بیقرار رہتے ہین اور بوجہ اکثر علائق و موانع نہین جاسکتے لہذا نقل قبر شریف بناتے ہین کہ ہمکو مصیبت اور قلق جدای روضہ مقدسہ مین صبر و دلاسا دیتا ہے اور رونے اور رلانیکا بہی معین ہے کہ گریہ و بکا منافی صبر و رضا ہرگز نہین اسیطرح منقولات شرعیہ و عرفیہ بہت ہین مثلاً صلوة کے معنی لغت مین مطلق دعا

کے ہین اب ارکان مخصوصہ نماز کو صلوۃ کہتے ہین پہر کیا یہہ غلط ہے مگر چونکہ آپ علم فصاحت و بلاغت سے بالکل اجنبی ہین حتی کہ اصطلاحات منطق بہی نہین جانتے اسوجہ سے آپ ہی کا گمان غلط اور بلا کی بد عنت ربود ہے بس زیادہ قابلیت بگہارنا بے سود ہے۔

قال بہلا سمجہو کہ اس تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا کہین نام اور نشان بہی ہے

اقول ہان تعزیہ مین صبر اور دلاسا دینے کا نام و نشان ہے جیسا کہ ہمنے بتلادیا اور آپ اپنی کج فہمی سے نہ سمجہے تہے سو ہمنے سمجہا دیا۔

قال اور کوی کسی سید کے گہر آکر کبہی صبر اور دلاسا نہین فرماتا بلکہ کمبخت ہر سال بیچارے سیدونکو نئے نئے مضمون کے مرثیے سنا کر رلاتے پٹاتے ہین۔

اقول آپ اپنے موںہہ پہلتے ہر جگہہ داغتے ہین نہ کبہی محرم کی مجلسون مین شریک ہونا نصیب ہوا نہ کبہی روز عاشورہ سیدون کے حالات دیکہے کہ جہان روتے رولاتے ہین وہان آپسمین اعظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بالحسین علیہ السلام کہکر صبر و دلاسا ہی دیتے جاتے ہین اور نئے پرانے مرثیے پڑہنا اور رونا رولانا تو خاص علامت سیادت ہے اور رونے اور غم کرنے پر سیدونکو سنہنا اور موںہہ چڑہانا کمبخت ناسیدونکی عادت ہے۔

قال اور ایسی جگہہ اگر کوی کہے ایسا چپ رہو اور صبر کرو تو پہر تعزیہ دار اپنی چہاتی چہوڑ اوسکی چہاتی پر گہونسی لگادین۔

اقول امر بصبر و سکوت کرنا کسی کا اگر براہ محبت و قلق ہے تو تعزیہ دار کبہی ایسا نہین کرتے محض افترا ہے اور اگر از براہ طعن و دق ہے تو یہی اوسکی سزا ہے۔

قال اب سچ کہو یہہ اولٹا نام کس اولٹے نے رکہا ہے اور ماتم کرنیکو تعزیہ لعنت مین لکہا ہے

اقول نام ہرگز اولٹا نہین فقط آپکی سمجہہ اولٹی ہے غم و الم گریہ و ماتم صبر کے خلاف

نہین انبیا اولیا سب روتے آئے ہین اسکا بیان بخوبی اوپر ہو چکا ہے پس ماتم کرنے کو تعزیہ اوسی کتاب مین لکہا سمجہو جسمین ارکان مخصوصہ کو صلواۃ لکہا ہے۔

قال کیا قدرت خدا کی ہے جسکا سر لیبے نام غلط اوسکے اور کام کا کیا ذکر یہہ وہ مثل ہوی خود غلط املا غلط انشا غلط۔

اقول کیا قدرت خدا کی ہے جسکی غلطی کا اس شد ومد دعوی کیا وہ دعوی بلیہیم غلط اور اوسپر جواور وہمیات بڑہائے وہ غلط در غلط اردو مین رسالہ لکہا اوسپر بہی اکثر فقرات مہمل اور غلط سے الغرض نقشے جم کیا کیا غلط خود غلط املا غلط انشا غلط۔

قال مثلاً اگر کسی کا باپ کچہہ مصیبت مین مرگیا ہو اور کوی اوسکی اولاد اور دوست سے یہہ کہے کہ بیٹھے کیا کرتے ہو باپ تمہارا ایسی خرابی اور آفت سے مارا گیا کہ کسی پہ ایسا ظلم نہین ہوا اوسکے مرتے تمہاری بہن کو ننگے پانون ننگے سر گلے مین طوق ڈالکر بیادے گہسیٹتے کچہری مین لیگئے اور تمہاری مان کی چادر سر سے اوتاری تمکو لازم ہے کہ ہمسے یہہ حال بار بار سنو اور خوب رو رو بیٹو غرض سمجہو تو کہ کون اسکو تعزیہ کہے گا اگر کسی ادنی کا حال اوسکے قریب کے سامنے اس وضع سے کہو تو وہ برا مانے بلکہ موہنہ پہ مارنے چڑہ جائے بڑے سے آدمی کا حال سر بازار ڈہول اور تاشے سے نقل کرو

اقول اب آپ پہر حد سے گذرنے لگے اور پہر وہی خبط ہوا کہ انبیا اولیا کے حالات کو اپنے حال پر قیاس کرنے لگے ہم کتاب وسنت اور کلام علمائے امت سے تو آپکو سمجہا چکے اب خود آپ ہی کے کلام سے سمجہاتے ہین دیکہین آپ پہر وہی ضد کرتے ہین یا قائل ہوکر شرماتے ہین اپنے رسالہ کی تیسری فصل مین آپکو کچہہ یہہ کہنا یاد نرہا علے الغفلۃ وہان اسطرح کہا کہ حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا) اب برائے خدا جواب دیجیے کہ آپکے نزدیک اس بیان سے

حضرت ابراہیم کی ذلت اور ہتک حرمت ہوئی یا نہین ہوئی اگر ہوئی تو پہر خود فضیحت بدیگران نصیحت کیسی کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس کنوین مین زبردستی ہمکو ڈہکیلتے تہے اوسمین اوندہے موہنہ آپ ہی گرے اور اگر نہین ہوئی تو اپنے تیئین بیان مذکور مین ہتک حرمت حضرت سارا و حضرت خلیل سے بری سمجہہ لینا اور ہمکو اوسی بیان واقعی مین ذلت و ہتک حرمت امام نبیل و اہلبیت رسول جلیل کا الزام دینا کیا معنے اس سے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ دلی مقصد آپکا یہہ ہے کہ خاص حضرت امام اور اہلبیت کرام پر جو مصائب اشقیاے امت کے ظلم سے گذرے ہین وہ ذکر نہ کیے جائین اور لوگ مظالم یزید اور تابعین یزید نہ سنین نہ سنائین کہ اسمین آپکے دوست دلی یزید کی نہ بقلت بلکہ بڑی ذلت ہے بہرکیف ابتو یہہ آپکی تقریر آپ ہی کے گلو گیر ہوئی کہ اگر کسی ادنی کا حال کسی قریب و بعید کے سامنے اس دفع سے کہو کہ بیچارے فلان شخص کا حال بتحقیق یہہ سننے مین آیا کہ اوسکی بی بی کو جسکا یہہ نام ہے بادشاہ کے پیادے کچہری مین پکڑ لیگئے تو وہ برا مانے بلکہ موہنہ پر مارے اور تم حضرت خلیل سے پیغمبر جلیل اور اونکی بی بی کے نسبت ایسا کلمہ سبکے سامنے زبان پر لاتے ہو اور اونکا نام بہی مجمع عام مین لیتے جاتے ہو پس اگر کوئی دوسرا تمکو نہ مارے تو تمکو لازم ہے کہ تم خود اپنے موہنہ پر طمانچہ لگاؤ اور اس فضول بکنے سے باز آؤ۔

قال اللہ اکبر یہہ ہمارا جگرا اور صبر ہے کہ ہمارے باپ دادا کو کیا کچہہ یزید لوگ اور بعضے ناخلف ہمارے روبرو در پردہ فضیحت کرتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر اور سکوت اختیار کرتے ہین۔

اقول آپکا جگر تو ہندہ جگر خوار کے لخت جگر سے بہی بڑہکر قساوت اور حضرات ائمہ اثنا عشر سے کہلی کہلی عداوت رکہتا ہے اسی رسالہ منحوسہ مین آپنے کونسی

امتثال بزرگونکی اوتہار کہی بلاتشبیہ نقل کفر کفر نبین وہ ہم مہادیو اوردم مدار کے ساتھہ نعرہ یاحسین کرنا اور وہ ہر ہر کے ساتھہ علی علی کا دم بہرنا جو قبل اسکے آپنے کہاہے سب ہمکو یاد ہے اور یہہ سخت کلمہ کہ کیا امام مسلمانون کے بہی ہین جنکی بہہ گت ہوئی شل نشتر ہمارے دلمین کہٹک رہاہے اللہ اکبر یہہ ہمارا دل بہ جگہہ ہے کہ ہمارے اجداد امجاد کو کیا کچھہ یزید لوگ اور بعض ناخلف ہماری روبرو و درپردہ نہین بلکہ بلا حیا و حجاب بہ تحریر رسالہ وکتاب فضیحت کرتے ہین اور ہر جگہہ اونکی ذلت و شکست اور رسوائی کا اظہار کرتے جاتے ہین اور ہم اپنے سلف صالح کیطرح صبر و تحمل سے کام لیتے اور اوسکا جواب بعناد کر یہہ تو کا کہ قول لیتّا بہت ضبط اور نرمی سے دیتے ہین۔

قال حضرت حسن اور حسین کے وقت مین ایک یزید تہا اب اولاد حسن حسین کے وقت مین سینکڑون یزید ہوے خیر بہر حال صبر و برداشت لیناچاہیئے۔ ان اللہ مع الصابرین۔

اقول حضرت حسن کے وقت مین تو آپکا یزید محض بیچارہ تہا مگر اپنا جوڑ بٹہائیکو آپنے حضرت حسن کا ذکر کیا ہان حضرت امام حسین کے وقت مین البتہ ایک یزید تہا اب سینکڑون یزید تو تہی ہی تعجب یہہ ہے کہ بعض ناخلف اولاد حسن کہلاکر حضرت امام حسین کی نسبت خود یزید ہوگئے یزیدیون نے اپکو تیغ و سنان سے شہید کیا ناخلف اولاد نے طعنہاے زبان سے زخمی کر نہین یزیدیونکا ساتھہ دیا اوسپر طرہ یہہ کہ باپ داداکی شرم نہین اتی یزید کی غلامی کرکے جہوٹی سیادت پر مباہات کی جاتی ہے پس اگر وہ سلف صالح ہین تو آپ ناخلف ظالم ہوکر مصداق انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ہین

قال عجب حیرت ہے کہ خدا و رسول کے فرض اور سنت جسمین نہ ہراگے دیشکری

نہ کمنگر بلانی پڑیے نہ بانس ابرک منگانے نہ تاشے ڈہول بجانے نہ دہوم دہام مچانے نہ لیپئی کی حاجت نہ کاغذ کی ضرورت سو سینکڑون بار لوگون سے قضا ہوتی ہین اور جسمین یہہ کچہہ جال اور جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے

اقول عجب حیرت ہے کہ جب اصل اباحت تعزیہ سازی اور اوسکا منجملہ شعائر امام ہونا بکرات و مرات ثابت ہوچکا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ تعظیم شعائر ہر حال مین لازم ہے پتہر اور قرطاس و بانس وغیرہ بعد شعائر ہونے کے ہرگز مانع تعظیم نہین تو اس تمہید لاطائل سے کیا حاصل لیکن چونکہ آپکو خاص تعزیہ وغیرہ شعائر امام علیہ السلام سے عداوت ہے بدین وجہہ بے سمجہے بوجہے فقط شعائر امام کے شانیکی واسطے بے تکی باتین کرتے ہین کہ جس سے کفار بہی گنجائش کلام کی پاوین آپکے بدولت وہ بہی شرائع اسلام پر یہہ بیہودہ الزام لگاوین کہ ہماری بتونکی پوجا مین نہ ہرا لگے نہ پہنکری سنکہ پہونکنے مین نہ سر نکلے نہ گنگری جب قنوجی برہمن کے استہان پر جا کر دو چار پتہر جہا کر ڈنڈوت کر لیا عہدہ برای ہے مگر مسلمانون نے اپنے خدا و رسول کے فرض و سنت ادا کرنے مین بڑی آفت پیچہے لگای ہے کہ ہر سال حج کو مکہ مین جانا احرام کے واسطے سیئے کپڑے بیکار جامہ نادوختہ بہم پہونچانا کوہ صفا و مروہ کے درمیان مین دوڑنا کنکریان پہینکنا پتہر کو چومنا ہدی کا ساتہہ لینا منی مین قربانی کرنا دیگر شرائط و آداب حج بجا لانا تب خدا خدا کر کے گہر آنا اور اگر ان مناسک مین کچہہ خلل آیا تو حج تشریف لیگیا مال ضایع محنت برباد گناہ لازم ہوا اگر اپنا بہلا چاہے تو سال پلٹے مکہ کا عازم ہو پس جسمین یہہ کچہہ جال جنجال چاہیئے اوسکو ایک سال قضا نہین کرتے دیکہیئے اگر آپکے نزدیک یہہ ہندوؤن کا گمان سچا ہے تو آپکا گمان بہی سچا ہے حالانکہ شریعت اسلام کے رو سے تم دونون کا گمان فاسد اور جہالت پر منحصر

اصنام و دیگر افعال و عقائد کفرہ لیام اور شریعت کے احکام و شعائر اسلام مین
زمین و آسمان رات دن کا فرق ہے ہم اوپر بہی اسکو لکہہ چکے ہین پہر یہان مکرر
بہی تنبیہہ کرای المساک ماکررتہ یتضوع۔

قال اور اللہ کے جتنے فرض ہین سب مقدور پر موقوف ہین زکوۃ تب دے جب مال
ہو اور روزہ تب رکہے جب بیمار نہو لیکن ہر چند محتاج ہو یا قرضدار تعزیہ جو بناتا ہو
تو ضرور ہے کہ بنا وے سبحان اللہ امام کی روح اسسے کیا خوش ہو گی کہ ہمارے دوستونکے
نزدیک اللہ کے حکمون کی کچہہ قدر نہی اوسکو فرض و واجب پر حاشیہ چڑہایا ایسے
مقام مین خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیے اللہم احفظنا۔

اقول اللہ کے جتنے فرض ہین وحسب شرائط مندرجہ سب مسلمان ادا کرتے
ہین اور بقدر امکان شعائر اسلام و ایمان کو بہی رونق دیتے رہین لیکن ناداری
اور عدم میسری مین جملہ تکالیف ساقط ہین پس جب بعض اوقات واجبات سے
معافی ہے تو مستحبات کا کیا ذکر ہے لیکن آپکو عزاداری امام کی موقوفی مین بڑا
اہتمام و فکر ہے حالانکہ بتفصیل معلوم ہو چکا کہ شعائر امام بعینہ شعائر خدای منعام
ہین اور خدا تعظیم شعائر کا حکم فرماتا ہے پس امام کے نزدیک شعائر خدا کے مٹانیوالے
دشمن خدا و امام ہین پس ایسے دشمنون کو خدا کے غضب سے پناہ مانگنا چاہیے۔

قال اور بڑے محب اور دوستدار امام کے اس زمانہ مین اپنے تئین وہی لوگ جانتے
ہین کہ خلاف خدا و رسول کے سازنگی نوازی اور رقاصی اور زناکاری اور مال مردم
خوری وغیرہ افعال شنیعہ کرکے تعزیہ داری کرتے رہین۔

اقول اگر ایسے لوگ دعوای محبت امام علیہ السلام مین سچے رہین تو آپ ایسے ملا
مخدوم دشمن امام سے ہزار درجے بہتر ہین ان افعال سے اونکی دلی محبت مین
کچہہ نقصان نہین کیا آپکو قصہ عبد اللہ بن عامر کا بہول گیا جو حضرت پیغمبر کے صحابی

ہو کر شراب پیتے تھے جب بعض اصحاب نے اونکو زجر و توبیخ کی تو آن حضرت نے فرمایا
کہ ابن عامر کو کچھہ نکہو کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکہتا ہے پس ابن عامر کے حال پر
ان لوگون کا حال بہی قیاس کر لیجیے کہ باوجود افعال شنیعہ وہ محبت امام پر مرتے
امام کی تعزیہ داری کرتے ہین۔

قال اور یہہ عوام الناس بیجا کہانی اور تماشے اور فائدہ دنیوی کے لالچ انکے
یہان جاکر شریک مجلس ہوتے ہین بلکہ ان فاسقونکو مومن اور مومنہ کا خطاب دیتے ہیں

اقول شریک مجلس ہونے مین فائدہ دنیوی کیا ہے فائدہ دینی البتہ ہوتا ہے اور
بیجا کہانا کون کہاتا ہے ہمتو ایسے لوگون کو دیکہتے ہین کہ وہ نذر و نیاز مین بڑا اہتمام
کرتے ہین بڑی احتیاط و طہارت بجالاتے ہین جیسے جسطرح ابن عامر نے صحابی کا خطاب
پایا یہہ مومن مومنہ کا خطاب پاتے ہین۔

قال اور بعضے جو ظاہر مین اچھے بہلے آدمی اور بڑے کہلاتے ہین اور باطن مین فاسق
اور نالائق وہ بہی اونکے یہان دوڑے جاتے ہین۔

اقول شرع شریف مین تو حکم ظاہر حال پر ہوتا ہے باطن جاننے کی تکلیف نہین
دیگئی کہ باطن کا حال بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین جانتا کیا آپکو بہی علم غیب کا
دعوی ہے جو کہتے ہین کہ باطن مین فاسق اور نالائق ہین یہہ تو سخت غیبت ہوئی
توبہ کیجیے اور اونکے یہان دوڑے جانے کا الزام نہ دیجیے ایک روز حضرت امام حسن
علیہ السلام کہین تشریف لئے جاتے تہے راستہ مین چند مجذوم بیٹھے کہانا کہاتے
تہے اونہون نے حضرت کو دیکہکر صلاح کہانے کی کی آپنے پہلے تو صوم کا عذر کیا
پہر سوچے کہ ایسا نہو انکو یہہ خیال آوے کہ حضرت نے بسبب ہماری مرض
کے ہمسے اکراہ و انکار کیا پس فوراً اونسے ارشاد فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ
لوگ شام کو ہمارے مہمان ہو جائین اور ہم اور تم باہم بیٹھکر کہانا کہائین وہ شام کو

حاضر در دولت اور امام کے ساتھہ کہانا کہا کر مشکور نعمت ہوی اب سوچیے کہ جن اچھی
بہلے آدمیون کو آپ فاسق اور نالائق کہتے ہین وہ ایسے لائق و فائق ہین کہ اپنے
امام کی تقلید اور پیروی مین ایسے لوگون کے حال اور افعال پر نظر نکر کے محض اس
حسن ظن سے کہ نذر و نیاز مین بُری کمائی نہ لگائی ہو گی اونکے یہان نہین بلکہ اپنے
امام کی مجلس مین دوڑے جاتے ہین اور آپ اولاد حسین کہلا کر اپنے باپ دادا کی
پیروی چہوڑ کر رجما بالغیب ان بہلے آدمیون پہ فسق و فجور کا عیب لگاتے ہین
سچ ہے المرء یقیس علی نفسہ۔
قال کسیکو یہہ غیرت نہ آئی کہ ایسے لوگ تو صرف اپنے نام کیلیئے یہہ کام کرتے ہین انکو
امام سے کیا نسبت ایسون کے یہان نجائیے اور انکا کہانا نکہائیے۔
اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ صرف اپنے نام کے لیئے یہہ کام کرتے ہین بہر کیف
چونکہ یہہ نیک کام ہے پس نیک کام مین جانے اور نذر و نیاز کا کہانا کہانے مین
غیرت ہے کہ کونسا مقام غیرت ہے اس لیئے کہ انکو امام سے وہی نسبت ہی جو ان عالم کو
خدا اور رسول سے نسبت ہے۔
قال بلکہ انکو سمجہا کر ایسی حرکت سے باز رکہیئے۔
اقول واہ ری اولٹی سمجھہ انکو ایسی حرکت موجب برکت سے باز رکہنا چاہیہ یا ایسے
ایسے نیک کامون کی ترغیب دینا چاہیئے کہ ایسے نیک کامونکی عادت ہوتے ہوتے
انکے بُرے کام سب چہوٹ جائین کہ نیک کامون خدانے ہی برکت دی ہے
اور یہی اثر دیکہیئے قرآن مین آیا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر
قال کیونکہ اگر امام برحق کی محبت ہوتی تو ان حرام کامون سے کنارہ کرتے۔
اقول سمجہتو آپکا اس نرلی قافیکو نہین ملتے پیغمبر برحق کا کہنا برحق جانتے ہین
تو ابن عامر کو باوجود شراب خواری خدا اور رسول کا دوست فرمایا کچہہ حرام کام کا خیال

نہ آیا پس حرام کاموں سے کنارہ کرنے کی یہی تدبیر تھی کہ اونکو نیک کاموں مین لگاکر اونکے کار خیر مین شریک ہوتے اونکے گھر جاتے اور اونکی ہمت و توفیق بڑھاتے کہ رفتہ رفتہ نیک کاموں کے بدولت بد کاموں سے وہ باز آتے لیکن چونکہ آپ بتقاضای خشونت طبع عنیف طریقہ نصیحت و تالیف نہین جانتے اور اونکی نیک کام مین بھی شریک ہونے کو منع کرتے ہین تاکہ وہ اپنے انہین بد کاموں پر اڑے اور اسی ضلالت مین پڑے رہین تو اونکے گناہوں کے مواخذہ مین آپ بھی پکڑے جائینگے الدال علی الشئ کفاعلہ۔

قال نہ کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کیواسطے خرچ مین لاؤ اور اوسی پیشہ کو کیئے جاتے ہین۔

اقول ہرگاہ افعال مسلمین خصوصًا نیک کاموں مین عند الشرع محمول بصحت ہین تو یہہ آپکو کیونکر یقین ہوا کہ ایسی کمائی جس سے شیطان عار کرے امام کے واسطے خرچ مین لاتے ہین خیر یہان تو آپنے عزاداری کے مصارف کو امام کے واسطے کہا شاید رو مین کچھ اگلے باتونکا خیال نہ ہا اگر آپ پھر ویسی باتین بیجا کرتے تو ضرور ہم آپکا شکریہ ادا کرتے اور اگر آپ اونکی نیک کام مین شریک ہونے کو منع نفرماتے تو امید تھی کہ اونکا پیشہ کیا بد کام سب چھوٹ جاتے۔

قال اس سے معلوم ہوا کہ اون لوگون نے شاید کسیکا نام اپنے خیال مین امام رکھ لیا ہے۔

اقول ایسا خیالی پلاؤ آپ ہی پکاتے اور اپنے پیر مقتول کی اوسپر نذر دلاتے ہین جس امام عالیمقام کو کفار تک ایسا پہچانتے ہین کہ ایام عزا مین وہ بھی نذر و نیاز امام صاحب کے چڑھاتے ہین اونکی جگہہ یہہ مسلمان کسی اور کا نام امام رکھ لین بھلا یہہ بات کہین عقل مین آتی ہے ہان آپ ایسے عقلمند کے نزدیک

قال نہین تو امام پاک کو اس ناپاک کمائی اور ایسے ریاکارون سے کہ جنسے خدا و رسول ناخوش ہون کیا علاقہ ہے۔

اقول وہی علاقہ جو رسول پاک کو شراب ناپاک پینے والے ابن عامر سے تہا۔

قال چونکہ اللہ تعالے اپنے حبیب کی طرف سے اونیسوین سیپارہ مین دوسرے رکوع مین آیہ ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا یعنے بہلا تو دیکہہ تو جسنے پوجنا اختیار کیا اپنے چاؤ کا کہین تو لے سکتا ہے اونکا ذمہ یا تو خیال رکہتا ہے کہ بہت انمین سنتے ہین یا سمجہتے ہین اور کچہہ نہین وہ ہر چوپایون کی برابر ہین بلکہ وہ زیادہ بہکے ہین راہ سے سوان لوگون کا حال ایسا ہی ہے کہ شیطان اور نفس کے فریب مین آگئے کیسکے سمجہانے کو نہین مانتے بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکتے ہین خیر ہم اپنا کام کرتے ہین وہ مانین یا نہ مانین ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے جسے چاہے دیوے جسے چاہے باز رکہے۔

اقول خدا کا فرمانا برحق ہے مگر اونیسوین سیپارہ کے لفظ کیطرح غلط مطلق ہے اسی ترجمہ کے پڑہنے کی تاکید ہوتی تہی سبحان اللہ خدانے کسی شخص خاص کو نہین فرمایا بلکہ من اتخذ الٰہہ ھواہ آیا ہے مگر آپنے جو بدون ثبوت کافی و شہادت وافی مسلمانون کو مصداق اسی آیت کا ٹہرایا کچہہ اپنا ہی خیال نہ آیا کہ کسقدر آپنے دین اسلام مین بے اعتدالیان کین شعائر اسلام اور عزائے حضرت امام کے مٹانے مین کیا کیا نازک خیالیان کین کہ جنسے خدا و رسول بیزاری اور حافظان حدود شریعت حد شرع جاری کرین سنئے تو بقدر امکان آپکو بہت سمجہایا مگر شیطان اور نفس کے فریب نے آپکو سمجہنے نہ دیا بلکہ ضد کرکے اور زیادہ بہکایا سچ ہے ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے چنانچہ بیسوین پارہ کے نوین رکوع مین اللہ تعالے اپنے حبیب کے

خطاب فرماتا ہے انک لا تهدی من احببت ولکن اللہ یهدی من
یشاء یعنے تو ہدایت نہین کرسکتا جسکو چاہتا ہے اور لیکن خدا ہدایت کرتا
ہے جسکو چاہتا ہے واقعی خدا جسے چاہے ہدایت دیوے جسکو چاہے باز
رکھے اگر اپنی کسی تفسیر مین آپ نے شان نزول اس آیت کا پڑھا ہوگا
تو ہمارا آپکے نسبت اس آیت کریمہ کے لکھنے کا لطف زیادہ معلوم ہوگا و تریضیر

قال اور یہہ بھی سُننے اور دیکھنے مین آیا ہے کہ جب ایسے ریاکار بداطوار جھوٹے
دوستدار دنیا کی حرام کمائی حاصل کرکے اور اپنی ناموری کے کامونکے ساتھہ
یہہ کام بھی کرنے لگے ہین اور اس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بےادبیان
عمل مین لاتے ہین تو امام کی خاطر سے جو پیارے بندے اللہ کے ہین اوسکے غضب
مین بھی گرفتار ہوکر آخرت کے عذاب الیم کے سوا دنیا مین بھی جلد خانہ برباد
ہو جاتے ہین۔

اقول جو ایسے ریاکار بداطوار جھوٹے دوستدار ہین کہ بپردہ دوستی
ایسے دشمن امام بنجاتے ہین کہ اوس جناب پاک کی نسبت سینکڑون طرح کی بے
ادبیان عمل مین لاتے ہین اونکی بمفاد کریمہ ولنذیقنّهم من العذاب الادنی دون
العذاب الاکبر دنیا مین بھی سزا ہے اب بھی توبہ کیجئے اور ہوش مین آئیے نہین تو
بہت پچتایئے گا۔

قال اور بہتون کو بموجب اس آیت کے فلمّا نسوا ما ذکّروا بہ فتحنا
علیہم ابواب کل شیٔ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ہم بغتة فاذا ہم
مبلسون فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین پھر جب بہول گئے جو نصیحت
کی تہی اونکو کہولدیئے ہمنے اونپر دروازے ہر طور کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے
پکڑ لیا ہمنے اونکو بےخبر پس وے رہگئے ناامید گناہ کرنے کی فرصت دیتا ہے

پہر ایک مرتبہ ایسا پکڑیگا کہ اوسکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

اقول خدا کا کلام برحق ہے اگر چشم غور کہولکر دیکھو تو یہی حال آپکا ہے کہ پیروی باپ کے ارادت اور زخارف دنیا کی جمعیت سے بڑے مخدوم بنکر ایسے مغرور ہو گئے کہ اللہ کے پیارے بندون کی اہانت مین پہلے رسالہ لکہے پہر بہت بڑہکر زبان اور گستاخیان کین اونکی مصیبتون پر ہنسے حسب ارشاد خدا ی تعالے آسمان و زمین رونے سے بیشک کیا خوشی اور سرور کا حکم دیا اسی خوشی مین خدا کے غضب کا خیال نہ آیا اوسکی نصیحت کو بہلایا خدا نے فرصت دی مگر ابتک توبہ نکی ایکمرتبہ ایسا پکڑیگا کہ آپکا گڑگڑانا اور توبہ کرنا کچھہ فائدہ نکریگا۔

قال اور کسیکی سفارش کہ اپنے خیال ناقص مین اوسپہ بہول رہے ہین کام نہ آوے گی۔

اقول خدا کی رحمت اوسکے غضب سے بڑہی ہوئی ہے اوسنے اپنی جوش رحمت سے فرمایا ہے پارہ ششم دسوین رکوع مین آیا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پس گنہگار مسلمانون کے واسطے جنکے عقائد درست اور خدا کے نیک بندون کے تابع ہین خدا نے ایک وسیلہ بتلا دیا ہے اوس وسیلہ سے اونکی سفارش قبول کریگا اور جو بندے گندے ایسے ہین کہ نہ خدا اور رسول کا حکم مانین نہ شعائر اللہ کی تعظیم لازم جانین بلکہ اللہ کے دشمنون کی اعانت اور شعائر اللہ کی اہانت کرین اونکے واسطے اونکے ایسے پیر کی سفارش کہ اپنی خیال ناقص مین اوسپہ بہول رہے ہین کام نہ آویگی کہ ایسے پیر آپ ہی درماندہ شفاعت ہے۔

قال ہان اگر پہلے سے خبردار ہوکر اپنے برے کامون سے باز آتے تو چہوٹتے اور بچتے اللہ تعالے مجکو اور جمیع مسلمانون کو ایسے برے کامون سے بچا وے آمین یارب العالمین۔

اقول ہان گناہونکے معافی کی یہی تدبیر ہے مگر وہ دانا ئے مافی الضمیر ہے اگر ایسے
برے کامون سے توبہ کر لی ہوگی تو البتہ خطا معاف ہے ورنہ سخت دار وگیر
ہے اللہ تعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو اوس سے بچا دے آمین یارب العالمین

قال فصل دوسری عجب معاملہ ہے کہ جب جاہلونکو اسطرح کے کامون سے
منع کیا جاتا ہے تو عجب طرح کے واہی تباہی اعتراضین اور سوال کرتے ہین
سب خرافات کون بیان کرے یہان چند باتون کا مذکور کر دیتے ہین باقی اگر
خدا نے توجہ دی تو اسی پر اوسکا بھی قیاس کر لینا۔

اقول عجب معاملہ ہے کہ جب متعصبونکی ممانعت ومزاحمت بیجا پر علمائے
اسلام کے اقوال بلکہ اونہین کے قول سے استدلال کیا جاتا ہے تو حرکت
جاہلانہ سے باز نہین آتے بلکہ کہسیانہ ہو کر اور اولٹی پلٹی باتین بناتے ہین اسی
قسم سے آپکے جاہلونکی نسبت یہہ جاہلانہ تقریر ہے جسمین اعتراضین اور سوال کا
جوڑ خود جہالت کی نظیر ہے۔

قال بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا بادشاہونکی وقت سے چلا آتا ہے
بڑے بڑے عالم فاضل گذرے کسینے منع نہین کیا تمہین بہت پڑھے ہو اور کوئی
کیا پڑھا نتہا دیکہو فلانے میان کے پاس ہم مدت تک رہے اونہون نے کبھی
منع نہین کیا اور جنکے ہمارے باپ اور ہم مرید ہین وے حضرت تو آپ تعزیہ بناتے ہین

اقول ہزار آفرین ایسے جاہلون پر گو جاہل تھے مگر شناشتا یا تاریخی واقعہ تو بیان
کیا عالمونکی سند تو گذرانی اپنے پیر کا حال تو ظاہر کیا ایسے جاہل تو آپ ایسے
پڑھون سے بہتر غنیمت نکلے سہ بار از ین گیاہ ضعیف این گمان نبود۔

قال جواب یہہ ہے بقول تمہارے بادشاہون کے وقت سے چلا آتا ہے پہلا پیغمبر اور
امام کیوقت سے تو نہین بنتا آتا ہے۔

اقول جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور امام کیوقت مین کچہہ تعزیہ کی ضرورت نہ تہی کیونکہ اسلام نے جہان اور شعائر اسلام کا اعلان کیا از انجملہ تعزیہ بنانیکا بہی حکم دیا۔

قال اب یہہ تو کہو بادشاہونکی امت ہو یا پیغمبر کی۔

اقول کیا جاہلون سے قابلیت کرتے ہو وہ بیچارے تو پیغمبر کی امت مین اور علمائے امت سے سُن سُنا کر بموجب حدیث من انکر امامۃ السلطان فہو زندیق بادشاہ اسلام کو منجملہ اولی الامر و امام جانتے ہین بدین وجہ بادشاہون کیوقت سے تعزیہ بنے کو سند مانتے ہین اسی حدیث کے بموجب آپکے پہلے جواب کا دوسرا جواب یہہ دیا جاتا ہے کہ گو تعزیہ پیغمبر کے وقت مین نہین تہا مگر امام کیوقت سے بنتا آتا ہے اب آپ بہی تعزیہ بنائیے حکم امام یعنے بادشاہ اسلام سے عدول اور اوسکو عہدہ امامت سے معزول نفرمائے ورنہ بہت چہپائیگا یعنے گو صاحبزادے صدیق ہون مگر آپ زندیق ہوجائیگا۔

قال اور بادشاہون کے ہاتہہ اور وقت سے سینکڑون برے کام ہو آئے ہین اونکے وقت کے ہونے سے یا اونکے کرنے سے وہ کام اچہے نہین ہوگئے۔

اقول بادشاہون کے کام اچہے ہون یا برے وہ حسب ارشاد علمائے کرام دیکہ ینعزل الامام بالفسق ای الخروج عن طاعۃ اللہ والجور ای الظلم علی عباد اللہ کسی طرح معزول ہی نہین ہوسکتی اور جب فسق و جور سے معزول نہین ہوتی تو ایک امر مباح یعنے تعزیہ بنانے سے جو اچہا کام ہے کیونکر معزول ہونگے پس اگر آپ ایسے بادشاہ کیوقت مین ہوتے جو تعزیہ بنانے کا حکم دیتا ہے کہئے آپ بناتے یا نہ بناتے اگر بناتے تو اب بہی بنائیے اور اگر بدعت کہکر نہ بناتے تو حسب ارشاد من دعاہ السلطان فلم یجبہ فہو مبتدع آپ نافرمانی اور عدم اجابت دعوت سلطان سے خود بدعتی ہو جاتے غرض یہہ جاہل بڑے ہوشیار

ہین خدا جانے کب کا بخار آپنے نکالا بادشاہون کا ذکر کرکے کس جھگڑے اور عذاب
مین آپکو ڈالا۔

قال اور بادشاہ کیا بالِ پیغمبر کے وقت سے بت پرستی چلی آتی ہو اور حرامکاری اور
دغابازی اور چوری سب ہوتی آتی ہے کہدو یہہ سب کام بہی درست ہین۔

اقول سبحان اللہ اصل کلام یہہ تہا کہ بادشاہون کے وقت سے تعزیہ بنتا آتا
آتا ہے اونہون منع نہین کیا بلکہ اوسکو رواج دیا اوسپر کیا خوب آپ فرماتے
ہین کہ بادشاہ کیا بالِ پیغمبر کیوقت سے بت پرستی وغیرہ سب بری کام ہوتے
چلے آئے ہین کہدو کہ یہہ سب کام بہی درست ہین لاحول ولا قوۃ کیا حضرت پیغمبر
نے ان امور منکرہ سے ممانعت نہین کی یا اپنے وقت مین اپنے امکان بہر انکو
روا رکہا آپنے جسطرح تعزیہ پر تہمت کی کہ تعزیہ کے سبب بڑے بڑے گناہ
ہونے لگے کیا اسیطرح حضرت پیغمبر پر بہی تہمت کیجیے گا کہ نعوذ باللہ آنکے سبب
یہہ سب بڑے بڑے گناہ ہونے لگے اور بادشاہ تو ایسے بال ہین جنکی اہل سنت
نہ کرین آپ بدعتی اور زندیق ہوسکتے ہین اگر اور زیادہ سر تابی کیجیے گا تو شاید
سزا یابی کی نوبت آئے تو اور خرابی ہوجائے ۔

قال اور جو یہہ کہو کہ ان کامونکو آگے سے منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا
تو یہان بہی اسیطرح سے سمجہو کہ تعزیہ کو منع کرتے آئے ہین مگر لوگون نے نچہوڑا۔

اقول اگلے علمای کرام اور سلاطین اسلام نے تو تعزیہ بنانیکو کبہی منع نہین کیا بلکہ خود اوسکو
رواج دیا اور علمای حال بہی اسکو مستحسن جانتے ہین ہان ایک فرقہ مستحدثہ وہابیہ جسمین
آپ بہی ہین پیچہے سے منع کیا سو ایسی گوزشتر بات کو ہم کب مانتے ہین۔

قال اور تمنے کسطرح سے جانا کہ کسی عالم و فاضل نے منع نہین کیا۔

اقول ہمنے اسطرح سے جانا کہ بڑے بڑے سلاطین اسلام اور علمای عظام کیوقت

سے تعزیہ بنانا شروع ہوا اور کسی نے ممانعت نہین کی حالانکہ عہد عالمگیر مین بھی
جو ایک متعصب بادشاہ تھا اور صدہا علما اوسکے وقت مین موجود تھے وہ بھی کوئی
مانع اور مزاحم نہوے اور مخالفت کیسی بلکہ اکثر علماے کرام جو طالب رونق اسلام تھے
برابر جواز تعزیہ سازی کا فتوے دیا کیئے اور اوسکی تعظیم کیا کیئے چنانچہ مولوی عبدالوحید خان
نبیرہ مولوی عبدالعلی صاحب رسالہ ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین (کہ علمای حقانیہ
این عصر این رسم مذکور را از شعائر اسلام تصور فرمودہ قطعا فتوی برای ترویج وقیام
آن دادہ اند) اور اس سنہ یادہ خزانۃ المتقین مین تصریح ہے کہ مفتی را باید
کہ بنظر حال وعصر وزمان فتوی دہد پس درین عصر وزمان علمای صالحین فتوی
بترویج وقیام تعزیہ امام مظلوم کردہ اند نہایت بجا ومناسب است وترویج
آن موجب ثواب واجر عظیم انتہی۔ ما نقلنا من کشف الرین۔

قال جہان عالم فاضل ہوتے آئے ہین وہان ضدی جاہل بھی ہوتے آئے ہین تمام
جہان سو سمجھ کے سمجھانے سے عالم فاضل کے چھوڑ نہین دیتا ہے۔

اقول ضدی جاہل وہی ہین جو باوجود دعوای قابلیت مرض جاہلیت مین گرفتار
اور نشۂ جہل مرکب سے ایسے سرشار ہین کہ اگر ہزار عالم ایک طرف ہون اور کہین
کہ تعزیہ بنانا موافق قواعد شرعیہ ہرگز منع نہین تو بھی وہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ
کہے جائین گے اور اپنے سر پیر کی لکیر ہی پیٹتے رہین گے اور اوسکی ممانعت سو سو بہانہ سوچینگے

قال اور عالم جانتے ہو کسکو کہتے ہین حقیقتا مین وہ ہے جو قرآن وحدیث
سے خوب واقف ہو اور اللہ سے ڈرے اور دنیا کی محبت مین نہ پڑے اور خدا
ورسول کے خلاف نہ کرے ایسے کو پڑھا کہتے ہین۔

اقول یہی صفت سب اون علماے کرام اور حامیان ملت اسلام مین تھی جو حضرات
جواز تعزیہ کا فتوے دیتے تھے اور تعزیہ شریف کے روبرو باادب استادہ ہوکر

فاتحہ اور درود پڑھتے اور اونکی تعظیم کرتے تھے ثواب بےحساب لیتے تھے
قال اور جو عربی و فارسی کی کتابین پڑھکر لگے دنیا کمانے اور نام و عزت کے
لیئے اور جاہ و حشمت کے واسطے اچھے کھانون اور کپڑونکی خواہش سے
موت و عاقبت کو بھول کر کافرون اور فاسقون اور بدعتیون کی خوشامد
کرے اور اونکا تابعدار بنے اور دین کے کامون مین انکی خاطر اور دوستی
سستی ڈالی نہ آپ ہمت باندہتے اور نہ اونسے ہمت بند ہوا لیے بلکہ دین کے
چورون کی طرحسے دنیا کی طمع سے کونے مین مونہہ چھپاوے اور دیندار مولویون
کی شرعی پکی باتون کو جو عوام کو شرک و بدعت سے بچنے کے واسطے کہتے ہین
اپنی بڑائی اور خودپسندی کی راہ سے اوسمین حجتین منطقی نکالکر بیچارے نادانون کو
اچھی راہ سے بہکادی سو ایسے جہوٹے دغاباز مولویون نے خصوص اس زمانہ مین
ظاہر شرع کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کرکے ہزارون عوام مسلمانون کو راہ
سے بہکاکر شیطانون کو معطل کر دیا سچ تو یون ہے کہ باطن مین انکے سوای طالب نام
اور جاہ اور حسد اور کینہ اور فسق اور بدنیتی اور فساد کی دینداری اور خداپرستی کی
مطلق بو نہین غرض ایسے لوگ حقیقت مین نفس اور شیطان کے اوستاد ہین
اور پیارے اللہ و رسول کی درگاہ سے راندے اور پھٹکارے ہین اللہ تعالے اپنے فضل و
کرم سے ایسونکی صحبت بد سے بچاوے اور اونکی دھوکے کی ٹٹی کے پیچھے
مین نہ پہنساوے غرض نہ خدا سے ڈرے نہ قرآن و حدیث کے موافق کلام کرے
ایسے عالمون کو خدانے قرآن مین گدہا فرمایا ہے جیسے کتابین لدی ہین پیٹھ پر اور ہے
گدہا اور ہے البتہ جو ایسا ہوگا وہ اور کو کیا نصیحت کریگا خود نصیحت
دیگرے را چہ نصیحت

اقول الہی توبہ اس سجع طویل اور اولٹی پلٹی قال و قیل سے طبع پریشان ہو گیا

پس اس تقریر پریشان کا مختصر جواب یہہ ہے کہ جمہور علماے اسلام کا جس
بات پر اتفاق ہو کہ یہہ فقط بعد آن حضرت صلعم حادث ہونے سے بدعت
منہی عنہا نہین ہے بدعت محرمہ وہی ہے جسپر قواعد تشریع و تحریم منطبق ہون
اور جسپر ادلۂ وجوب یا ندب یا اباحت منطبق ہون وہ بدعت محرمہ سے خارج
اور اوسکا کرنا واجب یا مباح ہے خصوصاً جب وہ خدا اور رسول کے حکم سے منجملہ
شعائر اللہ اور شعائر اولیا اللہ ہو اوسکے کرنے اور بنانے مین تو عند الشرع بہت
ثواب ہے ہان جو لوگ باوجود ادعاے علم و قابلیت شیطان اور نفس کے بہکانے
سے رفع الزام کے واسطے اوسکا نام بدعت رکہکر اوسکے مٹانیکی فکر کرین بیچارے
عوام اہل اسلام کو اپنی اس بناوٹ کے کلام سے دہوکا دین اور بہکاوین شعائر
الٰہی کے مٹانے مین نہ خدا سے ڈرین نہ قرآن و حدیث کے موافق کام کرین
وہ البتہ وہی لادو کہو یا اولاد وگدہے ہین جنپر کتابین لدی ہین پر ایسونکی نصیحت کوئیکا
نہ سننی کہ خود فضیحت ہین ۔

قال بہلا تعزیہ کی بات ایکطرف سینکڑون مرد و عورت مسلمان مدت
بظاہر بت پوجتے ہین اور چوٹیان رکہتے ہین اور ہندوؤن کے میلے مین پوری
کچوری پکوان لیجا کر چڑہاتے ہین اور سینکڑون لوگ اسطرح سے جوے اور شراب
مین گرفتار ہین اور ہزارون خلاف شرع کام کرتے ہین اور کوئی اونسے مزاحم
نہین ہوتا اور بہتیرے مولوی جیتے ہین اب یہہ لوگ بہی کہین کہ ہمارے سب کام
حلال ہین کہ مولویون کے وقت مین ہم کرتے ہین نعوذ باللہ منہا ۔

اقول یہہ بڑی خرابی ہے کہ آپ اصل بحث کو چہوڑ کر آئین بائین شائین ہانکنے
لگتے ہین صاحب اون بیچارون کی اصل بحث یہہ تہی کہ ہمکو تعزیہ بنانے سے
کسی مولوی نے منع نہین کیا اوسپر آپنے یہہ بے ٹہکا کلام کیا جاہلون مین اپنے

تئیں بدنام کیا بھلا ایسے مسلمانون بدتر از کفار کو بھی بشائستگی و لیاقت و وعظ و
نصیحت کیا علما نے ان حرکات سے منع کیا ہوگا کیا اونکی اس بد اطواری
اور بدکرداری سے علما راضی تھے کبھی نہین یا تو اونکی ان باتون کے چھوڑنے سے
قبل علما یاس ہو گئی ہوگی یا مقدور بھر خود سمجھایا ہوگا گر وہ نمانین تو علما بیچارے
مجبور ہین وہ خدائی فوجدار نہین کہ زبردستی بضرب و تادیب اونکو باز رکھتے
پھر اگر ایسے لوگ نامسلمان یہہ کہین کہ ہمارے سب کام حلال ہین کہ مولویون کے
وقت مین ہم کرتے ہین تو بالکل سڑی ہین ہان آپکو بظاہر حرارت اسلامی
بہت ہے پھر پہلے انہین نامسلمانون کو درست کرتے راہ اسلام پر لگاتے اس
کوشش بیجا سے جو تعزیہ کی ممانعت مین کر رہے ہین باز آتے۔

قال اور فلانے میان تمکو تعزیہ سے منع کرتے اور کس کام سے اونہون نے
منع کیا تہا وے میان جی سے بدتر تہے کچھ عالم فاضل نہ تہو جیسے تم ویسے وے
سوتا کہین سوتے کو جگاتا ہے۔

اقول یہہ آپنے کیونکر جانا کہ وہ عالم فاضل نہ تہے جاہل تہے اور اگر بالفرض جاہل
تہے تو ایسے عالمون کی صحبت اوٹھائی ہوگی جو خود تعزیہ شریف کو بناتے یا اوسکے
سامنے درود وسلام تحیۃ واکرام بجا لاتے تہے۔

قال اور جبکہ تم اور تمہارے باپ مرید ہوے کیون نہ تعزیہ بناوین اگر ایسی باتون سے
مریدون کو منع کرتے اور خود بہی باز رہتے تو مرید چادر پلیدہ ریوڑی گڑ شکر
لاتے اور بڑی حویلی اور دادا کا گنبد کہان سے بنتا جیسے ہم مرید ویسے وے پیر
جیسی روح ویسے فرشتے

اقول کیون بیچارے فقرا پر تہمت اور اونکی غیبت کرتے ہو یہہ بیچارے دنیا
سے کنارے ہو کر گوشہ اور توشہ پر قناعت کرکے یاد اللہ کرتے ہین چادر پلیدہ

ریوڑی گشتہ اگر کوی اپنی ارادت اور عقیدت سے لایا ہی تو اوسیوقت حاضرین
خصوصًا اطفال کو تقسیم کردیتے ہین اگر بالفرض وہ اس قلیل نذر و نیاز کو ذخیرہ بہی
کرلیتے تو بڑی حویلی اور دادا گنبد کیسا خاص کسی وہابی کی ایک پکی قبر بہی نہ بن سکتی
ہان بمضمون من کان للہ کان اللہ لہ جب یہہ خدا پر توکل کرکے بیٹھے ہین تو خدا
انکو پہونچاتا ہے آپکو ناحق ان اللہ والون پر غصہ آتا ہے ؎ خاکساران جہان
را بحقارت منگر ✤ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔ آپکی یہہ متعصبانہ تقریر
پُر تزویر کوئی نہ سُنیگا علما فقرا ہین جو مستند و کامل ہین اونکا قول و فعل البتہ
حجت ہے جیسے علما مین مولوی انوار الحق و نور الحق و مولوی عبد العلی و عبد
الواحد خان وغیرہم جو تعزیہ شریف کو منجملہ شعائر اسلام اور واجب التعظیم والاحترام
جانتے ہین اور فقرا مسلم الثبوت مین شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی جو خاص
اپنے ہاتہہ سے بکمال احتیاط تعزیہ بنلاتے تہے اور بروز عاشورہ ننگے سر برہنہ ہمراہ
تعزیہ رہتے جاتے تہے اور شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کہ جب بروز عاشورہ
کوئی تعزیہ اونکے مکان کے قریب آتا تہا اپنے کاندہے پر رکہکر تا مسافت بعیدہ پہونچایا کرتے
تہے اور تمام روز اسی شغل مین رہتے تہے چنانچہ یہہ حالات ان بزرگون کے
بسبب کثرت شہرت اثبات دلیل کے محتاج نہین لیکن مرض جہالت کا
کوئی علاج نہین۔

قال اور پیرجی کی کسبیان بہی مرید ہوتی ہین اور اپنا کسب کیئے جاتی ہین
اور خرچی سے پیر کا خرچ بہی نکالتی ہین اب تمہاری طرح کسبیان بہی کہین
کہ ہمارا کسب بہی حلال ہے کہ پیرجی کمائی کہاتے ہین اور ہمسے مزاحم نہین ہوتے
غرض ایسے ہی بہڑوے پیرون نے تو جہان کو خراب کیا ہے خدا انہین خراب کرے
اور ان ٹہگون سے اپنی پناہ مین رکہے ادہر مال لین اودہر ایمان۔

اقول یہہ اون دنیا طلبون اور مکارون کا ذکر کر رہے ہین جو دنیا کمانے کیواسطے ہزار حیلے وبہانے کرتے ہین کہین ملا سیانے بنتے ہین کہین پیرون کے بہیس مین رنگ لاتے ہین غرض جس رنگ سے زخارف دنیا حاصل ہو اوسی رنگ سے کمانے ہین۔ ایسے ہی بے پیرون کی نسبت پیر معنوی فرماتے ہین ؎ ای بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستی نباید داد دست ۔ خدا ایسے بے پیرون شہر پیرون کو خراب کرے جنہون نے جہان کو خراب اور سچے پیرونکو بدنام کیا۔

قال اور بعضے جاہل یون کہتے ہین کہ اگر تعزیہ بنانا منع ہوتا تو ہمکو امام کچہہ سزا دیتے اسکا جواب یہہ ہے کہ تم بڑے جاہل ہو اتنا نہین جانتے کہ اگر امام کے ہاتہہ سزا ہوتی تو پہلے یزید کو سزا دیتے آپ کیون مصیبت اوٹہاتے سزا خدا کے ہاتہہ ہے اور موقوف ہے قیامت پر دنیا جزا اور سزا کا گہر نہین ہے یہان کرلو وہان بہگتو گے مثل مشہور ہے جیسی کہان کرنی ویسی وہان بہرنی۔

اقول کیا آپکے زعم باطل مین حضرت امام علیہ السلام نے مجبوری سے یہہ مصیبت اوٹہائی ورنہ در حالت اختیار کبہی اسکا تحمل اور یزید اور تابعین یزید کی سزا دہی مین تامل نکرتے یہہ آپکا خیال خام مصداق ان بعض الظن اثم نسبت بحضرت امام ہے اس لیئے کہ جب حضرت جبرئیل محضر شہادت امام خدمت رسول جلیل مین لائے تو حضرت امام نے اس منصب جلیل اور مصیبت جسیم کو بکمال رضا و تسلیم اور بوعدہ ثبات قدم اور صبر اتم قبول کیا اوس محضر کو مزین بدستخط کردیا اور یہہ سچ ہے کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے مگر حضرت امام بہی اوس زمرہ کرام سے ہین جنکی مشیت بمفاد کریمہ وما یشاؤن الا ان یشاء اللہ خدا کی مشیت کے ساتہہ ہے پس اگر امام چاہتے تو یزید اور جملہ تابعین یزید کو اوسی روز سزا ملجاتی کہ تمام مخلوقات فرزند رسول کی نصرت کو حاضر و موجود تہے مگر آپنے قبول نہ کیا مگر بعض

وہا بیان بے تہذیب کی تکذیب کی واسطے بعض مواقع مین اختیار سزا دہی کو
بہی ظاہر کر دیا چنانچہ بعض ماعنہ پیاس کے طعنہ دینے پر بد دعا کی حضرت سے
جہنم واصل ہوے اور بعضے جیسے آتش خندق سے اشتعال دلانے پر نار دنیا سے
جلکر ہاویہ مین داخل ہوئے بہر کیف امام نے جب دشمنون کے بلا [illegible] کیا تو دوستون
تعزیہ بنانیوالون کو کیون سزا دیتے بلکہ روز جزا وہ اسکا پہل پائینگے حضرت
امام اونکو جزای خیر دلوائینگے۔

قال اور بالفرض بہت کام تم بہی حرام جانتے ہو جیسے چوری جرا اسکاری شراب
پینا جوا کہیلنا اور ان کامون کو ہزار لوگ کرتے ہین جنکے بہلے موجود مین کچہہ سزا
نہین ہوتی کیا امام کو یہہ کام بہی اچہے معلوم ہوتے ہین۔

اقول امام تو آپکے نزدیک برای نام بلکہ ہر مقام پر مورد الزام ہین لیکن اسکے
تو آپ بہی مقر ہین کہ سزا خدا کے ہاتہہ ہے پہر کیا خدا کو بہی یہہ سب کام اچہے معلوم
ہوتے ہین غنیمت ہے کہ پہلے تو اتنا ہی کہا تہا کہ سزا موقوف ہے قیامت پر اب
یہان وہ بہی بہولے۔

قال اور بعضے بیوقوف یون مغز خالی کرتے ہین کہ یہہ باتین نئی نکالی ہین ہمنے
اپنے بزرگون سے نہین سنا کیا جانے کون کتاب کہان سے نکلی ہے
جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے۔

اقول بعضے تہی مغز مطلب قائل پر غور نہین کرتے اولٹا پلٹا جواب دینے لگتے ہین
مرتے ہین مطلب قائل یہہ ہے کہ قرآن مین ایسی چیزونکو تعبیر بہ شعائر اللہ کیا
اور اونکی تعظیم کا حکم دیا احادیث سے اقسام بدعت حسب تصریح محققین ظاہر ہوے
جنسے تعزیہ وغیرہ امور مباح بدعت محرمہ سے باہر ہوگئے پہر علاوہ قرآن و حدیث
اور نئی کتاب کون کہان سے نکلی ہے جسمین یہہ کچہہ لکہا ہے کہ تعزیہ بنانا نادرست ہے

قال اسکا جواب یہہ ہے کہ تم جو تعزیہ بناتے ہو تو پیغمبر اور اماموں کے بعد دنیا داروں نے مقرر کیا ہے۔

اقول اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر اور اماموں کے بعد بہت سی باتین مسلمانوں نے مقرر کین از انجملہ تعزیہ بنانا بہی ہے اور ان سب امور مین رجحان شرعی پایا جاتا ہے علمای اسلام انکو مستحسن جانتے ہین فائدہ ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ الحسن کو مسلم مانتے ہین۔

قال اور یہہ جو کہتے اور کرتے ہین سو پیغمبر اور امام کیوقت کا کہا اور کیا ہے

اقول جہوٹ ہے حضرت پیغمبر اور اماموں نے امام مظلوم کے غم مین مرثیے پڑہے روئے رولائے آپنے یہہ کچہہ نہ کیا بلکہ برخلاف اسکے خوشی کا حکم دیا پہر کس موہنہ سے کہتے ہو کہ یہہ جو کہتے اور کرتے ہین سو امام اور پیغمبر کے وقت کا کہا اور کیا ہے

قال ہماری کتاب قرآن و حدیث ہے خدا اور رسول کا کہا ہوا ہے۔

اقول قرآن مین تعظیم شعائر اللہ کا حکم ہے تمنے نہ مانا اوسمین ایسے مصائب بیان کیئے ہین جس سے پہاڑ رو دیئن تمنے خوشی کرنا واجب جانا حدیث مین قرآن و اہلبیت کا قیامت تک ساتہہ تہا تمنے یہہ شاخ نکالی کہ ان دونون مین جدای ڈالی پہر تمہاری کتاب قرآن و حدیث کچہہ بہی نہین قرآن و حدیث اون مسلمانون کی کتاب ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم مرثیہ مصیبت و ما بکت علیہم السماء والارض کو جو قرآن مین مذکور ہے تسلیم کرتے ہین حسب ارشاد پیغمبر قرآن و اہلبیت کا ساتہہ قیامت تک مانتے اور مرثیہ کہنے اور پڑہنے اور رونے رولانے تقلید و پیروی آنحضرت واجب جانتے ہے

قال اور تمہارا مرثیہ اور کتاب دلگیر و مسکین اور میان فلانے کا کہا ہوا ہے

اقول دلگیر و مسکین وغیرہ شعرای اہلبیت کے مرثیے و کتاب بہی قرآن و حدیث سے مرثیہ و کتاب سے ماخوذ ہین فرق اصل و نقل و ترجمہ کا ہے اور قرآن کے

ترجمہ پڑہنے کو تو آپ پہلے ہی حکم دیچکے ہین اسیطرح حدیث کا بہی ترجمہ کو سمجہ لیجیے

قال اب سچ کہو پُرانی بات اور کتاب کسکی ہے اور نئی کسکی اور دگیر اور مسکین کسکی طرف اور خدا ورسول کسکی طرف۔

اقول ہم سچ کہتے ہین کہ پُرانی بات اور کتاب اونہین مسلمانونکی ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہین محدثات امور کو قواعد شرع پر منطبق کرکے اوسکے اقسام نکالتے ہیں اور نئی کتاب وہابیون کی ہے جو احکام اسلام اور طریقہ مستمرہ اہل اسلام مین نئی نئی باتین نکالکر جہگڑے ڈالتے ہین اور خدا ورسول دگیر و مسکین ایسے مسلمانون کیطرف اور عبدالوہاب مردود اور مسعود نا مسعود وہابیون کی طرف ہین۔

قال اور بعضے جو آپکو قابل سمجہتے ہیں وہ یون قابلیت جہاڑتے ہین کہ قرآن اور حدیث تو ہمیشہ سے ہے اور سب لوگ پڑہے ہوے ہیں لیکن یہہ معنی آیت اور حدیث کے کبہی نہین سنے تہے اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن و حدیث کے لفظ کے معنی تم پیشتر سے جو جانتے ہو یا نہین اگر پڑہے ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ اس لفظ کے معنے یہہ نہین ہین جو تم کہتے ہو اسطرح نہین اور جو تم طوطے کیطرح سواے لفظ کے نہین جانتے تو پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو کسی عالم معتبر سے پوچہا تہا کہ اوسنے اس لفظ کے معنے سمجہہ اور یہہی کہے۔

اقول قرآن مین صفا و مروہ اور شتران قربانی کو شعائر اللہ اور من یعظم شعائر اللہ سے اونکی تعظیم کا حکم فرمایا ہے اور کل شیء مطلق اباحۃ مباح حدیث مین آیا ہے اب اگر آپکی طرح کوئی کہے کہ صفا و مروہ تو پتہر اور شتران قربانی ذی روح جانور ہین اسیطرح تعزیہ ابرک بانس کاغذ وغیرہ کا بنتا ہے مسجد چونے اینٹ لکڑی سے بنائی جاتی ہے کعبہ اینٹ پتہر سے تعمیر کیا گیا ہے حجر اسود تو خاص پتہر ہی ہے ان سبکی تعظیم مت کرو تعزیہ نہ بناؤ اوسکے بنانیکو بدعت سمجہو اسکا

جواب یہہ ہے کہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی تم پڑہے ہو یا نہین اگر پڑہے
ہو تو ہمارا ہاتہہ پکڑکر کہو کہ صفا و مروہ اور بدان اور من یعظم شعائر اللہ کے معانی
ان آیات قرآنی مین اور بطلق مباح کے معانی حدیث مین یہہ نہین ہین جو تم کہتے
ہو اور اوس سے تعزیہ بنانے اور اوسکی تعظیم کرنے کا جواز نکالتے ہو بلکہ اسطرح ہین اور
جو تم طوطے کیطرح سوائے لفظ کے نہین جانتے یا جان بوجھکر نہین مانتے ہو تو
پہر ناحق ٹین ٹین کیون کرتے ہو سو آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھہ اور شے۔
لاکہہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

قال اور بعضے کمبخت جاہل جب سب طرف سے ہار مانتے ہین تو یون کہتے ہین کہ
یہہ ہم کچھہ نہین جانتے ہمارے بزرگون سے یہہ بات چلی آتی ہے ہم اپنے باپ دادا
کی لیک پر چلین گے اسکا جواب یہہ ہے کہ پیغمبر کے وقت کے کافر بہی حضرت کے
مقابلہ مین یہی کہتے تہے جو ہمسے تم کہتے ہو بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ اگر تمہارا
باپ دادا اندہا ہو یا ایکبار رستہ چلنے مین کنوین مین جا رہا ہو یہہ سنکر تم بہی اپنی
آنکھین پہوڑ لوگے اور کنوین مین جاکر گر پڑوگے کہ یہہ ہمارے باپ دادا کی
صورت اور سیرت ہے آخر یہہ چال باپ دادا کی ہرگز نہ چل سکوگے بڑا تعجب
ہے کہ دنیا کے نقصان مین باپ دادا کے شریک نہین اور دین مین اونکی لیک پر
چلا چاہتے ہو ذرا تو شرماؤ کیسے کٹر ہو کلمہ کہو نبی کا اور لیک پر چلو اپنے باپ
دادا کی۔

اقول اگر باپ دادا طریقہ اسلام پہ ہون تو اونکے طریقہ پر چلنے کو کسنے منع لکھا
ہے قرآن مین ما وجدنا علیہ اباءنا خدا نے کافرون کی نسبت فرمایا ہے
یا مسلمانون کے نسبت بہی یہی حکم آتا ہے کہ اپنے باپ دادا کے طریقہ اسلام پر
نہ چلین شاید اسی وجہ سے آپنے باپ دادا کا طریقہ چہوڑا اونکی تقلید او پیروی کا

پڑھ تو رقاشائی یزید عبد الوہاب مرید کے مرید ہو گئے ذرا تو شرماؤ کیسے کیسے پھر کلمہ پڑھو جناب رسالتماب کا اور طریقہ اختیار کرو عبد الوہاب کا۔

قال بعضے جو جاہلون مین ملا مخدوم بنے ہین دیون مسئلہ جہاڑتے ہین سنو جناب امام نے امت کے واسطے سر دیا اسواسطے یہہ امت انکا تعزیہ بناتے ہین اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمہارا زٹل قافیہ جسکا کہین ٹہور نہ ٹہکانا اسکے کیا معنی کہ امت کے لیئے سر دیا جو کوئی کسیکے لیئے سر دیتا ہے تو چاہیئے کچھہ دنیا مین اوسکا بچاؤ ہو یا عقبے مین بہلا ہم تمسے پوچھتے ہین کیا اوسوقت یزید پلید تمام امت کا سر کاٹے ڈالتا تہا کہ امام نے اونکے سر کے عوض اپنا سر دینا قبول کیا اور عاقبت مین بہی امام کے سر دینے سے ہمارے گناہ کی سند معافی کی نہین ملی کہین قرآن و حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمہارے گناہ امام کے سر کے عوض بخشے جاوینگے جہان خدا و رسول نے اسکا ذکر کیا ہے یہی کہا ہے کہ جو کوئی ایمان لاوے اور بہلے کام کرے اوسکو خدا بخشیگا بہلا اتنا سمجہو کہ دنیا اور دین مین کوئی اونی کسی دوسرے کے گناہ مین مارا جاتا نہین جاتا اللہ ہمارے عوض امام کو کیون مارتا الہی ہماری ہزار ہزار توبہ گناہ ہم کرین اور امام مارے جاوین۔

اقول یہہ بیچارے جاہلون کا زٹل قافیہ نہین ہے بڑے بڑے محققین علما کر امت سے سنا سنایا ہے حضرت امام کا خدا کی راہ مین سر دینا تو ظاہر ہے لیکن فدیہ رسول اور ذریعہ شفاعت امت رسول مقبول ہونا بہی آیا ہے چنانچہ سر الشہادتین مین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ آن حضرت صلعم مین جملہ کمالات خدا نے جمع کیئے تہے فقط کمال شہادت بدین مصلحت باقی تہا کہ آپکی شہادت بالاعلان سے کسر شوکت اسلام و اختلال دین مبین ہو جاتا پس حکمت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ آپکے عزیز ترین اولاد کی شہادت سے کمال

شہادت بہی آپکی دیگر کمالات سے ملحق ہو جائے فاستنابت الحسنین علیہما السلام مناب جدھما صلعم پس عنایت الہی نے حصول کمال شہادت کے واسطے حضرات حسنین علیہما السلام کو قائم مقام اونکے جد بزرگوار آن حضرت صلعم کر دیا انتہی اسکا حاصل یہی ہے کہ حضرات حسنین آن حضرت صلعم کے عوض فائز بدرجہ شہادت ہوئے اور مولوی حسن رضاخان بریلوی کی کتاب شہادت نامہ مین جیہہ عبارت ملاحظہ ہو شہادت مین اوس جناب کی چند نکات واقع ہین اول نکتہ یہہ ہے کہ جب حقتعالی جل جلالہ نے ابراہیم کو واسطے ذبح کرنے حضرت اسمٰعیل کے حکم فرمایا فرشتون نے عرض کی کہ خداوندا نور فیض نشور جناب سرور عالم فخر موجودات رحمت عالمیان وصفوت آدمیان وتتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشانی نورانی اسمٰعیل مین ہے پس اگر وہ ذبح ہوگا ظہور ونشور حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہوگا ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اور بدلے اسمٰعیل کے قربانی ہماری قبول کرے تو یہہ امر موقوف ہو کسی نے پانون جرات کا میدان شجاعت مین نہ رکھا مگر روح پر فتوح امام حسین علیہ السلام نے اس امر کو قبول کیا کہ عوض حضرت اسمٰعیل کے دشت کربلا مین ہوکے پیاسے خنجر ستم اور تیغ ظلم سے شہید ہوئے چنانچہ وفدیناہ بذبح عظیم سے بقول صاحب کشاف اور مصنف مدارج النبوۃ کے اشارہ شہادت حسین علیہ السلام سے ہے انتہی اس تقریر علمای تحریر سے بہی عوض آن حضرت ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل بسبب حامل نور آن حضرت ہونے کے واسطہ ہوگئے اور منکر شفاعت لائق شفاعت ہے کتاب کنز الغرائب مین امام طبری کے سیر کبیر سے یہہ روایت ہے۔ کہ جبریل گفت ای سید این دو میوہ باغ ترا شربت شہادت چشانیدہ یکے را بزہر و دیگرے را بہ تیغ بیدریغ خواہند کشت واین مصیبت ترا سبب زیادتی شفاعت

امت است انتہی پس ہم تو بشفاعت پیغمبر و آل پیغمبر انشاء اللہ نجات پاوینگے
اگر آپ بسبب شامت اعمال شفاعت آل سے محروم رہے تو اوس روز شرماوین
گے ذلک فضل اللہ یوتیہ من تشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

قال ای نادانون حضرت امام علیہ السلام نے اپنا سر اللہ کیواسطے دیا ہے کہ اللہ
اون سے راضی ہو اور اونکو شہادت کے درجے ملین یزید چو مخالف شرع اور
بدعتی تہا اسواسطے اوسکی تابعداری قبول نکی کہ دین کا نقصان ہو جان جاوے
لیکن ایمان بچاوے۔

اقول بے شک حضرت امام علیہ السلام نے حفظ نور نبوت کی غرض سے اپنا سر
اللہ کی راہ مین دیا اور اللہ اونسے راضی ہوا مگر یزید پلید کی تابعداری نکرنے اور اوس
بدعتی کی بدعتین دور کرنے سے آپ حضرت امام سے راضی نہو کر بلکہ اونکے دوستون
کے دشمن ہوگئے اونکو بدعتی قرار دیا شعائر امام کے مٹانے پر مستعد ہو کر یزید پلید کا
بدلا امام شہید سے لیا اوسپر یہہ دعوی کہ حضرت امام ہمارے باپ ہین کیا لائق اولاد
ایسی ہی ہوتی ہی جیسے آپ ہین۔

قال سبحان اللہ اوس جناب پاک کی کیا تعریف کیجیے پاک بندے مقبول اللہ کے ایسے
ہوتے ہین انہین کامون سے امام تہے کہ اللہ کے جان و مال سے غلام تہے۔

اقول الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

قال تعزیہ بنانے اور سر دینے سے کیا نسبت امت کو چاہیے کہ اپنے امام کی پیروی کرین

اقول نسبتین پوچہنا ہمارا کام نہین اتنا جانتے ہین کہ ہمارے امام نے راہ خدا مین
سر دیا ہمارے پیغمبر نے عالم مثال مین اونپر گریہ و ماتم کیا ہمنے اپنے پیغمبر کی پیروی
کی رو سے رولانے افراط گریہ و بکا کے واسطے تعزیہ ضریح تابوت علم بنائے علمای
اسلام نے اونکی تعظیم کے شعائر اسلام سے جانا آپنے وہابیت جتائی اوسکی برائی بتائی

علما ہو اسلام ہم کو کہنا نہ مانا پہر کر رہنے تنبیہہ کی جب ہار مانی تب لگو نسبتین بچہانے۔

قال محبت اسکا نام ہے کہ اپنے امام کے موافق ہو جیے۔

اقول حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ انا قتیل العبرۃ لا یذکرنی مومن الا بکی ہم موافق ارشاد امام آپکی مصیبت پر روتے رولاتے زیادتی سامان عزا کے واسطے تعزیہ وغیرہ بناتے ہین ابتو اپنے امام کے موافق ہونے سے آپکے نزدیک بہی شاید ہماری محبت مین کچہہ شبہہ باقی نہ رہے۔

قال دیکہو نماز کی امام کے اگر نماز مین کوئی پیچہے موافقت نہ کرے تو اپنی نماز ہی کہو دی اور اوسکو امام سے مخالفت ہوئی بہلا جب نماز مین امام کی موافقت فرض ہے تو ایمان کی امام کے اوس سے اولے تر ہے۔

اقول تمہین دیکہو جب امام نماز کی مخالفت کا یہہ حکم ہے کہ نماز جاتی ہے تو ایمان کی امام کے مخالفت سے ایمان جاتا ہے پہر تم ایمان کی امام کی کیون مخالفت کرتے جاتے ہو اور شعائر امام کو مٹاتے ہو حضرت امام کا نام بیہودہ طور پہ لیکر شور و غل مچاتے ہو پس تمنے اگرچہ نماز کو نہین کہویا مگر ایمان سے تو ہاتہ دہو یا جسکے ساتہہ نماز بہی تشریف لیگئی۔

قال اب ذرا تو آنکہین کہولو ہوش مین آؤ کہ پیچہے ایسے امام کے کیا کر رہے ہو

اقول یہہ کلمہ تہجہنہ شاید آپنے اپنے امام جماعت کے حقمین فرمایا ہے اور انہی ماموین کی مخالفت پر یہہ بے تہذیب فقرہ سنایا ہے بہرکیف یہہ روزمرہ بازاریون کا ہے شرفا اور علما کی یہہ بول چال اور طرز مقال ہرگز نہین ہیچ ہے جب اوباش و ارزال کی کثرت صحبت سے خلاف تہذیب باتون کی عادت ہوجاتی ہے وہ بالآخر یہی خرابی لاتی ہے۔

قال اور بعضے جاہل جو آپکو دلیل مین بڑا یکتا بوجہتے ہین وہ یون طوطے

زیر زنگ ہانکتے ہیں کہ دیکھو صاحب تعزیہ کی بڑی مقبولیت ہے محرم کے دو
روز باقی تھے کہ ایک رات میں اپنے چچا کی اٹاری پر بیٹھا ہوا تھا کیا دیکھتا
ہوں کہ امام کے چبوترے پر بہت سی مشعلیں روشن ہیں اور کچھ ادمیں
شبہہ سا معلوم ہوا بعد تھوڑی دیر کے غائب ہوگیا آپ ہی امام صاحب
تھے ان دنوں آپکا گذر ضرور ہوتا ہے بڑی قسمت ہماری جو ہمکو دکھائی
دیگئے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑے سچے ہو دوسرے تمنے کیونکر
جانا کہ وہ امام صاحب کی روشنی تھی سینکڑوں جن اور شیطان آدمی کے
بہکانے کو مارے پھرتے ہیں جو کوئی قرآن و حدیث اور امام کے زندگی کے
وقت کی بات چھوڑکر خواب و خیال پر دین اپنا مضبوط کرے اوسکو جن
اور شیطان ایسے ایسے طلسمات دکھاکر خراب کرتے ہیں تمنے اپنے چچا کی اٹاری پر
یہہ تماشا دیکھا اور عجب تماشا ہے کہ ہمکو مسجد کی اٹاری پر سے ایک چراغ
بھی کبھی دیکھائی ندیا کیوں ہو شیطان اور جن خوب جانتے ہیں کہ یہہ لوگ
ایسے تماشے دیکھکر ہرگز نہ ڈگینگے بے قرآن و حدیث کے خلاف نہیں مانتے ہیں
ہم ہزاروں مشعلیں دیکھا ہیں تو کیا بلکہ اور لاحول پڑھینگے مگر بیوقوف لوگ
ہماری آس پر ہیں ایسوں کو دکھانا ضرور ہے۔

اقول جیسے وہ جاہل ویسے آپ محمد فاضل مگر پھر وہ آپ سے غنیمت ہیں
کہ جو واقعہ آنکھوں سے دیکھا تھا وہ سچ سچ کہہ سنایا مگر آپنے جواب میں
وہ طوفان اوٹھایا جسکا جواب وہ مجھسے سنکر ایسا … ینگے کہ اولٹ کر وہ اسی کو
آئیگا اونکا کچھہ بنائیگا اب ذرا متوجہ ہو کر اپنے شبہات واہیہ کا تعلیمی جواب دیتے
سنئیے اور شرمائیے اور جو وہ لقمہ دیتے ہیں یعنے آپ ہی کی قے آپکو کھلاتے
ہیں طوعاً و کرہاً کھائیے وہ کہتے ہیں آپکے جواب کا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو تم بڑے

پہنچے ہو یا جاہلوں پر شہید اور عالموں سے مقابلہ کر شہید پیچھے ہو خیر ہم تو تمکو
دوسرے تمکو ایسا جواب دینگے کہ تم بہی یاد کروگے دوسرے یہہ ہے اسطرح چہپا
تہا وہ امام صاحب کی روشنی تہی کہ حضرت امام نور خدای لم یزلی اور شمع
دودمان زہرا و علی ہین اونکے نور کرامت ظہور کو دنیا کی کسی روشنی سے نسبت نہین
ہے اوس نور خدا کا ایک ادنی فیض عام ہے کہ جس آنکہہ نے اوسکا ایک جلوہ بہی
دیکہہ لیا وہ بعلم الیقین جان لیتے ہین کہ یہہ نور نبی یا امام ہے جن اور شیطان
اگر اس دہوکے مین آئین تو فوراً جل جائین آپکو کچہہ اپنے پیشواؤن کے بہی شیطانی
خواب یاد ہین جو سراسر مورث شرک والحاد ہین ذرا آنکہین کہول کر اپنے پیر بہائی
اسماعیل کی کتاب سقیم صراط مستقیم دیکہئے جسمین آپکے پیر مقتول کی بہت سی
کرامات اور منامات مندرج ہین ازانجملہ آن حضرت صلعم نے عالم خواب مین اونکو تین
خرمے کہلائے پہر دوسرے خواب مین حضرت علی نے غسل دیا حضرت بی بی نے
کپڑے پہنائے پہر تیسرے نمبر پر عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلاواسطہ اونکی
متکفل حال ہوئی اور خود خدا سے مصافحہ کی نوبت آئی اور عجب قیل وقال ہوئی
یعنے خدا نے لاحول ولاقوة اونکا ہاتہہ پکڑ کر ایک شی بس رفیع اور بدیع کر اونکے
آگے کیا اور فرمایا کہ ہم ایسی اور چیزین بہی دینگے جیسا یہہ تمکو دیا اب سچ
کہو یہان بہی اسیطرح کہوگے یا نہین کہ جن اور شیطان آدمی کے بہکانے کو
مارے پہرتے ہین جو کوئی قرآن وحدیث اور پیغمبر وامام کے زندگی کے وقت کی
بات چہوڑ کر خواب وخیال پر اپنا دین مضبوط کرے اوسکو جن اور شیطان ایسے
ایسے طلسمات دکہا کر خراب کرتے ہین جیسے آپکے پیر مقتول کو خراب کیا اور شیطان
کے بہکانے سے معاذ اللہ پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر کو اپنا خدمت کرنیوالا قرار دیا
بلکہ اسپر اور فضیلت بڑہائی کہ خدای جلیل سے بالمشافہہ قال وقیل کی نوبت آگئی

بچارہ بحمد اللہ امر تعالے تو جسم وجسمانیت سے منزہ ہے پہر تمہارے پیر اور تمنے کیوں نظر
آیا تاکہ وہ اللہ صاحب کا ہاتہہ تہا سچ ہے جو خدا کی جسمیت ثابت کرتے ہیں
شیطان کی تابعداری کرتا ہے اوسکو جن اور شیطان ایسے ہی پانون ہاتہہ
بلکہ ایک چیز واہیات دکہاکر خراب کرتے ہیں تمہارے پیرنے تو پچا کی اٹاری
سے خدا کا سارا ہاتہہ دیکہا اور تمکو مسجد کی اٹاری سے کہ شاید خدا سے ملاقات
کرنے گئے ہوگے ایک چنگلیا بہی نہ دیکہائی دی واقعی خدا کے گہر میں شیطان
اپنے ہاتہہ پانون کب نکال سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو لوگ خدا کو جسم و
جسمانیت سے مبرّا اور منزہ جانتے ہیں وہ ایسے ہتکنڈے تماشے دیکہکر
ہرگز نہ بہلینگے وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں مانتے ہیں ہم ایک نہیں
ہزارون ہاتہہ دکہائین بلکہ پورے جسم کے پتلے بنائین تو کیا وہ کبہی دم پہ
نہ چڑہینگے اور ان طلسمات سے زیادہ لاحول پڑہینگے مگر جو نسناس فقط
ہماری آس پر ہین اور اونکے فہم وعقل مین فساد و فتور ہے اونکو ایسے طلسمات
اور پانون ہاتہہ مع دیگر آلات دکہانا ضرور ہے۔

قال اور ایک روز ایک جاہل یون نقل کرنے لگا کہ دیکہو صاحب کل فلانے ڈہاڑی والے
نے عجیب خواب دیکہا کہ ایک شخص بزرگ آئے اور اوسکے ایک طمانچہ مارا اور کہا
کیون مردود تونے دو سال سے تعزیہ نہین بنایا وہ بیچارہ ڈر گیا بولا کہ مجہسے حضرت
بہول چوک ہوئی ابکی دو سال کا تعزیہ نکالونگا اسکا جواب یہہ ہے کہ ڈہاڑی کا
خواب بیت المال و سرکاہے قربان جائیے تمہارے بوجہکے جو چہیارات دن شراب
پیے کسبیون کو نچائے سو حضرت امام کو دیکہے۔

اقول حکیم بو علیخان مرحوم اپنے رسالہ مین اسکے جواب مین فرماتے ہین۔ کہ
این خواب فتح محمد فرخ آبادی بعد توبہ از معاصی جلوہ ظہور پذیرفتہ بیشتر شنیع بافعال

سابق محض بیجا است انتہی اور ہم کہتے ہین کہ بیچارے ڈہاڑی پر تہمت نکیجیے اوسنے تو حضرت امام کا نام بہی نہین لیا آپنے اپنی تجویز سے امام کا نام لیکر اوسکو الزام دیا ظاہر اوہ کوئی ایسے بزرگ تہے جنکو امام کی محبت سے یہہ خیال آیا کہ اپنے سینہ جڑنے کا موسے توبہ کی مگر امام کی محبت سے کیون موہنہ موڑا تعزیہ بنانا کیون چہوڑا

قال سنو جو تو ایسا ڈہاڑی بہڑوا کسی بہڑوے شیطان کو خواب مین دیکہے گا یا حضرت امام کو۔

اقول انما الاعمال بالنیات۔ خدا کی رحمت وسیع ہے جب اوسکو خدا نے بری اعمالون سے توبہ کرنے کی توفیق دی اور اوسنے توبہ کرکے اپنی نیت خالص کی تو حضرت امام کا خواب مین دیکہنا کوئی تعجب کی بات نہین با اینہمہ یہہ اوسنے کب کہا کہ مین نے امام کو خواب مین دیکہا یہہ آپکا حاشیہ ہے۔

قال اور عجب ہے کہ امام نے اسپر کبہی اگر طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی اور ہیسیونکی نوکری نہ کر اور نماز روزہ کیون نہین ادا کرتا۔

اقول جو شخص سب منہیات سے توبہ کر چکا ہو بعید ہے کہ وہ روزہ نماز نہ ادا کرتا ہو پہر آپ اپنے فرضی امام کے نہ مارنے پر ناحق تعجب کرتے ہین اور اگر درحقیقت بموجب آپکی کشف الالہام کے وہ امام ہی تہے تو آپکو عجب سے بڑہکر عجب یہہ ہے کہ حضرت پیغمبر نے ابن عامر کو باوجود شراب پینے اور توبہ نکرنے کے طمانچہ نہ مارا کہ شراب نہ پی بلکہ اورون کے جہڑکنے پر اوسکی رعایت وحمایت کی کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے اسکو کچہہ نکہو۔

قال اور مارا تو ابرک بانس کے لیئے۔

اقول مارنے اور تنبیہہ کرنے کا یہی موقع تہا کہ بعضے ناخلف اولاد حسن حسین کہلا کر ابرک بانس کی لم لگا کر تعزیہ کے نہ بنانے اور شعائر امام کے مٹانے پر بتغییر

براہین و دلائل محض تعصب و نفسانیت سے سب لاطائل کر رہے ہیں کیا تو بہی دلیلوں کے سبب کچھ سمجھ میں آیا جو تعزیہ نہ بنایا۔

قال اور ایسے ایک خواب پر اعتماد کر لیتے ہو۔

اقول آپنے تو اپنے پیر کے تین خوابہائے پریشان پر جو مصداق ظلمات بعضہا فوق بعض تھے بلا حجت و سند اعتماد کر لیا اگر اوس بیچارے نے ایک خواب پر اعتماد کر لیا تو کیا برا کیا۔

قال اور ہماری سینکڑوں دلیلوں عقلی نقلی پر ایسے کاموں میں شبہہ بہی نہیں لاتے۔

اقول سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں دلیلیں عقلی و نقلی بشہادت قرآن و حدیث و اجماع علما و فقہا اباحت تعزیہ داری و تعزیہ سازی میں بیان کی گئیں مگر ابہی تک آپ باتیں بناتے جاتے اور مغالطات وہمیہ اور طرہات خطابیہ و شعریہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ ٹہرائے جاتے ہیں کیوں نہو کہ ایمان جاتا رہا مگر مردوں نے جو کہا سو کہا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

قال اور خواب کی کیا حقیقت پوچھتے ہو جو کوئی دنکو جس وہم و خیال میں رہتا ہے اور جسکو واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے اوسکو خواب بہی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جہوٹے کو خواب بہی جہوٹا دکہائی دیتا ہے جیسے کو تیسا۔

اقول پوچہتا کون ہے تم آپ ہی کہتے ہو اور کہا بہی تو کیا کہا جس سے بڑے بڑے خواب خیالوں کا اعتبار جاتا رہا کیا آپکے پیر مقتول دنکو جب دل اسی وہم و خیال میں رہتے تہے کہ حضرت پیغمبر اونکو خرمے کہلا دیں حضرت علی نہلا دیں حضرت بی بی کپڑے پہنا دیں پیر خدا اونکے ہاتھ ملا دے ایک نادر عمدہ چیز دکہا دے کیا اونکو ہمیشہ واہی تباہی جہوٹ بولنے کی عادت تہی کہ خواب

مین بھی ویسا ہی معلوم ہوا جو ٹھیکو خواب بھی جھوٹا دکھائی دیا یہہ آپنے اپنے پیر کی
تعریف مین سچ کہا کہ جیسے کو تیسا ملا اسمین کوڑی خرچ کری پڑی نہ پیسا۔
قال حدیث مین آیا ہے جو بات مین سچا زیادہ وہ خواب مین بھی سچا زیادہ
خصوصاً حضرت پیغمبر کی جنکی صورت شیطان نہین بن سکتا ہے انکے حدیث خواب
یہہ حکم ہے کہ شرع اور حدیث زندگی کے مخالف ہو تو اوسپر عمل نہین درست
پیر اور کا خواب کس گنتی میں ہے یہہ دین مسلمانی خواب و خیال سے مقرر نہین
ہوا خلقت ایسی گمراہ ہوئی کہ ہمنے حضرت مدار سلار اور فلانے پیر و شہید
خواب مین دیکہا وے ہمسے یون کہہ گئے خدا ایسی جہالت سے پناہ مین رکھے
اقول پیر آپکے پیر کا خواب بھی نہ تین مین نہ تیرہ مین کسی گنتی مین نہ زیادہ ساری
مناقات و کرامات گاؤ خورد ہو گئے آپنے سچ کہا کہ یہہ دین مسلمانی خواب
خیال مقرر نہین ہوا ایک عجیب الخلقت ایسا گمراہ ہوا کہ مین نے حضرت
پیغمبر اور حضرت علی اور حضرت بی بی اور سب سے بڑہکر خدا کو
خواب مین دیکہا کہ وہ ہمسے یہہ کر گئے اور کہہ گئے خدا اس جہالت سے پناہ میں رکھے
قال اور بعضے بیوقوف جبکو سنتے ہین کہ بدعت سے منع کرتا ہے کہتے ہین
کہ یہہ شخص وہابی ہے ایسی باتین وہابی کہتے ہین اسکا جواب یہہ ہے
کہ جس بات سے ہم منع کرتے ہین اوسکی برائی قرآن و حدیث سے بیان کرتے
ہین کہین وہابیون کا نام نہین لیتے ہین نہ انکی بات کی سند پکڑتے ہین باوجود
اسکے تمہارا وہابی کہنا ہمکو بیجا ہے اور اگر وہابی اسیکا نام ہے کہ جو شرک
اور بدعت کو دور کرے اور موافق قرآن و حدیث کے عمل مین لاوے تو ہم
وہابی سہی بقول امام شافعی کے اگر رفض فقط حب آل محمد کا نام ہے
تو ہم رافضی ہین۔

اقول یہہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور کی داڑہی مین تنکا آپ لاکہہ چہپایئے اور
باتین بنایئے مگر یہی خانہ اور تعزیہ خانہ بلکہ روضہ آن حضرت علیہ السلام اور
تعزیہ امام کی اہانت کرتے اور میلاد شریف سید کونین و مجلس عزای امام حسین
علیہ السلام کو بدعت ٹہرانے اور آن حضرت کے شعائر مٹانے سے صاف ظاہر ہے
کہ آپ کہلے کہلے وہابی اور اسی فرقہ ہر بابی سے ہین یہہ فقط آپکا مکر و غل ہے
کہ ہمارا قرآن و حدیث پر عمل ہے خدا امام شافعی کو جزای خیر دے کہ وہ حب
آل محمد مین رافضی ہونے کو تیار ہوگئے مگر آپکو آل محمد سے وہ عداوت ہے کہ جیسے
رافضیون سے آن حضرات کی محبت پر خفا تہے ویسے خود انسے بیزار ہوگئے کہ وہابی
ہونا قبول کیا مگر محبت آل محمد کے مارے رفض سے عدول نکول کیا۔

قال اور جو بڑی بیل ہین وے یون بولتے ہین کہ مسلمانی اب دو کامون مین
آرہی ہے ایکتو گائے کا گوشت کہانا دوسرے تعزیہ بنانا اسکا جواب یہہ ہے
کہ گائی کا گوشت کہانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ کچہہ ثواب نہ عذاب جسطرح اور
گوشت حلال ہین ایک یہہ بہی ہے بالفرض اگر ہنود گائی کا گوشت کہانے لگین
اور باتین مسلمانی کی قبول نہ کرین تو بہی ہم اونکو مسلمان نہ کہین گے اور جو
فقط گائے کہانے مین مسلمانی ہوتی تو سب بڑے مسلمان چمار اور بہنگی ہوتے
کہ سب سے زیادہ کہاتے ہین نہ حلال چہوڑین نہ مردار بقول شخصے کہڑی گائی
کہانے والے ہین۔

اقول زہے قابلیت گائے بیل کے قصے اور مسلمانون سے مناظرہ اب مثل
عجل جسد لہ خوار۔ اس میدان سے الگ فریاد کیجئے اور گاؤ زوری مین تو قول
سعدی پر دیکہیئے ~ اسپ لاغر میان بکار آید ٭ روز میدان نہ گاؤ پرواری
سہلا شعائر ایمانی اور رتبہ مسلمانی سے گاؤ کو کیا لگاؤ ہے۔ برات عاشقان

بر شاخ آہو ہ سنا تہا مگر قنوجی برہمن کے ساتہہ شاخ گاؤ ہے لیکن چونکہ ہم آپکے
حال سے واقف ہین اسکی علم سمجہہ گئے واقعی کیونکر آپ گائے بیل کی رعایت
نہ نباہین کہ مریدین سرکار مین چہیپی بیٹہیے جولاہے کمتر قنوج کے قصائی مشتہر
ہین پہر بلی کو خواب مین چہیچڑے ہی نظر آیا چاہین بہرکیف ایسے گو گئے ستمان
وہی لوگ پہسلتے ہین جو اس است مین ہو کر سامری کی لیک چلتے ہین ابے ذرا
سوچیئے شرمایئے نری کہری بچہیا کی باپانہ بنجایئے۔

قال اور جو اس سبب سے کہتے ہو کہ گائے کہانے مین ہمکو ہندوؤن سے کمال
تفرقہ حاصل ہوتا ہے کہ جسکو وہ معبود ٹہراتے ہین اور تعظیم کرتے ہین ہم اوسکو
ذبح کرکے کہاتے ہین گویا ہمارے اونکے دین مین اسی بات سے کمال جدائی
نکلتی ہے تو شاباش آفرین پہر تعزیہ کو بہی بوجہکر چہوڑدو کہ جسطرح گائے
کہانے مین ہندوؤن سے مخالفت تمام ہے تعزیہ بنانیمین بہی اونسے موافقت
اور مشابہت مالاکلام ہے یہان پیغمبری کا برقع کیون پہنے ہوا ور اونکے موافق
اور مشابہہ ہوئی جاتے ہو۔

اقول یہہ نہ معلوم ہوا کہ تعزیہ بنانے مین ہندوؤن سے کس بات مین موافقت
اور مشابہت ہے کیا وہ بہی کوئی چیز بلا تشبیہ مثل تعزیہ اپنے کسی
اوتار کی مصیبت مین بناتے ہین یا اہل اسلام تعزیہ کو مثل معبودان ہنود
اپنا معبود ٹہراتے ہین یہہ دونون امر تو ایسے بدیہی البطلان ہین کہ کوئی
مسلمان اسکے بطلان مین شبہہ نہین کر سکتا پہر کونسی مشابہت ہے شاید
وہی پرانا ڈہکوسلا ہوگا کہ تعزیہ ابرک بانس کاغذ سے بنتا ہے سو اسکا
جواب بکرات ومرات بخوبی ہو چکا ہے اور بدلائل ثابت کر دیا گیا ہے کہ
تعزیہ بنانا عمومات شرع سے مستفاد ہوتا ہے اسمین کچہہ قباحت نہین

اور ہندوؤں کے افعال و اعمال میں کوئی شریعت اسلام کا لگاؤ اور اباحت نہیں مگر آپکی ہدایۃ المومنین ہندوؤں کا رنگ ایسا سمجھا رہا ہے کہ انکو اسلام بہی اوسی رنگ کا نظر آرہا ہے۔

قال ذرا سمجھو یہی سبب ہے کہ ہندو کسی اور کام مسلمانی میں شریک اور موافق نہیں ہوتے ہیں بلکہ دشمنی رکھتے ہیں مگر تعزیہ اور گور پرستی سے راضی ہیں بلکہ شریک ہو کر شریعت اور ریوڑی چڑھاتے ہیں اور درگاہوں میں نذر و نیاز لیکر جاتے ہیں اسواسطے کہ اسمین مشابہت پاتے ہیں سچ ہے ع کبوتر با کبوتر باز با باز + کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔

اقول واہ رے اولٹی سمجھ آپکی حضرت اسکا سبب معاذ اللہ ہمجنسیت اور مشابہت نہیں بلکہ رعب شوکت و جلالت شعائر حضرت امام اور اہلبیت و اولیائے کرام سے نذر و نیاز چڑھاتے اور اس کار خیر کے فیض و برکت سے بالآخر اکثر پابند اسلام ہو جاتے ہیں افسوس آپنے لکھنو کے نامی گرامی ہندوؤں کو نہیں دیکھا ورنہ بخوبی ظاہر ہو جاتا کہ تعزیہ داری کی برکت سے کتنے ہندوؤں نے شعائر اسلام کو اختیار کیا اور بت پرستی کو مطلقا چھوڑ دیا ماتم کفر سبب موقوف ہو کر اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ مین بدل صدقت ہوئے اب ذرا سمجھو کہ اسی تعزیہ داری کے بدولت ہندو جملہ کلمہ مسلمانان تا آنکہ مسلمانون کے شریک اور موافق ہو جاتے ہیں آپ اولٹی جانتے ہیں مسلمانونکو مشابہت ہندو کا الزام دیا یہہ نہ سمجھے کہ اپنا ہی اسلام کہان میل کیا سچ ہے ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است + جنگ خویشتن ہم فراموش کرد۔

قال اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تمنے قرآن و حدیث نماز و روزہ و حج و زکوۃ سب چہوڑ کر کاغذ بانس اور گانے مین مسلمانی مقرر کی۔

اقول بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ جواب پا ہی جاتے ہو پہر باتین بنائے جاتے ہو اس کاٹ بانس کو خدا نے یہہ شرف دیا ہے کہ مسلمانون کا کیا ذکر اسی کی برکت سے کفار بہی قرآن و حدیث پڑہتے اور صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ سب ارکان اسلام رفتہ رفتہ ادا کرتے لگے ہین جسکے سبب سے اسقدر اشاعت اسلام ہو او سکو دیندار لوگ کیونکر شعائر ایمانی اور تمغہ مسلمانی نہ مقرر کرین۔

قال ذرا شرماؤ و بڑہی بیل کا ٹہ کے اُلّو نہ بنو۔

اقول ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ✦ انچہ آن شیخ بگفت باد مےگویم

قال اور تعزیہ کا احوال ہمنے اوپر سے ادہیڑ کر دکہایا اور باقی رہا سہا اور دکہائے دیتے ہین۔

اقول یہہ سب منصفون کے ذہن مین منقوش ہوگیا کہ آپکا ادہیڑنا بالکل کالعہن المنقوش ہوگیا اب جو باقی دکہائیگا انشا اللہ اسیطرح بجتا ئیگا۔

قال فصل تیسری چند مکر اور ذرا دل سے سنو کہ بنیاد تعزیہ کی اس بات پر ہے کہ موت اور مصیبت مین روئے پیٹے جسطرح ہو سکے۔

اقول بنیاد تعزیہ کی ہر موت اور مصیبت کے واسطے نہین ہے یہہ آپکا مکر ہے ہان مصیبت امام مین رونے اور پیٹنے کو کہیے تو صحیح ہے۔

قال اب دیکہو کہ خدا و رسول نے ایسے وقت مین تعزیہ بنانے اور مرثیہ گانیکا حکم دیا ہے یا صبر اور اپنی یاد کرنیکو فرمایا ہے۔

اقول خدا خیر کرے اب آپ ابتدائی فصل سے بگڑے کلام فقط مصیبت امام میں تہا آپنے ہر مصیبت کو عام لیلیا اور اوسپر الزام دیا خیر ہر مصیبت کے واسطے خدا و رسول نے تعزیہ بنانے کا حکم نہین دیا مصیبت امام سے منجملہ شعائر ذکر کیا ہے اور خدا و رسول کی یاد تو شادی و غم ہر حال مین مقدم ہے اور صبر بہی ہر حال مین

مستحب ہے مگر رونے پیٹنے سے صبر نہیں جاتا چنانچہ اسکا ذکر بعد اسکے آتا ہے۔

قال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ای مسلمانو قوت پکڑو صبر کرنے سے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالون کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کچھ مشکل اور مصیبت پڑے تو اوسمین صبر اور نماز سے قوت پکڑے کیونکہ بغیر مشکل اور مصیبت کے صبر کی حاجت نہیں اور جو کوئی صبر نکرے اللہ اوسکے ساتھ نہیں اور صبر کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

اقول اس آیہ کریمہ سے ہمکو روز عاشورہ حضرت امام کا نماز کے واسطے اہل شام سے مہلت طلب کرنا یاد آگیا افسوس اون اشقیانے امام کو نماز کی بھی مہلت نہ دی اور آپنے نماز خوف ادا کی اپنے جد امجد کیطرح کما سیاتی فرقت احباب اور اعزہ مین روئے رولائے اون مصائب بیحساب مین صبر کیے جو ہم بھی دیکھا پس صبر کرنا ارشاد ایمان کی نشانی ہے لیکن رونے رولانے کو منافی صبر سمجھنا محض بے ایمانی ہے بھلا یہ تو بتلائیے کہ یہ آیت جنپر نازل ہوئی تھی وہ خوب اسکا مطلب جانتے تھے یا آپ اور اونہون نے جو اپنے اعزا اقارب کی مصیبتون پر گریہ و بکا بلکہ صیحہ و نالہ کیا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا وہ آپکے نزدیک صابرون مین تھے یا نہین اگر تھے اور بیشک تھے تو ہم بھی رونے اور صبر کرنے مین اپنے پیغمبر اور امام کے پیرو ہین اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور اگر معاذ اللہ آپکے زعم فاسد مین یہ حضرات صابرون مین نہ تھے تو پھر جب پیغمبر اور امام ہی بے صبر ٹھہرے اور اونہین کی کچھ آپ رعایت کرین تو ہم کیا شکایت کرین

قال اور صبر عرف مین اسیکا نام ہے کہ مصیبت مین آپکو نوحہ و زاری اور پیٹنے اور گریبان پھاڑنے سے بند کرے۔

اقول ہم تو اتنا جانتے ہین کہ حضرات انبیا خصوصاً حضرت سید انبیا و اہلبیت و صحابہ ان سب اکابر مین صبر جمیل موروث اور جبرئیل تھا جس صبر کے ساتھ وہ بہت باتین جو آپنے خلاف صبر لکھی ہین کرتے تھے خواہ وہ صبر عرفی ہو یا شرعی اب ہم ان چارون چیزون کی جنکو آپ مخالف صبر کہتے ہین علیحدہ علیحدہ سند پیش کرتے ہین اما نوحہ و زاری پس حضرت یعقوب کا رونا تو مشہور اور قرآن مین اسطرح مذکور ہے وابیضت عیناہ من الحزن یعنے روتے روتے اونکی آنکھین سفید ہوگئین نور بصارت جاتا رہا برادران یوسف سے زیادہ رونے رولانے پر آپکی طرح طعنے دیئے جسکے جواب مین حضرت یعقوب نے بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل کہا ہمارے حضرت کو وقت انتقال فرزند خود حضرت ابراہیم اسقدر رونا آیا کہ جوش رقت مین جاہلون کے شبہات واہیہ دفع کرنے کو بموجب روایت صحیحہ البکاء من الرحمۃ فرمایا اور حضرت امیر حمزہ سید الشہدا کے سانحہ پیر تو اس بیتابی سے روئے اور ایسا گریہ خیز درد انگیز مرثیہ پڑھا کہ سننے والون کے ہوش کھوئے چنانچہ مدارج النبوۃ مین ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ گفت ندیدم من آن حضرت صلعم راگریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ ابن عبدالمطلب ایستاد بر جنازہ وی دگریہ کرد و برداشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ وازینجا معلوم می شود کہ در ندبہ و بے طاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم انتہی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت مین رونا رولانا مرثیہ پڑھنا بلکہ حالت بیطاقتی مین آہ و نالہ صیحہ و فریاد تک بھی منافی صبر نہین ہے اور جو سنگدل اسکو بے صبری سمجھ اوسکا دین و ایمان جاتا رہا کہ اوسنے ہمکو نہین بلکہ رسولخدا کو

بے صبر کہا اور خود آن حضرت کے غم مین اہلبیت کا تو کچھہ ذکر نہین صحابہ نے یہہ حالت
بنائی کہ گریہ وزاری ونالہ وبیقراری کیسی بلکہ جزع وفزع تک نوبت آئی عن سالم
بن عبید الاشجعی قال لما مات رسول اللہ صلعم کان اجزع الناس
کلہم عمر ابن الخطاب رض یعنے جب حضرت پیغمبر نے انتقال کیا تو سب سے بڑھکر
جزع فزع کرنیوالے حضرت عمر تھے اور اس سے بڑھکر ابن ہیسر کی روایت ہے
کہ جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت غم والم سے صحابہ عدول کے عقول
زائل ہوگئے اور بعض زمین گیر ہوکر قیام سے اور بعضے گونگے ہوکر کلام سے
معذور ہوگئے اور ابن عباس کا یوم الخمیس ما یوم الخمیس کہہ کہکر رونا تو بخاری
اور صحیح مسلم وغیرہ مین بھی مذکور ہے اب ہم نہین جانتے کہ یہہ سب صحابہ کی
بے صبری ہے یا آپکو خود معنے صبر سے بیخبری ہے اب سر پیٹنا اور گریبان
پھاڑنا سنیے مدارج مین یہہ عبارت ملاحظہ کیجیے پس فرمود آن حضرت
بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست بر سر زنان وفریاد
کنان انتہی پھر جامع کبیر سے یہہ روایت گریبان پھاڑنے کی نکالیے اور حضرت
خلیفہ ثانی پر طعن بیجا کرنے سے اپنے گریبان مین سونہہ ڈالیے عن عبد اللہ
بن عکرمہ قال عجبا لقول الناس ان عمر ابن الخطاب نہی عن النوح ولقد بکا
علی خالد بن الولید بمکہ والمدینہ نساء بنی المغیرہ سبعا یشققن الجیوب
ویضربن الوجوہ وما نہیہن عمر رض یعنے عبد اللہ بن عکرمہ نے کہا کہ تعجب ہے
لوگون کے اس کہنے سے کہ حضرت عمر نے منع کیا نوحہ وبکا کرنے سے حالانکہ خالد بن ولید پر
مکہ اور مدینہ مین سات عورتین قبیلہ بنی مغیرہ کی روئین اور اپنے گریبان پھاڑے
اور سونہہ پر طمانچہ مارے اور حضرت عمر نے اونکو منع نکیا انتہی پھر آپ کیا
حضرت شیخین کے بھی اتالیق ہوگئے ایسے حد سے گذر گئے کہ جو باتونسے وہ نہوئے اونپہ تعرض

کیا اونکو بہی منع کرنے لگے۔

قال اور نماز پڑہنی مصیبت مین گویا اللہ کی طرف رجوع اور دعا کہ بی ہے ہمارے پیغمبر صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے۔

اقول مصیبت مین تو اللہ کی طرف رجوع ہوتی ہی ہے اور غمزدہ کی آنکہہ بہی روتی ہے سچ ہے ہمارے حضرت صلعم جب دکہہ مین ہوتے تہے نماز پڑہنے لگتے تہے اور روتے تہے پس جب تک آپ کہلا صاف صاف اسکا اقرار کیجیئے گا کہ ہمارا رونا رولانا صبر کے خلاف اور مقدوح نہین یا حضرت پیغمبر کا نوحہ وفریاد صبر کے موافق اور ممدوح نہین تب تک آپکا پیچہا نہ چہوٹے گا اب جس شق کو چاہیئے اختیار کیجیئے اختیار ہے مگر بہت سونچ سمجہکر کہ ایک مین فقط عار اور دوسری مین خوف

قال اور جب حضرت سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تہین بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا حضرت ابراہیم عین اس مصیبت مین نماز پڑہنے لگے اور وہان حضرت سارا نے بہی جاکر بادشاہ کے سامنے نماز شروع کی۔

اقول یہہ تو ہوا لیکن آپکی یہہ کیا قلب ماہیت ہوئی کہ بڑے آدمی کی بی بی کا اسطرح بالاعلان نام لیکر اونکی ذلت اور شکست اسطرح بیان کرتے ہین کہ اونکی بی بی کو بادشاہ مصر نے پکڑ منگوایا کچہہ آپکو ہتک حرمت حضرت ابراہیم خلیل سے پیغمبر جلیل کا خیال نہ آیا خدا کی قدرت دیکہیے جس بات پر آپنے ہمکو ہتک حرمت امام کے طعنے دیئے ایک طوفان برپا کیا وہی کلمہ پیغمبر کی نسبت خدا نے آپکے موہنہ سے کہلوا دیا تاکہ آپ اپنے موہنہ سے قائل ہوجاوین بیان امر واقعی مین ہتک حرمت کی تہمت نہ لگائین۔

قال اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی حالت موت سنکر نماز پڑہنے لگے۔

اقول اور کالی جمعرات کو یاد کرکے روئے بھی لگے۔

قال اور مشہور ہے کہ حضرت امام حسین بھی سجدے ہی مین شہید ہوئے۔

اقول یہہ اوس نماز آخری کا سجدہ تھا جسکے پڑہنے کی آپنے مہلت نہ پائی اور وقت شہادت ادا فرمائی۔

قال اب سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے خلاف ہے صبر کی جگہہ سر پیٹنا اور چھاتی کوٹنا اور نعش بنا کر کوچہ و بازار مین نکالنا اور نماز کی جگہہ تمام ہیر تمام بے صبری اور شکایت نال و سر سے نکلتی ہے۔

اقول موذن رسول ذو الجلال حضرت بلال کا صبر کے ساتھہ سر پیٹنا سخا... کا چھاتی کوٹنا شدت غم والم سے گر جانا بیہوش ہو جانا آنحضرت صلعم کا نماز کے ساتھہ مرثیہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ پڑہنا اور باواز بلند رونا اور نعش امیر حمزہ کو معرکے سے گھر تک لانا پہر گھر سے باہر نکالنا یہہ سب امور متواتر ثابت ہیں اور تعزیہ مصیبت امام مین انہین سب باتون کا ضمن ہے اب اولٹی سمجھہ کو چھوڑو اور سیدھی طرح سمجھو کہ تعزیہ ان دونون باتون کے موافق ہے اور ہمارے مرثیے تو ایسے نہین کہ جنمین بے صبری اور شکایت ہو ہان آپکا مرثیہ جو بڑی دقت اور مشقت سے حضرت ابراہیم و سارا کے حال مین کہا ہے شاید آپکو ایسا ہی معلوم ہوتا ہو کہ جسمین تمام بے صبری اور شکایت نال و سر سے نکلتی ہے۔

قال معلوم ہوا کہ تعزیہ مین سراسر بے صبری ہے کہ جس سے اللہ کا ساتھہ چھوٹتا ہے اور پیغمبرون اور امامون کے طریقہ اور خدا کے حکم سے کہ مصیبت مین نماز پڑہنا اور صبر کرنا ہی مخالف ہے۔

اقول معلوم ہوا کہ پیغمبرون اور امامون نے جو مصائب مین گریہ و زاری فرمائی خصوصا ہمارے پیغمبر نے جو امیر حمزہ کے حال پر اور صحابہ ممدوحین مقبولین نے جو رسول خدا

کی انتقال پر فریاد و بیقراری کی وہ آپکے نزدیک سراسر بے صبری اور خدا کی حکم سے بالکل بے خبری ہے نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد فی حق ھولاء الامجاد۔

قال قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا یشعرون اور نہ کہو جو مارا جاے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بلکہ زندہ ہین لیکن تمکو خبر نہین انتھی بدر کی لڑائی کے بعد صحابہ شہیدون پہ افسوس اور غم کرتے تہے کہ دیکھو فلانے نے یون جان دیا اور دنیا کی لذت سے محروم ہوا سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجھکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نہ چاہیئے

اقول اب بے اعتدالی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خدا کے کلام مین بہی ایجاد بندہ ہونے لگی یہہ طوفان ہو رہا ہے کہ جو جی مین آیا وہ اپنے مطلب پوچ کی تائید مین بے تکلف بڑہایا بہلا آیہ معدودہ کے کس لفظ کے یہہ معنی بیان ہوے کہ جو اللہ کی راہ مین مارا گیا اوسکو مردہ سمجہکر اوسپر افسوس اور ماتم کرنا نچاہیے اللہ ری جرات کہ آپ ہی تو یہہ فقرہ جمایا اوسپر کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الآیۃ پس ویل اونکو لیئے ہے جو لکہتے ہین کتاب اپنے ہاتہون سے پھر کہتے ہین کہ یہہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ بیچین اوسکو کم قیمت قربان اس قرآن خوانی اور تفسیر دانی کے اجلہ صحابہ پر بہی یہہ الزام لگایا کہ اون بزرگوارون نے لذات فانیہ دنیا کی محرومی پر غم کہایا سچ ہے تعصب دشمن ایمان بد بلا ہے گویا یہہ شعر آپ ہی کے واسطے موزون ہوا ؎ گر تو قرآن برین نمط خوانی ✤ ببری رونق مسلمانی۔

اقول کیونکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہین اور اپنے زندہ کا کوئی جہان مین ماتم نہین کرتا پہر اللہ کے زندہ پر کیون ماتم کرے۔

اقول واہ سبحان اللہ کیا معقول دلیل ہے واقعی جیسی آپکو سوجھی ایسی تو پیغمبر و امام ایکطرف معاذ اللہ خدا کو بھی نہ سوجھی باوجودیکہ شہدا اوسکے پاس زندہ موجود ہین اور بقول آپکے اپنے زندہ کا جہان مین کوئی ماتم نہین کرتا پھر کیون آسمان و زمین سے اونکا غم اور ماتم کروایا اور ما بکت علیہم السماء والارض فرمایا۔

قال مگر یان اتنا فرق ہے کہ اللہ کے زندہ کی تمسے ملاقات نہین۔

اقول غنیمت ہے اتنا فرق تو نکالا مگر کیا فائدہ کہ آگے چلکر پھر بہکو گے۔

قال سو اسکو یون سمجھو کہ جیسے کوئی تمہارا بزرگ یا قریب کسی ولایت دور دست مین نکل گیا ہو اور تم سنو کہ وہ وہان صحیح و سلامت چین مین ہے تو البتہ یہہ حال سنکر اوسکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز ماتم نہ کروگے۔

اقول دیکھیئے بہکیئے نہ اور ایسے بہکے کہ کچھ حضرت رسول خدا صلعم کا بھی لحاظ نہ رہا اور بے سوچے سمجھے یہہ خود تراشیدہ فقرہ کہا معاذ اللہ کیا حضرت پیغمبر کو آپ کے برابر بھی سمجھہ نہ تھی کہ وہ حضرت امیر حمزہ کی شہادت سے باواز بلند گریہ و زاری و نالہ و بیقراری نفرمانی اور اپنی دل غمدیدہ اور خاطر زخم رسیدہ کو یون سمجھاتے کہ وہ ہمارے بزرگ اور قریب ایسی ولایت مین گئے جو منصوص بنص جنات تجری من تحتہا الانہار اور جسکا مثل و نظیر دنیا مین دشوار ہے اور ہمنے سنا کہ وہ وہان صحیح و سلامت بعزت و کرامت ایسے چین مین ہین جو دنیا مین نصیب نہین پھر یہہ خوشی کا حال سنکر اونکے سفر کی مصیبت کو یاد کرکے ہرگز غم اور ماتم نہ کرین لیکن جب حضرت پیغمبر نے ایسا نکیا اور خدا نے بذریعہ وحی و جبرئیل اونکو یہہ حکم نہ دیا پھر جو کچھ ہم بتقیعہ و سے رہین اور خدا کی و رسول کی اطاعت سے مجبور نہین۔

قال اب اسیطرح امام علیہ السلام کا حال ہے کہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے سمجھو

اور انکو زندہ جان بوجھکر بے صبری کا کام نکرو۔

اقول حضرت پیغمبر واقعہ شہادت امام کی خبر سنکر روئے روز شہادت امام سر و ریش مقدس پر خاک ڈالی ہمنے آن حضرت کی پیروی کی پہر کیون بے صبری کا کام کرتے اور بے صبری کا الزام دہرتے ہو۔

قال آیہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ت اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو کچھہ ایک ڈر سے اور بہوک سے اور نقصان مالون کے اور جانون کے اور میوون کے نقصان سے اور خوشی سنا صبر کرنیوالون کو جب پہنچے اونکو مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسیطرح پہر جانا ہے اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المفلحون ت ایسے لوگ اونپر ہین شاباشی ہے اور مہربانی ہے رب کی اور وہی ہین راہ پر ف اس آیت سے سب فائدہ اور حکم بوجہے گئے کہ جب کسی پیغمبر اور امام کا اسطرح کے مصیبتون مین جو آیت مین مذکور ہوئین گرفتار ہونا معلوم ہویا اب کوئی مسلمان گرفتار ہو تو اوسکو اللہ کی آزمائش سمجہو اور اوسمین صبر کرے اور انا للہ پڑہے۔

اقول سب خاصان خدا مصیبت و ابتلا مین اللہ کی آزمائش سمجہکر صبر کرتی اور انا للہ کہتے آئے ہین مگر رونے اور غم کرنے کو مخالف صبر کوئی نہین سمجہا اسیواسطے جو محب امام ہے وہ مجلس مین مصیبت امام پڑہتا ہے اور خاتمہ ذکر مصیبت کا اسی کلمہ انا للہ پر ہوتا ہے۔

قال اور واقعی ہی کہ دوست کی آزمائش مین خواہ اپنے اوپر خواہ اپنے کسی بزرگ اور قریب پر ہو ماتم اور بے صبری کے کام کرنا نہایت خامی اور ودستی سے. جی چہپاتا ہے۔

اقول جب دوست کی آزمائش مین دوست سنے یہہ کہدیا ہو کہ رونا اور غم کرنا صبر کے خلاف نہین تو پہر رونا رولانا نہ بے صبری کا کام اور نہ دوستی سے جی چہپانا ہے بلکہ یہہ فقط مصیبت امام پر نہ رونے کے لیے حیلہ بہانہ ہے حدیث کا ترجمہ جو مولوی خرم علی بلہوری کا ہے دیکہئے کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا آنسو بہاتی ہے آنکہہ اور غم کرتا ہے دل اور نہین کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آوے یعنی انا للہ کہتے ہین انتہی یہجیئے انا للہ کہنے کے ساتہہ رونے اور غم کرنیکا برابر جوڑ لگا ہوا ہے اب ان وہابی کے کہنے سے آپکا اطمینان ہوا پہر اس غم و ماتم کو بے صبری کا کام ٹہرانا دوستی سے جی چہپانا اور خامی بتانا ایمان کی خامی اور شیطان کی غلامی ہے۔

قال خصوص اوس وقت مین کہ دوست کہدا ز ما دم تو اور بہی مضبوطی چاہیئے اور یہی سبب ہے کہ انبیاء اولیاء پر سب مصیبتین گذرین اور وے راضی برضا اور صابر بقضا ہی رہے۔

اقول ہم نہین جانتے کہ آزمائش مین کوئی حضرت پیغمبر اور اہلبیت پیغمبر سے زیادہ مضبوط ہو باینہمہ آن حضرات کا رونا رولانا غم کرنا بتواتر مذکور ہو چکا پس اگر گریہ و زاری منافی صبر خلاف مرضی باری ہوتی اور اوس مین بے صبری پائی جاتی تو کبہی آن حضرات سے ایسی بے صبری وقوع مین نہ آتی۔

قال یہہ کسنے نہین کیا کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے اوپر ہو خواہ اپنے قریب یا بزرگ پر نبی باڑہ اور ولی باڑہ اور امام بارہ بنایا ہو۔

اقول خدا نہ کرے کہ جہوٹ بولنے کی عادت پڑ جائے پہلے پیغمبرون سے لیکر ہمارے پیغمبر کے اہلبیت تک اکثرون نے کیا ہے کہ مصیبت کے واسطے خواہ اپنے قریب یا بزرگ پر ہو نبی باڑہ وولی باڑہ وغیرہ بنایا ہے چنانچہ روایات صحیحہ مین

آیا ہے کہ حضرت یعقوب پیغمبر نے اپنے عزیز قریب حضرت یوسف کے فراق مین
کنعان کے باہر بیت الحزن بنایا تہا کہ صبح سے شام تک اوسی مین بیٹھے رویا
کرتے تھے اور حضرت خاتون جنت تو اپنے پدر بزرگوار کے غم مین اسقدر روتی
تہین کہ بالآخر اہل مدینہ نے پریشان ہوکر حضرت امیر سے شکایت کی کہ آپ دختر
حضرت رسولخدا کو سمجہائین کہ وہ یا دنکو رویا کرین یا رات کو گریہ و زاری فرمائین
کہ ہم اونکے دن رات رونے سے تنگ آگئے ہین تب حضرت امیر نے مدینے سے
باہر بضعہ حضرت پیغمبر کے واسطے ایک بیت الحزن بنوایا کہ صبح سے حضرت امیر کے
ساتہہ وہ اوس بیت الحزن مین تشریف لیجاتی تہین اور دن بہر وہان روتی
تہین اور رات کو آپ ہی کے ساتہہ گہر آتی تہین پس اصل بنانا تو ثابت ہے
فقط تسمیہ مین تفاوت ہے خواہ بیت الحزن کہو خواہ نبی باڑہ و امام باڑہ کہہ
سکے اب جو کوئی نبی باڑہ و امام باڑہ بناتا ہے پیغمبر و امام ہی کی تقلید سے بناتا
ہے آپکو ناحق ایسا غصہ آتا ہے جو بیکار جہوٹ بلواتا ہے۔

قال اور یاد مین تعزیہ رکہکر اور مرثیہ گا کر چہاتی کوٹتے اور سر پیٹتا ہو۔

اقول یہہ وہی ہیر پہیر کہ ہر ریل کی لکڑی پکڑنا ہے جسکا جواب بکرات و مرات
ہو چکا ہے اب کہانتک کوئی اپنا سر خالی کرے اور کیونکر آپکو ذہن مین حالی کرے

قال اور اللہ تعالے قرآن شریف مین بیشتر جگہہ سے زیادہ صبر کی تعریف
کی ہے اور ثواب صبر کرنے کا بے انتہا فرمایا اور ماتم کرنیکا مصیبت مین ایک جگہہ
بہی ذرا سا ثواب نہ کہا اور کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص نہین کیا۔

اقول ماتم کے معنے منتہی الارب کے ترجمہ مطبوعہ مین (اندوہ یا شادی مین
آدمیون کا مجمع یا عورتون کے مجمع کے ساتہہ مخصوص ہے اور عرف مین عورتونکی
مجلس کے ساتہہ مخصوص ہے جو کسی کے مرگ کے وقت مجتمع ہون) پس اگر

خدا نے کسی نبی و ولی امام کے واسطے ماتم مخصوص کیا تو پھر کیون حضرت پیغمبر نے
بعد شہادت حضرت امیر حمزہ جب خانہای انصار سے شہدا پر آواز عورتون کی
رونے کی سُنی تو کلمہ حسرت آمیز۔ واما حمزہ فلا بواکی لہ۔ فرمایا اور انصار نے
یہہ سنکر پہلے اپنی عورتون کو خانہ حضرت امیر حمزہ مین رونے اور ماتم کرنے کو
بھجوایا آپ آرام فرماتے تھے جب صدای ماتم و شیون زنان انصار آن حضرت کے
گوش گذار ہوئی تو بیدار ہوکر پوچھا کہ خانہ حمزہ مین کون عورتین روتین اور ماتم
کرتی ہین معلوم ہوا کہ زنان انصار ہین آپنے اونکے حق مین دعای خیر فرمائی۔
اقال اور حدیث مین آیا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ماتم کو کہین چالیسوان حصہ
بھی ایمان کا نہ کہا۔
اقول جنہون نے حدیث مین صبر کو نصف ایمان فرمایا ہے اونہین حضرت نے
اپنے عم بزرگوار کی مصیبت مین زنان انصار سے شیون و ماتم بھی کروایا ہے پس
معلوم ہوا کہ ماتم مخالف صبر نہین بلکہ ان دونون کا ایک ثواب ہے پھر آپکا جال و پیچ
بالکل نقش برآب ہے۔
اقال اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان مصیبت مین جزع و فزع کے مقام
مین کلمہ انا للہ بار بار کہے اللہ اوسکو اچھا بدلا اوس مصیبت کا دے اور اجر و ثواب
اوسکا ذخیرہ رہے۔
اقول اب ہم سمجھے کہ اسی لفظ جزع و فزع سے آپ ہر جگہہ دہوکا کہاتے ہین
یا اسکی کراہت احادیث مین پاکر عمداً اسکے معنے گریہ وزاری ٹھہرا کر شور و غل
مچاتے ہین قربان آپکی سمجھہ کے سے از افادات شیخ ما چہ عجب گر بہ شما شنید
گفت بارانست۔ حضرت سلامت اباس کج فہمی پہ کج بحثی محض بے سود ہے
دیکھئے جزع و بکا کے معنون مین صراح مین تفرقہ بین موجود ہے جزع کے

یعنے ناشکیبائی کردن نقیض صبر آئی ہین اور بکا کے معنے گریہ با آواز بلند فقط تباہی
ہین پس مصیبت مین شکوہ و شکایت اور بے صبری کرنا جزع و فزع ممنوع
ہی اور رونا اور غم کرنا بلکہ با آواز بلند رونا عین صبر اور مشروع ہے۔
قال اور رسول خدا نے کہا ہے کہ ہماری امت کو وہ چیز دی ہے کہ کسی
اگلی امت کو نہین دی اور وہ کلمہ انا للہ ہے کہ مصیبت کے وقت کہتے ہین
اقول جہان حضرت رسول خدا نے یہہ فرمایا ہے کہ مصیبت کیوقت
کلمہ انا للہ کہتے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے کہ دل سے غم اور آنکہہ سے
آنسو بہی جاری رہتے ہین پس جب رونے اور انا للہ کہنے مین ربط ہو گیا
تو آپکا مطلب خبط ہو گیا۔
قال اور مسند امام احمد مین خود حضرت امام حسین سے روایت ہے
کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب مسلمان کو مصیبت پہونچے اور بعد مدت
کے اوس مصیبت کو یاد لاوے اور نئے سرے سے پہر انا للہ کہے تو اللہ
تعالی اوسکو اجر تازہ بخشتا ہے گویا وہ مصیبت گذشتہ ابہی پہونچی۔
اقول اسی طرح مسند امام احمد مین روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من
بکی علی الحسین وجبت لہ الجنۃ یعنے جو مصیبت امام حسین پر
روئے بہشت اوسپر واجب ہے لیجئے اب پوری تحقیق ہو گئی اور
امام احمد ہی سے انا للہ کہنے اور رونے دونون باتونکی تصدیق ہو گئی
قال الغرض جب مصیبت کے وقت قرآن مین صبر کرنے اور انا
للہ کہنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہو گی
اور پیغمبر اور امام کے بہی قول سے مصیبت مین انا للہ کہنے کا حکم معلوم
ہوا تو صاف بوجہا گیا کہ جو اسکے خلاف بجائے صبر اور انا للہ کے

ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ مقرر کرے وہ اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہے اور راہ سے گمراہ اور خدا و رسول اور امام کی کہنی اور طریقہ سے باہر

اقول الغرض جب ثابت ہو چکا کہ غم والم رونا اور رولانا صبر اور انا للہ کہنے کے خلاف نہیں بلکہ حضرت پیغمبر نے - البکاء رحمۃ - فرمایا امام نے - لا ذکر الا بکی - ارشاد کیا - امام احمد نے مصیبت امام کے رونے پہ من بکی علی الحسین وجبت لہ الجنۃ کو سند ایا تو صاف پوچھا گیا کہ صبر کرنے اور انا للہ کہنے اور رونے اور غم کرنے پر بشارت اور صلوات اور رحمت اور ہدایت مقرر ہوئی اور پیغمبر و امام کے قول سے بھی مصیبت میں انا للہ کہنے کے ساتھہ رونیکا حکم معلوم ہوا بلکہ بکا کا خود رحمۃ ہونا ثابت ہوا پس جو اسکے خلاف ماتم اور مرثیہ اور تعزیہ کو جو معین گریہ و بکا ہیں مقرر کرنا اس بشارت اور رحمت اور صلوات سے بے نصیب ہونا سمجہے وہ خود دولت ایمان سے بے نصیب اس بشارت و رحمت سے دور شیطان سے قریب ہے -

قال اب اے مسلمانوں جب تمکو حضرت امام کے مصیبت یاد آوے تو یہی لازم ہے کہ موافق حکم خدا و رسول اور امام کے صبر کرو اور انا للہ پڑہو -

اقول اے مسلمانوں تم آدہی بات نہ مانو خدا و رسول اور امام کے پورے حکم کی تعمیل واجب جانو جب تمکو حضرت امام کی مصیبت یاد آوے تو روؤ رولاؤ امام کا تعزیہ بناؤ وانا للہ کہو اور صبر کرو -

قال بڑی مصیبت کی بات ہے کہ نہ خدا کا کہنا مانو نہ پیغمبر کا نہ امام کا

اقول بڑی مصیبت کی بات ہے کہ جو تمہارے ذہن میں جم جاوے اوسکو خدا و رسول اور امام کا کہنا سمجہو اور اوسیکی تائید واجب جانو

اور ہم خدا اور رسول و امام کا فرمانا ہزار سمجھائیں ہرگز نہ مانو۔

قال اور کہنا مانو تو احسان اور دلگیر کا۔

اقول احسان و دلگیر نے کیا خلاف خدا و رسول کے کہا جو ہم اونکا کہنا نہ مانیں اونکے مرثیوں میں حضرت امام کے صبر و شجاعت کا بیان اشقیای امت کے ظلم و جور کا اعلان ہے مدارج النبوۃ میں حسان ابن ثابت کا حال دیکھیئے جو حضرت سید المرسلین کی مدح کفار و مشرکین کی ہجو نظم کرتے تھے اور آن حضرت صلعم بنفس نفیس اونکے واسطے منبر رکھوا کر پڑھواتے تھے اور بکمال بشاشت ان اللہ یوئید حسان بروح قدس فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسان کے کلام سے مشرکونکے دلوں میں گویا خدنگ تیر پیدا ہے اس ارشاد سے تعریف مرثیہ و نظم دلگیر و احسان بھی مثل نظم حسان ہویدا ہے۔

قال اور بیحیائی سے امام کی محبت کا دعوی کرتے قربان اس محبت اور اس اعتقاد پر یہہ تو صاف مخالفت اور دشمنی ہے ایسی مخالفت کو محبت کا دعوی کرنا اور اپنے تئیں محب اہلبیت مشہور کرنا خلاف واقع و بر صرف نادانی ہے۔

اقول محبت ایسی چیز نہیں جو بنائی سے بن سکے یا چھپائے سے چھپ سکے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ہم تو ایسے محب اہلبیت ہیں جنکی محبت نے مخالف اور موالف کے دلوں پر سکے بٹھلائے حتی کہ جو حب آل محمد کا دعوی کرے وہ بقول امام شافعی رافضی کہلائے یہہ تو آپ خود ہی کہہ آئے ہیں پھر یہاں کیوں بھول گئے سچ ہے ایسے لوگوں کو حافظہ نہیں ہوتا۔

قال محب اہل بیت وہ لوگ ہین جو انکے حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور جان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے۔

اقول آپکو قسم ہے خدا اور رسول کی اے توبہ رسول کی قسم تو آپکے نزدیک بدعت ہوگی فقط خدا کی قسم سچ بتائیے کہ وہ کون لوگ ہین واللہ اگر چراغ لیکر تہتر فرقۂ اسلام مین ڈھونڈھیئے گا تو ایک ہی فرقہ ایسا پائیگا جو اہلبیت کے حکم اور مرضی کی باتکو سر اور آنکھون سے مانتے ہین اور بجان و دل سے اوسکو خوش ہوکر بجا لاتے ہین اور اوسمین کسی اور کی پیروی ہرگز منظور نہین رکھتے سے نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

قال اسیطرح مرثیونسے حدیث مین منع آیا ہے چنانچہ کتاب ابن ماجہ مین یہہ حدیث ہے کہ نہی رسول اللہ صلعم عن المراثی یعنی منع فرمایا رسول خدا نے مرثیون سے۔

اقول یہہ نہی اون مرثیون سے ہے جو ایام جاہلیت مین مشعر باعث خونریزی [illegible] پڑھے جاتے تھے یا جو مرثیہ آپکے یزید نے گڑھا اور حضرت امام سے [illegible] کا انتقام لیت اشیاخی ببدر شہدوا واسپر باندہا [illegible] حضرت سید انام اور اہل بیت کرام کی [illegible]

قال اور صبر اسکا نام نہین ہے کہ آدمی زبان سے [illegible] دل مین کدورت کسی کی نہ [illegible] [illegible] دے اور [illegible] تو اوسکو مکروہ سمجھا [illegible] کیونکہ یہہ دونون امر [illegible] سے باہر ہین بلکہ حقیقت صبر کی یہی ہے کہ باوجود کدورت اور کراہت [illegible] کے خلاف عقل اور شرع سے آپکو بند رکھے اور پیغمبر اور امام سب اسیطرح صبر کرتے آئے ہین اور عین مصیبت کیوقت اپنے تئین خلاف شرع

اور عقل سے باز رکھے اور فقط آنسو جاری ہونا چہرہ متغیر بنانا خلاف شرع اور صبر کے نہین ہے۔

اقول یہی تو ہم بہی کہتے چلے آتے ہین کہ رونا رولانا چہرہ متغیر بنانا صبر اور شرع کے خلاف نہین ہے۔ اب آپ بہی راہ پر آئیے اور صبر کے معنے رونے اور چہرہ متغیر کرنے سے موافق بتائیے۔

قال اور صبر یہی سمجہو تو وہی ہے کہ جو اول صدمہ کیوقت واقع ہو اور جب مصیبت گذر گئی پہر اوسوقت ترک شکایت اور جزع و فزع صبر نہین گنا جاتا بلکہ اسکو تسلی اور دلاسا کہتے ہین اور اسیواسطے حکمائے کہا ہے کہ جو کسیکو اس بات کی تکلیف دیجائے کہ ہمیشہ مصیبت پر رویا پیٹا کرے وہ تکلیف مالایطاق ہے سچ ہے جو کسی بڑے محب اور تعزیہ دار سے یون کہا جائے کہ مہینا بہر متواتر ایام کے غم مین رویا کرے مہینا کسکا دو روز متواتر نہ رویا جاوے۔

اقول مراتب محبت و عرفان و اخلاص و ایقان بحسب اختلاف طبائع بنی نوع انسان مختلف اور متفاوت ہوتے ہین بدین وجہ لوگ بہی مختلف طور پر روتے ہین حضرت یعقوب مہینا کیسا برسون روتے تا اینکہ روتے روتے آنکہین سفید ہوگئین حضرت خاتون جنت کو بعد انتقال آن حضرت کسینے ہنستے ندیکہا اشتغفر ہنسنا کیسا اسقدر روئین کہ اہل محلہ تنگ آگئے حضرت امیر نے بیت الحزن بنایا آخر کو روتے ہی روتے پدر بزرگوار سے جا ملین دنیا سے انتقال فرمایا بہار کربلا بعد واقعہ شہادت حضرت سید الشہدا چالیس برس تک اسقدر جوش و خروش سے روئے کہ رخسار ہائے مبارک کہل گئے ہمکو یہہ اخلاص و عرفان جو پیغمبرون اور اہلبیت کو حاصل تہا کہان نصیب جو ہم آن حضرات کے برابر ہو سکین اور اس حد تک روسکین مگر بتقاضائے عقیدت و محبت بقدر طاقت بشری

ہم بہی روتے رولاتے ہین خدا ہمکو توفیق زیادہ عطا فرماے اور بجز اپنے خوف اور مصیبت اہلبیت کے اور کسی غم دنیا مین نہ رولاے دیکہیے سچی محبت ایسی ہوتی ہے کہ مصیبت امام پر رونے رولانے کی نسبت آپکے مونہہ سے بہی کسی بہرے محب اور تعزیہ داری کا نام نکلا اور کسی کا نہ نکلا۔

قال قال اللہ تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ت اور تو نہ سمجہہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین مردے ہین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون خوشی کرتے ہین اسپر جو دیا اونکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہین اونکی طرف سے جو ابہی نہین پہونچے انہین پیچہے سے اسواسطے کہ نہ ڈر ہے انکو نہ غم ف اس آیہ سے معلوم ہوا کہ شہید لوگ کہاتے پیتے خوشیان کرتے ہین ہرگز انکو غم اور رنج نہین اور اسیطرح سمجہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بہی نہایت خوش اور بے غم ہونگے کیونکہ اللہ کی راہ مین شہید ہوے ہین۔

اقول پہر کیا آپکی خوشی اسمین تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسی مصیبتین دنیا مین اوٹہائین اپنے رب کے پاس بہی ویسی مصیبتین اوٹہاتے نہ خوشیان کرتے نہ کچہہ کہاتے پیتے۔

قال الغرض قطع نظر اور باتون سے اب ماتم کرنا اور تعزیہ بنانا آپکے حال کے بہی خلاف ہے اور اونکی ضد کہ وے خوش اور بے غم ہین اور تم اونکی لیے ماتم کرتے ہو

اقول حضرت خاتم انبیا جنپر قرآن نازل ہوا اور آپ معانی آیات اور کلام خدا کے دقائق و نکات سے ایسے واقف اور عامل تہے کہ خدا نے اونکی شان مین

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا اسپر بہی حضرت امام حسین اور حضرت امیر حمزہ کا جو اوس زمانہ مین سید الشہدا تہے اور اونکا کہانا پینا خوشی کرنا تو سب شہیدون سے بڑہکر ہوگا کسقدر غم کیا اونکی مصیبت مین مرثیہ پڑہا بیتاب ہوکر روئے حالت غیر کی زنان انصار کے حقمین جو امیر حمزہ کو روتی آئین تہین دعای خیر کی آپکی طرح اونکے حال کے خلاف اور ضد ہونیکا حضرت پیغمبر کو ہرگز خیال نہ آیا اگر بالفرض آنحضرت کو سہو ہوا تو حضرت جبرئیل بلکہ خود خداوند جلیل نے بہی تنبیہ نفرمایا کہ وے خوشیان کرتے ہین تم اونکے حال کے خلاف اور اونکی ضد مین غم کرتے ہو مرثیہ گاتے ہو کیون ایسی بہول چوک سے اپنی کہری رسالت مین بٹہ لگاتے ہو الغرض جو باریکیان پیغمبر کو عمر بہر قرآن سے نہ معلوم ہوئین تہین وہ بارہ سو برس کے بعد اس تیرہ صدی مین آپکو خوب سوجہین کہ جسمین حضرت پیغمبر تک الزام سے نہ بچے ہمارا کیا احسنت ہذا شئی عجاب۔

قال اور ایسے وقت مین اگلی مصیبت کو یاد کرکے رونا ویسی بات ہی جیسے کوئی کسیکا دوست چوتہی تاریخ رجب کی کچہہ بیمار ہوا ہو یا ایذا پائے ہوا اور بعد تہوڑے عرصہ اوسکو غسل صحت حاصل ہوا اور سب طرحسے نعمتین کہانے پینے لگے اور کوئی درد و غم باقی نہو اور نہایت چین اور خوشی مین ہو پہر رجب کی چوتہی تاریخ آوے کوئی اگلی بیماری اور درد کو یاد کرکے ماتم کرنے لگے ہرچند لوگ اوسکو سمجہادین کہ اب آپ اچہے اور خوش ہین اور کسیطرحکا درد و غم نہین وہ شخص سمجہائے نہ سمجہے اور کہے کہ اچہا اور بے غم ہین تو کیا ہوا دن اور تاریخ تو وہی ہے بہلا ایسے شخص کو کیا کہوگے آخر یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن یا سودائی جو خوشی کے وقت واہی تباہی باتین کرتا ہے یہہ مخالف کا

کا کام ہے سواقف سے ہرگز ایسا نہو گا۔

اقول ہم کہانتک ہندی کی چندی کریں ایک باتکو کتنے مرتبہ سمجہاوین اس مقام مین فقط وہی ابن عباس کا حال یاد دلایا جاتا ہے جو جمعرات کا دن او کے رویا کرتے تہے اور وہی اگلی مصیبت اور پنجشنبہ کا دن یاد کرکے جان کہویا کرتے تہے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ کسی روز معین یا تاریخ معین کو یاد کرکے رونا رولانا تجدید حزن وملال ہے چنانچہ کلام صاحب مرقات شارح مشکوۃ اسی روایت ابن عباس مین اسپر دال ہے حیث قال ویحتمل ان یکون لتذکر وفاتہ وفقدان حیوتہ صلعم بتجدید الحزن علیہ یعنی احتمال ہے کہ یاد کرنا ابن عباس کا روز پنجشنبہ کو واسطے تذکرہ وفات وفقدان حیات آنحضرت صلعم کے ہوا اور تجدید حزن واندوہ کے ساتہہ اتہی بہلا اب تم ابن عباس ایسے شخص بزرگ کو کیا کہوگے کیا یہی کہوگے کہ یہہ شخص یا دشمن ہے یا سعادۃ العمد سودائی کہ حضرت پیغمبر تو خوشی وچین مین ہین اور یہہ شخص خوشی کے وقت واہی تواہی باتین کرتا ہے یا یوم الخمیس کہہ کہکر غل مچاتا ہے یہہ مخالف کا کام ہے سواقف سے ہرگز ایسا نہو گا۔

قال اور جب حادثہ ہوکر گذر گیا اور مقدمہ برعکس ہوا کہ دشمن پکڑے گئے اور دوست سرفراز ہوئے پہر ماتم اور مرثیہ دشمنون کے نصیب رہے خدا دوستونکو خوش رکہے۔

اقول جب حادثہ ہوا بہی نتہا فقط حادثہ کی خبر سنکر حضرت پیغمبر اپنے حیات مین اور جب یہہ حادثہ ہوکر گذر گیا تو آنحضرت بعد از وفات روئے رولائے دیگر انبیا کے ساتہہ مرثیہ مصیبت پڑہا اور یزید اور لشکر یزید نے خوشی کا جشن کیا فتح کے شادیانے بجائے پس جو اس حادثے مین غم وماتم

کرے مرثیہ پڑھتے امام کا فرماتا لایذکرنی مومن الا بکی بجا لاوے وہ حضرت پیغمبر اور
امام کا پیرو اور سچا دوست اور یزید پلید کا پکا دشمن اور جو یہہ خیال کرے
کہ حادثہ گذر گیا خوشی مناوے وہ یزید پلید کا پیرو اور اوسکا سچا دوست اور
حضرت پیغمبر اور امام کا پکا دشمن ہے اب سمجھے یا نہین لکہ دینکر دلی دین

قال ؏ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے ٭ اوسکو جو غم ہووے تو جان تصدق کیجیے

اقول ؏ عالم ارواح مین روئے نبی ٭ شاہ کے غم مین یہہ سمجھہ لیجیے
ساتھہ دیا تہنے بہی یہہ سوچکر ٭ اونکو جو غم ہوئے تو جان دیجیے ٭ خوش
تہا یزید آپ بہی کیون نخوش ہون ٭ دوست جو خوش ہو تو خوشی کیجیے

قال قال اللہ تعالی و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیہا و غضب
اللہ علیہ و لعنہ و اعد لہ عذابا الیما اللہ تعالے فرماتا
ہے اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکے تو اوسکی سزا دوزخ ہے اوسمین پڑا
رہے اور اللہ نے اوسپر غضب کیا اور اوسکو لعنت کی اور اوسکے واسطے تیار
کیا ہے عذاب سخت ف یہانسے بوجہا گیا کہ یزید اور جو کوئی امام کے قتل مین
راضی اور شریک تہے اللہ کے غضب اور لعنت اور عذاب مین ہونگے اور اونکی
روحین نہایت رنج اور ماتم مین گرفتار ہونگی اور اونکو سوائے غم خوشی کا
نشان نہوگا۔

اقول یہہ اوسکا بدلا ہے جو دنیا مین حضرت امام اور اہلبیت کرام کو طرح
طرحکے غم والم مین مبتلا کرکے خوش ہوتے تہے ؎ بپنداشت ستمگر کہ جفا
بر من کرد ٭ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت۔

قال غرض اب جو کوئی یزید اور اوسکے ساتہیون کا دوستدار اور غمخوار ہو
اور اونکو غم اور مصیبت مین نہ دیکہہ سکے تو وہ ماتمداری مین یزید کی موافقت کریگا

اقول ہمتو حضرت پیغمبر اور اونکے ساتھیون کے دوستدار اور غمخوار ہین اور حضرت امام کی مصیبت سے اونکو غم اور مصیبت ہین حضرت ام سلمہ اور ابن عباس وغیرہما نے سنکر اس ماتم داری ہین حضرت پیغمبر کی موافقت کرتے ہین پس یہہ کلمہ بروز قیامت آپ حضرت پیغمبر ہی سے کہیئے گا اور وہی اسکا جواب دینگے ہم اگر یزید پلید اور اوسکے ساتھیونکو اپنی آنکہہ سے غم والم بیحساب اور لعنت و عذاب مین مبتلا دیکھتے تو بہی حضرت امام کا غم ہمارے دلسے کم نہوتا اس لیئے کہ ہمارے پیغمبر کو بعلم الیقین یزید اور اوسکے ساتھیون کا عذاب معلوم تہا مگر اونکے دلسے ہمارے امام کا غم کم نہوا۔

قال بخلاف وقت وقوع واقعہ کے کہ دشمن خوش موجود تہے اور اہلبیت در دورنج و مصیبت تازہ مین پہنسے تہے اوسوقت غمناک ہونا مقتضائے محبت وبشریت ہے۔

اقول حضرت پیغمبر نے تو قبل از وقوع واقعہ فقط خبر شہادت امام حضرت جبرئیل سے سنکر رنج وغم کیا آپکی طرح اوسوقت خاص کو نہین لیا پس پیغمبر بیکار اور غرض عمدہ ہر وقت اور ہر زمانہ مین اسکا اعلان اور اشتہار اور تا قیام قیامت اس حزن وبکا کا استمرار ہے جیسا کہ تبصرۃ الیقین مین آیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ علمای ثقات نے فرمایا ہے پس تجدید حزن وبکا ہر وقت مین ضروری ہے مگر آپ حضرت پیغمبر ہی سے ضد اور خلاف کرتے ہین اسمین مجبوری ہے۔

قال قال اللہ تعالی قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ت اللہ تعالے فرماتا ہے تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہوجاؤ ابراہیم کی

ملت سے کے جو ایک طرف کا تہا اور تنہا شریک کرنیوالونمین فرا آیت سے
اور دیگر آیتون سے ثابت ہے کہ ہمارے پیغمبر ملت ابراہیم کی تابعداری فرض
ہے اور حضرت ابراہیم کی ملت مین بہت چیزین ہین اونمین سے یہہ بہی ہے
کہ مونچون کا کٹانا اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین صبر کرنا اور جزع
اور فزع اور شیون اور نوحے سے دور رہنا سو تعزیہ دارمین سب باتین اسکے
برعکس ہین یہہ باتین عین موت کے وقت بجا ہیئے نہ یہ جای سینکڑون برسون
کے بعد ہر سال کرنا۔

اقول حضرت رسول خدا صلعم جو دین حنیف اور ملت ابراہیم پر مبعوث
ہوئے جب وہی امام کے غم مین اور اپنے قریب اور دوست کی موت مین
روئے رولانے اور بکا کو رحمت فرماتے تہے تو معلوم ہوا کہ یہہ منافی صبر نہین
ہے اور اسکے تو آپ بہی قائل ہو چکے ہین مگر شاید بہول گئے اور وہ امور تین
جو حضرت ابراہیم نے منع فرمائین جاندار کی صورتین تہین سو تعزیہ دارمین سب
باتین اسکے برعکس ہین نہ اسمین کسی جاندار کی تصویر بنتی ہے نہ کوئی صبر کے
خلاف بات کیجاتی ہے اور ہر سال کرنیمین وہ تجدید مقصود ہے جو اکابر علما کے
قول سے ہم اوپر لکھہ آئے ہین اگر خوبی حافظہ سے سہو ہو گیا ہو یا عبارت
عربی سر الشہادتین سمجہہ مین نہ آئی ہو تو شاہ سلامت اللہ صاحب کا ترجمہ
فارسی سنیئے تا حاضر و غائب برین سانحہ ہوش ربا مطلع شود و ہر کسے
از دور و نزدیک و ترک و تاجیک برچنین واقعہ غم افزا خبردار گردد بلکہ مقصود
اصلی و غرض حقیقی ازین ہمہ باقی ماندن غم و الم دائم و تذکر و یادگاری فجائع
الم اندود و سوانح غم فرسود درین امت تا قیام قیامت است انتہی۔

قال دوسری آیت مین خدا فرماتا ہے ومن یرغب عن ملة ابراہیم

الا من سفہ نفسہ ہے اور کون پسند نہ کرے ملت ابراہیم کو مگر جسنے بیوقوف بنا اپنے جی سے۔

اقول اس سے بڑھکر بیوقوف وہ ہے جو حضرت پیغمبر کے طریقہ کو حضرت ابراہیم کے طریقہ سے مخالف سمجھے۔

قال اور صحیح بخاری اور مسلم مین یہہ حدیث ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنے جو کوئی نئی بات نکالے ہمارے اس دین مین جو اسمین نہو وہ مردود ہے۔

اقول اس حدیث مین وہی احداث مراد ہے جسکو شرع سے کچھہ لگاؤ نہو اور وہ احداث بدعت محرمہ ہے چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا۔

قال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو کوئی پیغمبر کے دین کے کامون مین کہ مقرر کرنا احکام شرع کا ہے اپنی طرف سے کوئی نئی بات مقرر کرے کہ جسکی اصل ہی دین مین ثابت نہو اور اپنی طرف سے ثواب اور عذاب کسی کام میں ٹھہرادی تو وہ چیز مردود ہے۔

اقول اور جو اوس نئی بات کی اصل دین سے ثابت ہو تو وہ اس حدیث سے مستثنٰی اور مقبول ہے چونکہ آپکی عادت بھولنے کی ہے لہذا جتائے دیتے ہین کہ اسکو یاد رکھئے گا۔

قال اب تعزیہ مین دیکہو سوچو یہی بات موجود ہے۔

اقول لاحول ولا قوۃ اتنا جتایا مگر پھر بہولے صاحب تعزیہ بنانیکی اباحت اصل دین سے ثابت ہے چنانچہ قبل اسکے نہایت تفصیل و توضیح سے بیان ہو چکا پھر تعزیہ مین کہان یہہ بات موجود ہے خود آپ ہی کا یہہ قول مردود ہے۔

قال اول تعزیہ بنانا نئی بات دین مین ہے۔

اقول ہان ہے مگر نئی بات دین مین مطلقاً منع اور بدعت محرمہ نہین
ہے چنانچہ اسکی تنقیح مقدمہ مین بخوبی ہو چکی ہے۔

قال کسی پیغمبر یا امام کے شہید ہونے یا مرنے سے شرع مین تعزیہ یا شدہ یا
چبوترہ اور کچھہ سوا اسکے بنانا نہین آیا۔

اقول اگر کسی پیغمبر و امام کے واسطے کچھہ بنانا نہین آیا تو حضرت یعقوب
پیغمبر نے اپنے واسطے اور حضرت علی نے حضرت خاتون جنت کیواسطے
بیت الحزن کیون بنایا۔

قال اور جو باتین تعزیہ کے لیئے مقرر ہین وہ باتین انکی سچی قبرون پر بھی
درست نہین چہ جائے جھوٹی تربتون پر۔

اقول جب حضرت پیغمبر کی اصلی قبر شریف آپکے پیر عبدالوہاب کے زعم
فاسد مین صنم اکبر ہے تو حضرت امام کی نقلی قبر کو جھوٹی سچی کہنا کیا بات ہے
باقی جسطرح انکے اصلی مزارون پر فاتحہ درود پڑہنا اور تعظیم و تکریم کرنا
چاہیئے ویسی انکی نقلون کے ساتھہ بھی علمای امت اور حامیان ملت کرتے
آئے ہین کما مر تحقیقہ

قال دوسرے یہہ کہ تعزیہ بنانا دین کے کام مین گنتے ہین اور اوسکو بنانے
والے کو ثواب اور تعریف ٹھہراتے ہین اور جو اوسکو برا جانکر نکرے تو اوسکو
امام کا دشمن بتاتے ہین اور طعن و ملامت کرتے ہین اور ایسا شخص خلاف کہنے پیغمبر خدا
کے بتائے کسی کام مین اپنی طرف سے کرنا درست نہین۔

اقول اصل اس تعزیہ کی شرع مین دین مین حدیث مین قرآن مبین مین سب مین
ثابت ہے چنانچہ اسکے شواہد قبل اسکے بہت سے مذکور ہو چکے اب صاحب

غایۃ المرام کا ایک قول مختصر یہان بھی سُن لیجیئے فرماتے ہین اور جو لوگ کہ اسکو (تعزیہ کو) بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے نہین ہین اسلئے کہ اصل اشیا مین اباحت ہے جبتک کہ کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی نہووے انتہی اب بتلایئے کونسی دلیل قطعی مانع اباحت ہو جو تعزیہ بنانا مورث قباحت ہے اور جن چیزونکی اباحت اصل شرع سے ثابت ہے انہین چیزون کا منع قران مین حدیثو نمین کہین نہین آیا ہے۔

قال غرض جب معلوم کر چکے کہ تعزیہ مین یہ باتین جمع ہین تو رسول اللہ کے حکم ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مردود ہے۔

اقول غرض جب معلوم کر چکے کہ جس چیز کے بنانے مین بطلان شرعی اور اشکال کا لگاؤ ہو وہ بموجب حدیث کا الشئ مطلق حتے یرد فیہ النہی مباح ہے اور تعزیہ مین یہ باتین جمع ہین تو حضرت رسول خدا کے حکم سے ثابت ہوا کہ تعزیہ بنانا مباح وصحیح ہے اور اوسکا منع کرنا مردود ہے۔

قال اور یہہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنے جو کوئی جیتا رہا تم مین سے میرے پیچھے سو دیکھیگا بہت اختلاف آدمیون مین پس لازم کر لو تم اپنے اوپر میری اور میرے خلیفون کی سنت جو رشد والے اور راہ پائے ہوئے ہین۔

اقول یہہ وہی اختلاف ہے جو آپ لوگون وہابیون نے امت مین ڈال رکہا ہے کہ ہر امر مباح کو بدعت کہے جاتے ہو حالانکہ مصیبت مین رونا رولانا سنت پیغمبر وخلفائے راشدین وصحابہ وتابعین وتبع تابعین اور تعزیہ بنانا مباح اور رونا رولانا کار ثواب ہے پس اس حدیث کے ذکر کرنے سے آپکا کیا فائدہ اور ہمارا

کیا نقصان ہوا بلکہ امر مباح مین رخنہ نکالنے اور سنت رسول مین اختلاف ڈالنیکا
اور اعلان ہوا مگر افسوس کسی نے اس حدیث کے فرماتے وقت آن حضرت
صلعم سے یہہ نہ پوچھہ لیا کہ کون کون بزرگوار آپکے خلفائے راشدین ہونگے ورنہ یہہ
خلافت کا بہی اختلاف جاتا رہتا اور ہر فرقہ فرقہ واحدہ کیطرح متحد اللفظ اور انہین اشخاص
معینہ کو خلفای راشدین پیغمبر کہتا۔

قال وعضوا علیہا بالنواجذ اور مضبوط پکڑو اس سنت کو دانتوں سے
وایاکم ومحدثات الامور اور بچائے رکہو آپکو نئے کاموں سے فان کل
محدث بدعۃ جو بات دین مین ٹہرائی گئی سو بدعت ہے وکل بدعۃ
ضلالۃ اور جو بدعت ہے گمراہی ہے۔

اقول یہان بہی وہی محدثات مراد ہین جنکو شرع سے کچہہ لگاؤ نہو اور بطور تشریع
کئے جائین پس ہر ایسا محدث بدعت محرمہ ہے اور ہر بدعت محرمہ بیشک
گمراہی ہے۔

قال ف مسلمان کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ نکالے
اور نہ اور کی ایجاد پر عمل کرے۔

اقول اگر مطلق نئی بات نکالنا منع ہوتا تو قرآن کا جمع کروانا لکہوانا اور سکاعرب
کرنا سور و آیات کا ترتیب دینا جو حضرات خلفا اور صحابہ کیوقت مین ہوا سیہ سب
سنت خلفا مین نہ گنا جاتا بلکہ بدعت محرمہ کہلاتا پس یون کہنا چاہیے کہ مسلمان
کو لازم ہے کہ دین مین اپنی طرف سے کوئی نئی ایسی بات نہ نکالے جسکو شرع سے
کچہہ لگاؤ نہو اور محض بطور تشریع کے ہو اور نہ اور کی ایسی ایجاد پر
عمل کرے۔

قال اور تعزیہ بنانا بیشک بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے پیچہے اہل بدعت نے

ایجاد کیا ہے اور پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

اقول اگر بعد پیغمبر بنانا اہل بدعت نے ایجاد کیا ہوتا تو کبھی اہل سنت اوسکی مباح ہونے اور بنانیکا فتوی ندیتے اور نہ اوسکی تعظیم کرتے اور نہ اوسکی سامنے ادب سے استادہ ہو کر فاتحہ اور درود پڑھتے مذہب جدید وہابی البتہ بعد مدت کے پیغمبر اور امام کے بعد عبدالوہاب بدعتی نے ایجاد کیا ہے اور حضرت پیغمبر اور اونکے خلیفونکی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی مین داخل ہے۔

قال اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے کام مومنین اپنے نام کا پاس کرین بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہے کہ اہل سنت ہو کر اہل بدعت کے کام کرو برائے خدا اپنی ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور ایسی بدعت کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہانئے اوسکا گائیے

اقول اب اہل سنت کو چاہیئے کہ ایسے وہابیون کو اہل سنت بننے دوین اپنے نام کا پاس کرین یا اونکو سمجھائین اور اسطرح راہ پر لائین کہ بڑی شرم کی اور حیف کی بات ہے کہ اہل سنت بنو اور اہل بدعت کی پیر عبدالوہاب کی غلامی کر کے اہل سنت کی بدنامی کرو برائے خدا ہماری ناموری مین بٹہ نہ لگاؤ اور اوس بدعتی کو دل سے بہلاؤ اور اپنے تئین اہل سنت کے طریقہ پر چلاؤ مثل ہے کہ جسکا کہانا ہے اوسکا گائیے۔

قال اور حضرت نے فرمایا ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علے ھدم الاسلام جو کوئی تعظیم اور بزرگی کرے بدعت والے کی پس وہ مدد کرتا ہے اسلام کے ویران کرنے مین۔

اقول اس حدیث مین بہی وہی بدعت سیئہ مراد ہے نہ بدعت حسنہ چنانچہ کتاب فاتحۃ الرحمن مین حافظ ابو محمد عبد الرحمن سے منقول ہے فالبدعۃ الحسنۃ متفق علی جواز فعلہا والاستحباب یعنے بدعت حسنہ کے کرنیکے اور اوسکے جائز اور مستحب ہونے پر سب مسلمانونکا اتفاق ہے۔

قال ف اب ذرا عقل صحیح سے سمجہو کہ جب اہل بدعت کی عزت کرنےمین یہہ خرابی لازم ہو تو پہر جو شخص خود بدعتی ہو اوسکا کیا حال ہوگا۔

اقول وہی حال ہوگا جو آپکا ہوا سو در خانہ اگر کس است یکحرف بس است

قال اور علمانے لکہا ہے کہ بدعت کا رتبہ فسق سے بہی زیادہ بدتر ہے کیونکہ فاسق فسق کو گناہ جانتا ہے اور توبہ اوس سے واجب سمجہتا ہے بخلاف اہل بدعت کے کہ بدعت کو اپنے اعتقاد اور گمان مین نیک جانتا ہے اور اوسپر اصرار کرتا ہے اسمین توبہ کا کیا دخل۔

اقول علمائے اسلام نے جو ایک قسم خاص کو بدعت محرمہ لکہا ہے وہ بدعت البتہ فسق سے بہی بدتر ہے اور ایسا ہی بدعتی بدکو نیک بلکہ ہر نیک و بد کو ایک سمجہتا ہے پہر اسمین واقعی توبہ کا کیا دخل۔

قال اور ہم تمسے پوچہتے ہین کہ تم تعزیہ بنانا برا جانتے ہو یا بہلا۔

اقول یہہ سوال ہی مہمل ہے جو بوڑہا ہو کر بچونکی ایسی باتین کرے اوسکا کیا جواب ہے۔

قال اگر برا جانتے ہو تو بے پوچہے چہوڑ دو۔

اقول ایسے تو دنیا مین ایک آپ ہی دکہائی دیتے ہین کہ نعمت البدعۃ کو بئست البدعۃ کہے جاتے ہین اور پہر اوسیکو کیئے جاتے ہین اور کوئی ایسا نہین کہ کسی چیز کو برا جانے اور پہر اوسکو ثواب سمجہکر کرے۔

قال اور جو نیک جانتے ہو تو جو شخص بدعت کو نیک جانے اور اوسے اللہ کی نزدیکی
جانے وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔

اقول ہزار مرتبہ کہہ چکے کہ تعزیہ بدعت محرمہ نہین بدعت محرمہ کو جو نیک جانے
اور اوسے اللہ کی نزدیکی جانے وہ تو بیشک اسلام سے خارج ہے مگر جو امر مباح کو
بدعت ٹھہرائے اور شعائر اسلام کو مٹائے اور اوسے اللہ کی نزدیکی جانے مسلمانونکا
کہنا نہ مانے اوسنے کیا اسلام کا قبالہ لکھوا لیا ہے۔

قال چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ
صلعم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا
ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ
من العجین یہہ حدیث کتاب ابن ماجہ مین لکھی ہے یعنی قبول نہین کرتا خدا بدعت
والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور وہ خارج
ہوتا ہے اسلام سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندھے آٹے سے۔

اقول یہہ وہی بدعت محرمہ ہے جو ضلالت اور گمراہی ہے اوسکا کرنیوالا
خارج از اسلام اور دوزخی ہے۔

قال ف اب ذرا خدا سے ڈرو اور بدعت نکرو کہ اس سے زیادہ کیا بدبختی ہے
بدعت کے کرنیمین دین و دنیا دونون کا نقصان ہے محنت برباد گناہ لازم۔

اقول خدا سے تو ہم ہر حال مین ڈرتے ہین مگر بدعت محرمہ نہین کرتے ہین اب تم
خدا سے ڈرو اور امور حسنہ کو بدعت سیئہ سے جاہلونمین اپنا وقار بڑہانے
اور نفع پانے کے لیئے تعبیر نکرو کہ دین و دنیا دونون کا نقصان ہے نفع موہوم
ضرر جازم محنت برباد گناہ لازم۔

قال اور تفسیر درمنثور کہ تصنیف علامہ جلال الدین سیوطی کی ہے اوسمین یہہ

حدیث ہے من زار قبرا بلا مقبور فھو ملعون یعنے جسنے زیارت
کی ایسے قبر کی جسمین کوئی گڑا نہو پس وہ شخص ملعون ہے اور شرح برزخ مین روایت
ہے طبرانی اور بیہقی اور ترمذی سے من زار قبرا بلا مقبور فکانما عبد
الصنم یعنی جسنے زیارت کی خالی قبر کی عبادت کی بت کی۔

اقول اسکا جواب مولوی عبد الواحد خان صاحب نبیرہ مولوی عبد العلی صاحب
مندراسی نے اپنی بعض تصانیف مین یہہ دیا ہے وبعضے مردم این عصر
کہ بسند حدیث من زار قبرا بلا میت او بلا مقبور فقد اثم وکفر تعزیہ
شریف را بر آن منطبق کردہ امتناع آن می کنند غیر معقول اولاً حدیث مذکور در
صحاح وہم در دیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور نیست وراوی این حدیث مجہول و نامعلوم
والفاظ حدیث مختلف ہمچو حدیث از قرآن اعتبار ساقط است وبالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بودہ باشد از جملہ احاد است وتواتر واجماع امت برحصر از
خبر احاد حسب قاعدہ اصول نمی شود وسوای ازین تعزیہ امام علیہ السلام قبر
جعلی نیست یعنے کسی نمی گوید کہ جسم شریف حضرت امام حسین علیہ السلام درین
قبر تعزیہ دفن است ودر کربلا جسم آن حضرت دفن نیست کہ آن قبر جعلی باشد
بلکہ نقل قبر است وآن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم چنانچہ مذکور
خواہد شد انتہی

قال یعنے حقیقت بت پرستی کی یہہ ہے کہ ایک چیز کی نقل بنا کر بجای
اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کیجیے ویسا ہی خالی قبر کا زیارت کرنیوالا
بہی ہوا کہ نقل کو اصل کی جگہہ پوجا اور تعزیہ مین بہی خالی قبر ہین
کوئی شخص اوسمین دفن نہین ہے

اقول یہہ نقل بنانیوالے اور اوسکی تعظیم کرنیوالے پر طعن نہوی بلکہ اصل

حکم دینے والے یعنے حضرت پیغمبر پر ہوئی جنہون نے تعظیم و تکبیر الحجر کی
تقبیل اور تعظیم کا مثل اصل قبور کے حکم فرمایا پس ہمارے ائمہ جب زیارت کو جاتے تو
اپنے دل سے نقل کو اصل کی جگہہ نہین سمجھا بلکہ پیغمبر کے حکم کو بجا لائے ہمسا جو
تابع حکم رسول کریم ہین اونکے نزدیک تعزیہ شبیہہ اور روضہ ہائے ائمہ
بہی اسیطرح لائق تعظیم ہین اب اگر آپکے زعم ناقص مین حقیقت بت پرستی
ایسی ہی ہے کہ ایک چیز کی نقل بنا کر بجائے اصل کے اوسکی حرمت اور تعظیم کریکے
تو خدا کی پناہ معلوم ہوا کہ کیا ذکر خود حضرت پیغمبر بت پرستی کا حکم دینے لگے
اور بیچارہ امت کا اتنا بڑا سخت الزام اپنے اوپر لینے لگے معاذ اللہ پیغمبر حکم
دیوین بت پرستی کا ؏ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

قال غرض یہہ تعزیہ قابل زیارت کے نہین ہین بلکہ لائق غارت کے ہین کیونکہ
محض لکڑیان اور کپا چین ہین ۔

اقول اللہ اکبر آپکی اس گستاخی اور شرارت واطلاق لفظ غارت پر مجکو بے اختیار
اسوقت وہ ملعون یاد آگیا جو بعد شہادت امام مظلوم اہلبیت عصمت وطہارت پر
ہوا سرخیمہ مین جب ہشت وہ لعین چہاتیان تہنے ؏ بیٹی چپ چپ تہی ماں سے کہنے
ماں بیٹی سے کہنے یہ کیا ہوئے اون غریبون سے جنہیہ آپنے ؏ جیزائیکہ
دین خدا وپیغمبر کے واسطے سچ ہے جب آپکے پیشوای معلوم اور شناسیان شوم
کے نزدیک اہلبیت عصمت وطہارت لائق غارت کے تہے تو آپکے نزدیک
تعزیہ لائق غارت کیون نہو لکھ اب یزید کی جگہہ آپ اور اہلبیت کی جگہہ اونکی
یہہ نشانیان باقی ہین پس بتقلید یزید انکو غارت کیجیے اور اس غارت کا صلہ
بروز قیامت یزید سے خاطر خواہ لیجیے بلکہ اگر تعزیون کی طرح بدلیل علیل
محض لکڑیان اور کپا چین ہونے کی منبر رسول اور باب اور ستونہائے مسجد

اور مینڈاسپ حرم اور دولاب چاہ زمزم وغیرہ کبھی بد عا تگری مین لائیگا
تو بہی اوسی سرکار سے زیادہ جائزہ وانعام پائیگا۔
قال اور اس مقام مین فاتحہ و درود پڑھنا نہایت بے ادبی ہے جسطرح
پاخانے مین قرآن کی تلاوت کرتے کہ محل نجاست ظاہر تھی اسی طرح یہہ مقام
محل نجاست باطنی ہے اسکا دور کرنا مناسب اور لازم ہے چہ جائے قرآن
اور درود پڑھنا
اقول اب تعفن اخلاط عصبیت و مادہ فاسدہ وہابیت کی یہہ نوبت
پہونچی کہ نضلہ باطنی اوبلنے لگا قلب ماہیت ہوکر پاخانہ موںہہ سے نکلنے
لگا اگر باطن صاف اور ظاہر مین کچھہ انصاف ہوتا تو کبھی یہہ بے ادبی کا
کلمہ زبان پر نہ آتا بلکہ بمقتضائے حمیت اسلام اس مقام پاک مین علمائے
کرام کے باادب ایستادہ ہوکر فاتحہ و درود پڑھنے کا خیال کیا جاتا جو اس
تعظیم تعزیہ و فاتحہ و درود کو تعظیم و فاتحہ امام علیہ السلام جانتے تھے
اور اسکا ادب امام کا ادب مانتے تھے چنانچہ قبل اسکے کتاب ازالۃ الاوہام
مولوی عبد الواحد خان صاحب مندراسی سے ہم یہہ پوری کیفیت بتفصیل
اسمائے علمائے فرنگی محل لکھنو و کلکتہ و مدراس وغیرہ لکھہ آئے ہین لیس
جسب ارادہ علمائے موصوفین جسطرح تعظیم و فاتحہ تعزیہ شریف تعظیم
و فاتحہ امام ہدی ہے ویسی ہی اہانت اوسکی اہانت حضرت سید الشہدا ہے
اب غور کرنا چاہیے کہ اس نجاست باطنی و ظاہری کا اثر کہانتک پہونچتا ہے
بیشک ہمارے امام اپنے جد امجد حضرت رسولخدا کے وارث دار ہین چنانچہ
کتاب روضۃ الاحباب مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے
حضرت پیغمبر کو کبھی قریش کے حقمین دعائے بد کرتے نہین دیکھا مگر ایک روز

کہ آپ خانہ کعبہ مین نماز پڑہتے تہے اور ابوجہل مجمع قریش مین بیٹہا تہا اور اوسکے
متصل ایک اونٹ نحر کیا گیا تہا اور اوسکا مشیمہ وہان پڑا تہا ابوجہل نے کہا
کون ہے جو مشیمہ خون اور لید بہرے ہوی کو اوٹہا لا دی اور جب محمد سجدہ مین جاوین
تو اونکے دونون شانون کے بیچ مین رکھدے عقبہ بن معیط ملعون نے وہ مشیمہ
چرک آلود اوٹہا لیا جب حضرت سجدہ مین گئے تو اوس بیحیا نے ما بین منکبین
آن حضرت صلعم رکھدیا آپنے سجدہ مین توقف فرمایا کفار اسقدر قہقہہ مارکر
ہنسے کہ قریب تہا کہ ایک دوسرے پر گر پڑین اوسوقت آپنے اونکی حقمین
بد دعا کی انتہی پس جسطرح اوس ابوجہل نے آن حضرت پر نجاست ڈلوای
ویسے ہی ہماری ابوجہل نے نجاست ظاہری و باطنی کی تعزیہ پر نہین بلکہ باعتبار
انتساب الی الاصل حضرت امام پر تہمت لگای اب امام تو دنیا مین بحیات
دنیوی موجود نہین جو اپنے جد امجد کیطرح بد دعا کرین مگر ہم خدا سے دعا
کرتے ہین کہ الٰہی روز قیامت ان بے ادبی کرنیوالون کے گریبان اور ہمارے
ہاتہہ ہون اور یہہ ہمارے رشتہ کے چچا اوسرور اوسی رشتہ کے چچا کے
ساتہہ اور ہم رشتہ کے بہتیجے اونہین رشتہ کے بہتیجے کے ساتہہ ہون آمین

قال اور حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے انا بری ممن حلق وصلق و
خرق حدیث مشکوۃ مین ہے یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس
شخص سے جو سر کے بال نوچے مصیبت مین اور آواز سے چلا کر روئے اور گریبان
پہاڑے ف چہاتی کوٹنا اور سر پیٹنا اور نوحہ کرنا اور جو کام ایسا ہے مطلق
حرام ہے خواہ اوسی وقت ہو یا بعد اوسکے کسیکے واسطے درست نہین پیغمبر ہو
یا پیغمبر امام ہو یا شہید۔

اقول چہاتی کوٹنے اور سر پیٹنے کا تو اسمین ذکر نہین علاوہ برین ما سبق

مین اسکا جواب ہو چکا اور آن حضرت صلعم کا حضرت امیر حمزہ پر آواز سے چلا کر رونا بھی مذکور ہو چکا ہے پھر اوسی کی تجدید و تائید مستدرک حاکم کے ان فقرات سے کیجیے فسار رسول اللہ صلعم نحوہ فلما رای حثیتہ بکی فلما رای ما مثل بہ شہق یعنے پس حضرت رسول خدا صلعم نعش حضرت امیر حمزہ کیطرف چلے جب اونکی نعش کو دیکھا روئے اور جب دیکھا کہ اونکو مثلہ کر ڈالا ہے چیخین مار کر رونے لگے۔

قال اور اس محرم کے ماتمداری کی بنیاد نکالی ہوئی ہے مختار ثقفی کی کہ وہ مرد و زن ناوجام امام کے نام سے لوگون کو اپنے دام مین لا کر چاہتا تہا کہ سلطنت حاصل کرے اور حقیقت مین اوسکو امام سے کچھ کام نتہا کسواسطے کہ وہ بچیا در پردہ آپ نبوت کا دعوی کرتا تہا کہتا تہا کہ میرے پاس جبرئیل آتے ہین

اقول مختار جرار پر یہ غیظ و غضب آپکا فقط اسوجہ سے ہے کہ اوس بہادر نے یزیدیون کے مجمع کو درہم و برہم اور ڈہونڈکر قاتلان امام مظلوم کو واصل جہنم کیا بڑا کفر توڑا کسی ناصبی و شامی کو زندہ نچھوڑا اس غصہ مین آپسے اور تو کچھہ بن نہ آئی اوس بیچارے پر دعوی نبوت کی تہمت لگائی پھر اس دعوے پر یہ سند لاتے ہین کہ کہتا تہا میرے پاس جبرئیل آتے ہین حالانکہ وہ اپنی عقل و فراست سے جو باتین کہتے تہے اکثر اوسکا ظہور ضرور ہوتا تہا بعض جہلا کو نزول وحی کا اوپر گمان ہوتا تہا چنانچہ روضتہ الصفا مین مذکور ہے۔ وجمعی از جہلائے آن دیار صدق قول مختار را مشاہدہ کردہ گمان بردند کہ بروی وحی نازل می شود مشعی بایشان گفت کہ ازین عقیدہ رجوع کنید کہ امثال این حکایات ناشی از فراست مومن می باشد چنانچہ رسول اللہ فرمود کہ فراسۃ المومن لا یخطی انتہی اور صاحب نزہتہ نے مرزبانی سے

نقل کیا ہے کہ مختار را غلامی بود کہ جبرئیل نام داشت در مجالس و اوراتہا نمود و میگفت
کہ جبرئیل بمن چنین گفت من با جبرئیل چنین گفتم پس جو بحال مطلقہ غلاف واقع
می شد - اور شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں فرماتے ہیں کہ در اصطلاح برخی
از اغلاط لفظ جبرئیل بر واقعہ نویس اطلاق می کنند و لا مشاحۃ فی الاصطلاح
ولا فی التسمیۃ بھذا الاسم انتہی پس حسب تصریح شیعے جو اکابر علماء کے
ہیں مختار ایک مرد مومن تھا جسکو آپنے بسبب قتل اور استیصال قاتلان امام
از راہ عداوت بتایا مردود وہ بھی ثبوت تا ز جام بنایا اوسکے غلام کو جو
حضرت جبرئیل کا اونکا حاشیہ چڑھایا پھر لکھا محرم کی ماتمداری کی بنیاد اوسی نے ڈالی پھر
کہا امام سے کچھ اوسکو کام تہا یہ بات نکالی حالانکہ محرم کے ماتمداری کی
بنیاد حقیقت میں خدا ور سول کی ڈالی ہوئی ہے جو قیامت تک نہیں ہو ٹوٹ
ہو سکتی آپ تو خود اوپر کہہ آئے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے آکر خبر اس واقعہ کربلا
کی حضرت کو کر دی تھی شاید سہو ہو گیا حضرت جبرئیل سے وہی مختار والا
جبرئیل آپ سمجھے -

قال اور اصل میں یہ سب رسمیں مجوسیوں کی ہیں کہ وہ اپنے بزرگوں کی مصیبت
میں ماتمداری اور نوحہ وزاری کرتے ہیں -

اقول اپنے عزیز اور بزرگ کی مصیبت میں حضرت رسولخدا روئے حضرت فاطمہ
روئیں حضرت علی روئے حضرت عائشہ روئیں اپنے بھائی کی نعش کا جلنا سنکر
انہوں نے بکری کا کہانا چھوڑ دیا اصحاب نے آنحضرت کی مصیبت میں سخت ماتمداری
اور نوحہ وزاری کی آپ اپنے تعصب کی جہالت میں بے تکان ایسا کلمہ منہ سے
کہہ بیٹھے جس سے جمہور علمائے اسلام کے نزدیک حد شرعی کے مستحق ہو گئے

قال اور نیلے کپڑے پہنتے ہیں -

اقول شریعت اسلام مین سیاہ اور نیلی کپڑے مردونکا پہننا مکروہ ہے عورتون کو وہ
بھی نہین فتاوی عالمگیری وغیرہ ملاحظہ ہو اور باتمدار ان امام عالی درجات خصوصا
قوم سادات تو نیلا کم اور سبز بیشتر پہنتے ہین جو بنا بر تصریح صاحب اسعاف
الراغبین افضل الالوان اور مخصوص اہل جنت اور موقف مین ملبوس نبی رحمت ہے

قال اور نصاری کا بھی یہی معمول ہے کہ جب اونکے یہان کوئی مرتا ہے تو سیاہ
لباس پہنتے ہین۔

اقول اگر عمامہ اور موزہ سیاہ ہو تو کچھہ مضائقہ نہین مگر خلفائی عباسیہ کا
لباس بھی اکثر سیاہ ہوتا تھا چنانچہ مختصر تاریخ بغداد مین منقول ہے کہ آن
حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل قبائی سیاہ پہنے اور عمامہ سیاہ
باندہے ہوئے میرے پاس آئی مین نے کہا یہہ کیا صورت ہے کہ مین نے کبھی تمکو اس
صورت سے آتے نہین دیکھا جبرئیل نے کہا یہہ صورت اون بادشاہونکی ہے
کہ جو آپکے چچا عباس کی اولاد مین ہونگی مین نے پوچھا وہ حق پر ہین جبرئیل نے
کہا ہان حضرت نے اونکے لیئے دعا کی جبرئیل نے کہا کہ آپکی امت پر ایک زمانہ
آویگا کہ خدا اسلام کو اس سواد سے عزت دیگا انتہی ابتو شاید آپکے نزدیک
سیاہ کپڑی پہننے مین کچھہ مضائقہ نہو بلکہ اسلام کی عزت سمجھی جاوے۔

قال اور حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنی کی جسکو چلیپا کہتے
ہین وہ بناتے ہین کہ اسکو دیکھہ کر حضرت عیسی کے واقعہ پر غم و رنج کرین گویا
انکا یہہ تعزیہ ہے کہ اپنے پیغمبر کے غم اور مصیبت کو یاد کرنے کے واسطے
یہہ صورت مقرر کی ہے۔

اقول جب آپ خود یہہ کہتے جاتے ہین کہ وہ چلیپا یعنے حضرت عیسے علی نبینا
وآلہ وعلیہ السلام کی شکل سولی پر دہرنے کی بناتے ہین پہر اونکا یہہ تعزیہ کیونکر

ہوا سہارا تعزیہ میں امام علیہ السلام کی شکل کب بنائی جاتی ہے اور چھپا کو بنا کر اپنے پیغمبر کی مصیبت میں کب روتے رولاتے ہیں جو آپ گویا اونکا یہ تعزیہ بنانا ہی ناروا ہے پھر اس سے کیا فائدہ۔

قال مسلمان کو لازم ہے کہ مشابہت کفار سے آپ کو بچاوے اور اونکا سا کام نہ کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے جو جس قوم کی مشابہت پکڑے وہ اوسی قوم سے ہے

اقول اور مسلمانان کفار کی مشابہت نہ بناوے اور اونکا کام نہ کرے بلکہ زبردستی کوئی مشابہت کا عیب لگاوے تو اوسکی کیا سزا ہے۔

قال اب ای مسلمانون تمہاری خدمت میں یہہ عرض ہے کہ جب تم اچھے کامون کی منابی اور تعزیہ کی برائی سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ بدعت اور گمراہی سے باز آؤ۔

اقول اب ای مسلمانون بیدار رہیا نیو تمہاری خدمت میں یہہ عرض ہے کہ جب تم ایسے مباح کامون کی خوبی اور تعزیہ کی بہلائی کتاب و سنت اور اجماع امت سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہے کہ کسیکی بدعت اور گمراہی اور دہوکا دینے پر نجاؤ اور جہانتک ممکن ہو تعزیہ داریکو بڑہاؤ اور تعزیہ بناؤ

قال اسمین دو فائدہ ہین اول دنیا مین ہر سال ناحق مال خراب اور زیبہ باری اور قرضداری سے بچوگے دوسری جدمرنیکے شرع کی مخالفت کے سبب اپنی عاقبت کو تباہ نہ کروگے۔

اقول تعزیہ داری مین کچھ زیبہ باری اور قرضداری کی تکلیف نہین دی گئی بقدر امکان جو کچھ اسمین صرف ہو وہ صرف خیر ہے اسراف نہین اور جب بدلائل شرع موافقت اسمین ثابت کردی گئی تو پھر شرع کے خلاف کہے جانا بالکل ہٹ دہرمی ہے انصاف نہین۔

قال اور اسکا خیال نکرنا کہ اگر ہم یہہ باتین بدعت کی چھوڑ دین گے تو لوگ ہمپر طعن اور ستان کرین گے اور برادری کے نادان لوگ لڑین گے۔

اقول واقعی اظہار امر حق مین یگانہ و بیگانہ کسی سے نہ ڈرنا چاہیے اور جس بات پہ جمہور علمائی امت اور کتاب و سنت کا اتفاق ہو وہ اختیار کرنا چاہیے آن حضرت صلعم نے اقارب کا لعتاب کے ہاتھون سے کیا کیا صدمہ اوٹھائے لیکن بحکم وانذر عشیرتک الاقربین کبھی اونکی تخویف و ہدایت سے باز نہ آئے اسیطرح ہم بھی اگر برادری کے چند نادان لوگون کے جنگ لڑائی کا خیال کرتے تو آپکے اس رسالہ کا جسمین انجلا ہر بدعت سے ممانعت اور بحقیقت مین محض بدعت ہے نہ رد لکھتے نہ کچہہ قیل و قال کرتے خوردی اور بزرگی کا اعتبار نسب مین دین کی راہ سے نکوئی بزرگی ابو جہل مین ہے نہ ابولہب مین ہے افسوس ہے غیر قوم کے لوگ جنکو توفیق الہی ملے وہ امام علیہ السلام پر اپنی جانین فدا کرین اور آپ اولاد حسن حسین کہلا کر شعار حضرت امام کی سعایت اور یزید پلید کی اطاعت و حمایت پر مرین سچ ہے ذلک فضل حق جنہین یہہ نکیہ تہا ملی اونکو نجات ہے جنکو دانائی کا دعویٰ تہا وہ نادان نکلے ہے ایک حر ایک پسر ایک غلام ایک بھائی ہے فوج کفار سے یہہ چار مسلمان نکلے

قال بہلا جب خدا و رسول و امام خلقت کی طعن اور ملامت سے نہ بچے تو تم مسلمان بیچارے خلق کی زبان سے کب بچو گے۔

اقول واللہ سچ ہے آپ ہی اپنے رسالہ مین دیکھیے کہ خدا و رسول کسیکو نہ چھوڑا اور اماموں پر تو وہ کہلی کہلی طعن و ملامت کی رونے رولانے بے صبری کے طعنے دیئے کس بے ادبی سے اونکے نام لیئے آپ اونکی گت بنائیے ہندوون کی تہمت لگائیے حالانکہ کوئی کافر ایسا نہ کرتا مسلمان کا تو کیا ذکر مگر ہان ویسے مسلمان جنہوں نے باوجود ادعائے اسلام حضرت امام کو شہید کیا۔

قال خدا اور رسول کی رضامندی پر نظر رکھنا چاہیے اور وہ کی ناخوشی اور ناپسند کرنے سے خوف رکھنا کر آخر دنیا سے جانا ہے اور اللہ اپنے خالق اور مالک کو موجود دیکھنا ہے۔

اقول قال اللہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم سوآپ بھی اونہین لوگون مین ہین کہ اوروں کو بات تبلاوین اور اپنے نفس کو بہلاوین

قال پیغمبر خدا نے فرمایا ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید یعنے جو کوئی چنگل مارے اور عمل کرے میری سنت پر میری امت کے فساد کیوقت تو اوسکو سو شہیدون کا ثواب ہے قسم یعنے شہید اوسے کہتے ہین جو اللہ کی راہ مین زخم اوٹھاوے اور جان سے مارا جاوے اور ایسے زمانہ مین کہ ایک جہان رسومات بدعت مین گرفتار ہوا ور سنت بجا لانے مین ہر کسی کو عار ہوا وسوقت سنت پر عمل کرنا گویا جیتے جی مرنا ہے کہ ایک عالم سے لڑنا اور ہردم تیر اور تلوار طعن اور ملامت سے آپکو اوگا کرنا شہید جبھی ایک بار مرتا ہے اور یہہ شہید روحی ہردم اولٹی بہرتا ہے اسواسطے اللہ تعالےٰ ایسے مجاہد کو ثواب سو شہید کا عطا کرتا ہے۔

اقول اور جو حضرت امام شہید راہ خدا و دیگر شہدای کربلا کی شہادت کو چہپاوے اونکی شعائر کو مٹاوے تعزیہ بنانے غم والم کرنے رونے رولانے سنت رسول کے بجالانے کو بدعت ٹھراوے سینکڑون طعنے دیکر حضرت امام کا نام ہیچ لیکر اونکی شہادت کے بعد بھی اونکی ایذا دہی سے نیاز آوے کاری زخم بدزبانی کے لگاوے اوسکو کتنے شہیدون کے شہید کرنے کا ثواب ملتا ہے اگر انہین سو شہیدی شہیدون کے شہید کرنیکا ثواب ملا تب تو آپکا بڑا نقصان ہوگا یہہ کچہہ نہین صاحب اور بڑہائیے ہیلا ہزار شہیدون کے شہید کرنیکا تو ثواب پائیے۔

قال اب سمجھو کہ جب ایک شہید کا اسقدر عظیم ثواب ہے تو سو شہیدون کا کیا حساب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے [illegible]

اقول یہہ تو آپ ہی کو سمجھنا چاہیے کہ جب ایسی باتون پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان پھر آپ سنت [illegible] بجا لانے یعنے مصیبت امام رونے رولانے سے کیون ہمپر طعن کرتے اور جھگڑا و فساد اٹہاتے اور نہایت بے ادبی اور گستاخی سے اسکو بدعت ٹہراتے ہین

قال اور لوگ دنیا کے واسطے کیا کچھہ محنت اور ملامت اوٹہاتے ہین ہمتو تمکو محض خدا کے واسطے بتاتے ہین۔

اقول یہہ دعوی فقط زبانی ہے اور دل مین تو کچھہ اور ہی سمائی ہے جو اس رسالہ کے ہر فقرہ اور آپکی ہر بات سے ظاہر اور خدا خوب اور سننے والا ہے اور سامنے کوئی مکر و فریب چل نہین سکتا اوسکے احاطہ قدرت سے کوئی باہر نکل نہین سکتا جسکی وہ ہدایت کرے وہ کبھی کیسے بہکانے سے راہ راست سے نہ پہرے گا بلکہ بہکانے والا آپ ہی اوندھے موہنہ دوزخ مین گریگا۔

قال اور جو اسپر بھی نہ سمجھو تو بہاڑ مین جاؤ اور اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجہا دینگے۔

اقول ابتدا تو آپنے اپنے اس آخری وعظ و نصیحت کی یہہ کی تہی کہ اے بہائی مسلمانون تمہاری خدمت مین یہہ عرض ہے جس سے آپ سمجھے تہے کہ اب آپ اپنے مزاج کے خلاف لینت اور نرم زبانی سے کام لینگے مگر انتہا بیچارے مسلمانون کی یہہ ہوئی کہ بہاڑ مین جاؤ اپنا سر کہاؤ موت قریب ہے منکر و نکیر سمجہا دینگے اب ہمکو اس بات کا سخت افسوس ہے کہ اس آپکے بُرے خاتمہ سے آپکی حیثیت نظر نہین آتی موت بیشک

قریب ہی مگر سمجھنا دنیا ہی مین چاہیئے بعد موت کے پہر منکر نکیر ہون یا مبشر و بشیر ہون کسیکا سمجہانا کچہہ کام نہ آئیگا اگر اسی حالت مین دنیا سے گئی تو اوس آتش سوزان اور لہب نیران سے جسکا ہر ذرہ پہاڑ اور ہر شعلہ پہاڑ ہی کوئی نہ بچا دیگا پس مسلمانونکا ساتہہ دیجئے اور وہ کام کیجئے کہ آپ ہی ہم سب سچے مسلمانون کے ساتہہ ہاتہہ مین ہاتہہ بہشت برین مین داخل اور رحمت رب العالمین سے واصل ہون الٰہی جیسا ہماری اس رسالہ کا اچہا خاتمہ ہوا ویسا تو اپنی رحمت اور اپنے حبیب اور اونکی آل پاک کے طفیل اور شفاعت سے ہمارا خاتمہ بہی بخیر کرنا آمین یارب العالمین

الحمد للہ والمنہ کہ باوجود شدائد و رہائے متواتر مرض جسکو خدا ہی خوب جانتا ہے اس عجالہ مسمیٰ بہ نصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین کو پانچوین شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۳۱۵ ہجری سے مین نے شروع کیا اور باوصف ضیق مجال و شدت و قوت مرض وضعف و اضمحلال تنہا بنفس حزین بلا ناصر و معین ۲۷ شہر شعبان ۱۳۱۵ روز جمعہ تخمیناً ایک مہینا تیئیس ۲۳ روز مین ختم کر دیا اللہ تعالےٰ اسے سب برادران ایمانی کو نفع پہونچا دے بمحمد و آلہ عبدہ المذنب ریاض الحسن غفر اللہ لہ ولوالدیہ و احسن الیہما والیہ

کتاب نصر المومنین جواب رسالہ ہدایت المومنین

حسب فرمائش عالیجناب فیض مآب سید محمد اصغر صاحب رئیس اونام دام اقبالہ
مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی

تقریز و قطعہ تاریخ

از نتائج فکر شاعر شیرین کلام مداح امام علیہ السلام عالیجناب فیض مآب عباس علی صاحب متخلص بعالی بر کتاب نصر المومنین مصنفہ جناب مستطاب مولوی سید ریاض الحسن صاحب دام فیضہ

ملک قدر سید ریاض الحسن — کہ باد ابر و رحمت ذو المنن
محقق بعلم حدیث و کلام — کسی در کمالش ندارد کلام
مناظر چو او بر بساط زمین — ندیده است چشم سپهر برین
برد نواصب چو گیرد قلم — قلم بر سوالش کشد یکقلم
رقم زد برد نواصب کتاب — بنور و ضیا غیرت آفتاب
ازو هست روشن چو مهر مبین — شکست عدو و نصرت مومنین
نمود از صحاح مخالف رقم — دلیل جواز ضریح و علم
جز این هم نوشته رسالہ سبی — کہ داند ورا حرز جان هر کسی
وزان یک دو یاد آمدم این زمان — کنم درج نامش پی مومنان
نظر کرد چون در عزیزی کتاب — ز تحفہ بتحفہ بدادش جواب
چو از تحفہ دادش جوابش تمام — نہادہ بمنقلبہ تحفہ نام

ہیں ریاض الحسن جو عالم دین ‏ اونکے علم و ہنر کا کیا کہنا

مثل اونکا نہین زمانے مین ‏ ہین وہ علم کلام مین یکتا

کہیں نہ روح القدس کی موئید ‏ ہے مشام زمان بفضل خدا

اہلسنت کے اک رسالہ کا ‏ کیا ہی دندان شکن جواب لکھا

خوب ثابت کیا کتابون سے ‏ تعزیہ کا بنانا اور رکھنا

نص ثابت موصین اگر ضم ہو ‏ ہے عیان نام اس رسالہ کا

دو دین سے اسے جو چھپوایا ‏ کام تھا یہ محمد اصغر کا

ہین وہ اونام کے رئیسون میں ‏ ذی ہمم ذی حشم سحاب عطا

طبع کے بعد یہ رسالہ پاک ‏ پیش میری نظر سے بھی گذرا

فکر تاریخ طبع مجھکو ہوئی ‏ اب شریک ثواب مین بھی ہوا

طبع کا سال از سر تحسین

پاسخ خوب لاجواب لکھا

قطعہ تاریخ
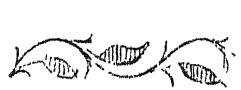
نیر تابان سپہر بلاغت ماہ درخشان آسمان فصاحت مالک اقلیم سخنوری حاکم مضامین گستری شاعر شیرین مقال عالی فہم نازک خیال حبیب لبیب حبیب نصیب جناب منشی سید تفضل حسین صاحب ادیب شاگرد رشید

جناب تدبیر الدوله مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب

المتخلص بہ آسیر مرحوم و مغفور
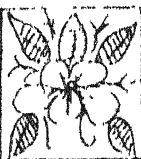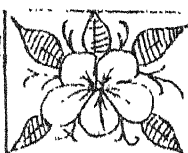
بحمد اللہ شد مطبوع اینک ‏— کہ نصر المومنین نادر کتاب است
فیوضش مثل لطف حق بہر سو ‏— ضیا بارش مثل آفتاب است
باثبات سواے شاہ مظلوم ‏— دلیلے کو بیان شد انتخاب است
نظر کردن بران اجریست بیحد ‏— بیانش باعث کسب ثواب است
کسے گو مانع امر عزا شد ‏— نہ شرم از دین نہ از ایمان حجاب است
دلیلے کو کہ تا مقصد رساند ‏— بمطلوب خودش ناکامیاب است
جواب مسکت و دندان شکن یافت ‏— چہ گوید کس کہ نادم خود مجاب است
مصنف عالم معقول و منقول ‏— کہ مقدار علومش بے حساب است
رفیع الشان و ذی جاہ و ذوی القدر ‏— چسان نامش بگیرم ترک ادابست
معین طبع راز من چہ پرسی ‏— محمد اصغر عالی جناب است
ندیدم دیگرے مثلش باو نام ‏— کزو ہر اہل حاجت کامیاب است

ادیب این مصرع تاریخ بنویس
جوابش بگو کان لاجواب است

۱۳۱۴ھ